خیرکم من تعلّم القرآن و علّمه

بچوں کو پڑھانے کا طریقہ

مُرتّب

حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات کاپودروی دامت برکاتہم

استاذِ حدیث وفقہ: جامعہ قاسمیہ کھروڈ، گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب:............................بچوں کو پڑھانے کا طریقہ

مرتب:........................مولانا اسماعیل احمد کاپودروی دامت برکاتہم

صفحات:..336

بہ اہتمام:......................مفتی محمود صاحب حافظ جی بارڈولی حفظہ اللہ

ناشر:..نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب بھانا، محمود نگر، ڈابھیل۔9558174772

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

مولانا حافظ صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات۔8140238304

دارالمکاتب کاپودرا۔9898611235/9712005458

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۲۴	کلماتِ بابرکت (از: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری)	۞
۳۱	دعائیہ کلمات (از: حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ)	۞
۳۴	تقریظ: (از: حضرت مفتی محمود صاحب باڑدولی)	۞
۳۵	تقریظ (از: مولانا ابراہیم صاحب مظاہری)	۞
۳۹	پیش لفظ	۞
	آپ کامیاب استاذ کیسے بنیں؟ (از: مفتی محمود صاحب باڑدولی)	
۴۴	مسلمانوں کے لیے تین ضروری چیزیں	۱
۴۴	مکتب کس کو کہتے ہیں؟	۲
۴۵	مکتب کی برکت سے ہماری اولاد کا ایمان محفوظ ہوجائے گا	۳
۴۵	مکتب کی اہمیت کی مثال سے وضاحت	۴
۴۶	بچوں کی فکر کرنا اساتذہ کی ذمّے داری ہے	۵
۴۶	مکتب کے اساتذہ اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھیں	۶
۴۷	مکتب کی تعلیم بنیادی ہے	۷
۴۷	دارالعلوم کے استاذ اور مکتب کے استاذ کی محنت میں زیادہ فائدہ کس میں؟	۸
۴۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے مقاصد میں سے اہم مقصد	۹

۱۰	دنیا کا بہترین انسان	۵۰
۱۱	مکتب میں بنیادی طور پر چھ چیزوں کی تعلیم	۵۰
۱۲	عقائد	۵۱
۱۳	بچوں کو صحیح قرآن پڑھانا	۵۲
۱۴	معروف و مجہول میں فرق	۵۳
۱۵	مخرج کا بدلنا	۵۳
۱۶	بچوں کو ضروری دینی مسائل سکھانا	۵۴
۱۷	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت سکھانا	۵۵
۱۸	دین کی بڑی باتوں سے جہالت کا عجیب قصہ	۵۵
۱۹	بچوں کو اخلاق سکھانا	۵۶
۲۰	اخلاق کے متعلق ایک قصہ	۵۷
۲۱	محفوظات	۵۷
۲۲	مکتب کے چار ستون	۵۸
۲۳	قرآن پڑھانے والے کو چار فضیلتیں حاصل ہوتی ہے	۵۸
۲۴	تنخواہ کو پڑھانے کے ساتھ مت جوڑیئے	۵۹
۲۵	اللہ کا دھیان ہوگا تو پابندی ہوگی	۶۰
۲۶	قوم نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پیش کردیے ہیں	۶۱
۲۷	بچوں کو عملی (Practical) تعلیم دو	۶۲
۲۸	خود شریعت کی پابندی کریں	۶۲

۲۹	بچے استاذ کی نقّالی کرتے ہیں	۶۳
۳۰	بچوں کی حوصلہ افزائی کریں	۶۴
۳۱	اچھے اچھے واقعات سنانا	۶۴
۳۲	پڑھانا شروع کرنے سے پہلے	۶۵
۳۳	بچوں کے ساتھ شفقت کریں	۶۵
۳۴	کامیاب استاذ کے لیے دوسری چند ضروری باتیں	۶۶
۳۵	ایک استاذ کی عجیب منّت	۶۸
۳۶	مکتب کا مدرس قطبِ زمانہ	۷۰
۳۷	میرے والدِ مرحوم اور مکتب	۷۲
۳۸	والد صاحب مرحوم کے پڑھانے کا عجیب انداز	۷۲
۳۹	قرآنِ مجید اور تعلیم الاسلام پڑھانے کا انداز	۷۳
۴۰	بڑی عمر کے لوگوں کے لیے تعلیم کا سلسلہ	۷۴
۴۱	مکتب میں پڑھنے والے بچوں کی بہترین تربیت	۷۵
۴۲	مکتب کے بچوں کو سلام و مصافحہ کا ترغیبی حکم	۷۶
۴۳	محلے کے بچوں میں سلام کا بہترین ماحول	۷۶
۴۴	اھل القرآن ھم اھل اللہ	۷۷
۴۵	متولی	۷۷
۴۶	نصاب	۷۸
۴۷	والی	۷۸

۴۸	کتاب میں مذکور طریقۂ تعلیم کے امتیازات وخصوصیات	۸۰

اساتذۂ کرام کی خدمت میں چند گذارشات

۴۹	معاشرے میں استاذ کا مقام	۸۱
۵۰	امت کے افضل ترین افراد کی خدمت میں	۸۲
۵۱	نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کے معاملے میں خاص ہدایت	۸۵
۵۲	اساتذۂ کرام سے خاص گذارش	۸۵
۵۳	ہمیشہ مطمحِ نظر رہے	۸٦

تعلیمی نفسیات کے مخصوص طریقے

۵۴	عناوین کی ایک جھلک	۸۸
۵۵	تعلیمی نفسیات کی اہمیت	۸۹
۵٦	تعلیمی نفسیات کے مخصوص طریقے	۹۰
۵۷	فطری بنیادی تقاضے	۹۰
۵۸	مشاہدہ	۹۲
۵۹	پیمائش	۹۳
٦۰	مطالعۂ احوال	۹۴
٦۱	استعداد پیدا کرنے کے اسباب	۹۴
٦۲	تعلیم اور اس کے محرکات	۹۴

۶۳	بچوں میں تحریک پیدا کرنے کے لیے بعض سفارشات	۹۵
۶۴	دل چسپی	۹۶
۶۵	دل چسپی پیدا کرنے کے طریقے	۹۷
۶۶	مدح	۹۷
۶۷	کام کا شوق پیدا کرنا	۹۸
۶۸	سوالات کے ذریعے اذہان کو مشغول کرنا	۹۸
۶۹	سبق کی کامیابی کا معیار	۹۹
۷۰	سوالات کے اقسام	۹۹
۷۱	سوالات کے فوائد	۱۰۰
۷۲	سوالات کرنے کا طریقہ	۱۰۱
۷۳	توجہ پیدا کرنے میں مشکلات اوران کا تدارک	۱۰۲
۷۴	جزا	۱۰۳
۷۵	سزا	۱۰۳
۷۶	سزا کا طریقہ	۱۰۳
۷۷	تعمیری سزا	۱۰۳
۷۸	جسمانی سزا	۱۰۴
۷۹	سزا دینے میں زیادتی اور کوتاہی	۱۰۵
۸۰	نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کے معاملے میں خاص ہدایت	۱۰۶
۸۱	نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کا طریقہ	۱۰۶

۸۲	مسابقہ	۱۰۶
۸۳	ترقی کی رفتار کا علم	۱۰۷
۸۴	معیارِ آرزو	۱۰۷
۸۵	محرکات کا ثبوت	۱۰۸
۸۶	خود اعتمادی	۱۰۸
۸۷	غور و فکر کا عادی بنانا	۱۰۹
۸۸	وقت کو مفید تر بنانا	۱۰۹
۸۹	تکان کی قسمیں	۱۱۰
۹۰	طلبہ میں غیر حاضر رہنے کی وجوہات	۱۱۱
۹۱	طلبہ میں حاضری کی عادت ڈالنے کا طریقہ	۱۱۲
۹۲	انفرادی اختلافات	۱۱۲
۹۳	اسراع	۱۱۳
۹۴	نصاب کی توسیع	۱۱۴
۹۵	خاص جماعت کا قیام	۱۱۴
۹۶	تعلیم و تربیت کے لیے سامان	۱۱۵

قرآنی قاعدہ پڑھانے کا طریقہ

۹۷	قرآنی قاعدہ کے چار کام	۱۱۹
۹۸	ناظرہ قرآن خوانی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ضروری امور	۱۱۹

۹۹	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۲۰
۱۰۰	قاعدہ کا پہلا کام حروف کی شناخت	۱۲۱
۱۰۱	حروفِ تہجی شروع کرانے کی ترتیب	۱۲۱
۱۰۲	زبانی تعلیم	۱۲۱
۱۰۳	سبق پڑھانے کا طریقہ	۱۲۳
۱۰۴	مفردات کا بیان	۱۲۳
۱۰۵	محنت کی ترتیب	۱۲۴
۱۰۶	بچوں کے اوقات کو مفید بنانے کا طریقہ	۱۲۷
۱۰۷	مشق میں لگانا	۱۲۸
۱۰۸	محفوظات کا وقت	۱۲۹
۱۰۹	ایک غلط طریقہ	۱۲۹
۱۱۰	ترتیبِ معجمی	۱۳۰
۱۱۱	ذہنی حیات پیدا کرنے کی ضرورت	۱۳۱
۱۱۲	مرکبات کا بیان	۱۳۲
۱۱۳	مرکبات پڑھانے کی ترتیب	۱۳۳
۱۱۴	الفاظ میں مشق کا نیا طریقہ	۱۳۴
۱۱۵	اعراب اور علامات	۱۳۶
۱۱۶	ایک غلطی کی نشان دِہی	۱۳۶
۱۱۷	معلمین کے پانچ اہم کام	۱۳۷

۱۱۸	حرکات کا بیان	۱۳۸
۱۱۹	حرکات کی پہچان کرانے کا طریقہ	۱۳۹
۱۲۰	زبر کی تختی کی ہجے اور رواں کرانے کا طریقہ	۱۴۰
۱۲۱	بلیک بورڈ پر بچوں کے استعمال کا طریقہ	۱۴۰
۱۲۲	مشق میں لگانے کا طریقہ	۱۴۰
۱۲۳	سبق سننے کا طریقہ	۱۴۱
۱۲۴	دو حروف ملا کر پڑھنا سکھائیں	۱۴۲
۱۲۵	مشق میں لگانے کا طریقہ	۱۴۳
۱۲۶	ضروری تنبیہ	۱۴۵
۱۲۷	محنت کی ترتیب	۱۴۹
۱۲۸	ایک اہم بات	۱۵۲
۱۲۹	حلقوں میں استعمال کا دوسرا مرحلہ	۱۵۳
۱۳۰	محنت کی اس ترتیب کا فائدہ	۱۵۳
۱۳۱	تنوین کا بیان	۱۵۵
۱۳۲	تنوین کی پہچان کرانا	۱۵۵
۱۳۳	حرکات اور تنوین کا فرق سمجھانا	۱۵۶
۱۳۴	منون کے پڑھنے کا طریقہ سکھانا، ہجے اور رواں	۱۵۶
۱۳۵	حلقوں میں مشق کی ترتیب	۱۵۷
۱۳۶	جزم کا بیان	۱۵۸

۱۳۷	جزم کی پہچان	۱۵۸
۱۳۸	ساکن بنانے کا طریقہ سمجھائیں	۱۵۹
۱۳۹	ساکن حروف پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ بتائیں	۱۵۹
۱۴۰	تین حرفی، پھر چار حرفی ساکن الفاظ کی مشق کروائیں	۱۶۰
۱۴۱	صحتِ لفظی کا خیال	۱۶۰
۱۴۲	ہمزہ ساکنہ	۱۶۰
۱۴۳	الف مدہ کا بیان	۱۶۲
۱۴۴	زبر اور الف مدہ کا فرق اور اس کی ادائیگی کا طریقہ	۱۶۲
۱۴۵	الف مدہ کا قاعدہ مثالوں سے ذہن نشین کرائیں	۱۶۳
۱۴۶	تقابلی طریقے سے قاعدہ کی تفہیم	۱۶۳
۱۴۷	حلقوں کو مشق میں لگانے کا طریقہ	۱۶۴
۱۴۸	الف مدہ کا قاعدہ اچھی طرح سمجھانے کے بعد یاد کرائیں	۱۶۴
۱۴۹	واو مدہ کا بیان	۱۶۵
۱۵۰	پیش اور واو مدہ کا فرق سمجھانا	۱۶۵
۱۵۱	مثالوں سے واو مدہ کا قاعدہ سمجھانا	۱۶۶
۱۵۲	قاعدہ کی تفہیم کے بعد تعبیر زبانی کرائی جائے	۱۶۷
۱۵۳	یاءمدہ کا بیان	۱۶۷
۱۵۴	ایک مسئلہ کا حل	۱۶۷
۱۵۵	برائے صحت چند امور	۱۶۸

۱۵۶	واوِلین اور یائے لین کا بیان	۱۶۹
۱۵۷	واوِلین اور غیر لین کا فرق سمجھائیں	۱۶۹
۱۵۸	مثالوں سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں	۱۷۰
۱۵۹	حلقوں میں مشق	۱۷۰
۱۶۰	صحتِ ادائیگی کا خیال رکھیں	۱۷۱
۱۶۱	علاماتِ مدہ کا بیان	۱۷۱
۱۶۲	برائے اساتذہ	۱۷۲
۱۶۳	قاعدہ کی تعبیر	۱۷۲
۱۶۴	قلقلہ کا بیان	۱۷۳
۱۶۵	تشدید کا بیان	۱۷۳
۱۶۶	تشدید کی شکل اور اس کا نام	۱۷۴
۱۶۷	مشدد حرف پڑھنے کا طریقہ سکھایا جائے	۱۷۴
۱۶۸	قاعدہ کی تعبیر یاد کرائیں	۱۷۵
۱۶۹	تشدید مابعدہ ساکن	۱۷۵
۱۷۰	نون اور میم مشدد	۱۷۶
۱۷۱	ادغامِ مثلین، متجانسین اور متقاربین	۱۷۷
۱۷۲	تشدید کی صورتیں	۱۷۷
۱۷۳	خاموش مطالعہ	۱۷۸
۱۷۴	حصۂ اول کا اختتام	۱۸۰

۱۷۵	مقصد پر ایک نظر	۱۸۱
۱۷۶	قاعدہ کا چوتھا کام	۱۸۳
۱۷۷	چوتھا امر: قواعد کی تفہیم اور اس کا استعمال	۱۸۳
۱۷۸	ایک گذارش	۱۸۴
۱۷۹	نون ساکن اور تنوین کا بیان	۱۸۵
۱۸۰	اظہار کا بیان	۱۸۶
۱۸۱	بلیک بورڈ کا استعمال	۱۸۷
۱۸۲	قاعدہ کی تعبیر زبانی کرائیں	۱۸۸
۱۸۳	ادغام کا بیان	۱۸۹
۱۸۴	ادغام کے معنی اور ہجے کا طریقہ	۱۸۹
۱۸۵	ادغام کب ہوگا؟	۱۸۹
۱۸۶	کتاب کی امثلہ	۱۹۰
۱۸۷	تقابل کی صورت میں قاعدہ کی تفہیم	۱۹۰
۱۸۸	ادغام کے اقسام	۱۹۱
۱۸۹	اخفا کا بیان	۱۹۲
۱۹۰	مفردات سے حروفِ اخفا نکلوانے کا طریقہ	۱۹۳
۱۹۱	مشقی سوالات	۱۹۵
۱۹۲	اخفا کے معنی اور ادائیگی	۱۹۵
۱۹۳	اقلاب کا بیان	۱۹۶

۱۹۴	اقلاب کے معنیٰ اور ہجے کا طریقہ	۱۹۶
۱۹۵	قاعدہ کی تفہیم	۱۹۶
۱۹۶	میم ساکن کا بیان	۱۹۸
۱۹۷	ادغامِ شفوی	۱۹۸
۱۹۸	ہجے کا طریقہ	۱۹۹
۱۹۹	اخفائے شفوی	۱۹۹
۲۰۰	اظہارِ شفوی	۲۰۰
۲۰۱	مد کا بیان	۲۰۰
۲۰۲	مدِ منفصل کا بیان	۲۰۱
۲۰۳	مدِ متصل کا بیان	۲۰۲
۲۰۴	تقابلی طریقہ	۲۰۲
۲۰۵	قاعدہ کی تعبیرات	۲۰۳
۲۰۶	مدِ لازم کا بیان	۲۰۳
۲۰۷	قاعدہ کی تفہیم تقابلی انداز میں	۲۰۳
۲۰۸	مد کے اقسام حروفِ تہجی میں	۲۰۴
۲۰۹	چاروں امور پر محنت کا طریقہ	۲۰۴
۲۱۰	حروفِ مقطعات	۲۰۷
۲۱۱	’’را‘‘ کا بیان	۲۰۸
۲۱۲	را متحرکہ کا بیان	۲۰۹

۲۱۳	رامنون کا بیان	۲۱۰
۲۱۴	راساکنہ کا بیان	۲۱۰
۲۱۵	راساکن ہمیشہ کب باریک ہوتی ہے؟	۲۱۱
۲۱۶	راساکن ہمیشہ پُر کب ہوگی؟	۲۱۱
۲۱۷	راساکن سے پہلے زیر عارضی کا بیان	۲۱۲
۲۱۸	راساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں	۲۱۳
۲۱۹	لفظ ''اللہ'' کا لام	۲۱۴
۲۲۰	الف لام کا بیان	۲۱۵
۲۲۱	وقف کا بیان	۲۱۶
۲۲۲	امور پر محنت کا طریقہ	۲۱۸
۲۲۳	ہر بچے پر عمومی وخصوصی محنت	۲۱۹
۲۲۴	بچوں کے ہاتھوں میں پارۂ عم	۲۱۹
۲۲۵	کلمات حل کرانے کے بعد آیات حل کرنا سکھائیں	۲۲۱
۲۲۶	قاعدہ پڑھانے کا غلط طریقہ	۲۲۲
۲۲۷	قرآنِ پاک ناظرہ پڑھنے کے لیے خاص ضروری امر	۲۲۲

پارۂ عم اور قرآنِ پاک پڑھانے کا طریقہ

۲۲۸	پارۂ عم پڑھانے کی ترتیب	۲۲۵
۲۲۹	حلِ آیات کا طریقہ	۲۲۶

۲۳۰	حلِ آیت کے کام	۲۲۷
۲۳۱	حلِ آیت کا پہلا مرحلہ	۲۲۷
۲۳۲	حلِ آیت کا دوسرا مرحلہ	۲۲۷
۲۳۳	پہلا کام: حلِ الفاظ کا طریقہ	۲۲۸
۲۳۴	دوسرا کام: اعراب و علامات کا اجرا	۲۲۸
۲۳۵	تیسرا کام: قواعد کا اجرا	۲۲۹
۲۳۶	وقف واعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق	۲۲۹
۲۳۷	روانی کی محنت	۲۳۰
۲۳۸	حلِ آیت کا تیسرا مرحلہ	۲۳۱
۲۳۹	حلِ الفاظ کا طریقہ	۲۳۲
۲۴۰	قواعد کا اجرا	۲۳۲
۲۴۱	وقف واعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق	۲۳۳
۲۴۲	حلِ آیت کا پہلا مرحلہ	۲۳۳
۲۴۳	ذہین بچے کی تعلیم کا طریقہ	۲۳۶
۲۴۴	نصاب کی توسیع	۲۳۷
۲۴۵	آموختہ کی ترتیب	۲۳۸
۲۴۶	سبق پڑھانے کا غلط طریقہ	۲۳۹
۲۴۷	دوسری غلطی	۲۳۹
۲۴۸	صحت اور لہجے پر محنت	۲۴۱

۲۴۹	حروف کی صحت	۲۴۱
۲۵۰	قواعد کی رعایت	۲۴۱
۲۵۱	ایک غلط نظریہ	۲۴۲
۲۵۲	حضرت تھانویؒ کا ملفوظ	۲۴۲
۲۵۳	قرآنِ پاک پڑھانے کی ترتیب	۲۴۳
۲۵۴	حلِ سبق کا طریقہ	۲۴۳
۲۵۵	مشکل الفاظ کا حل	۲۴۴
۲۵۶	نمونہ پیش کریں؛ یعنی استاذ پڑھیں اور طلبہ سنیں	۲۴۴
۲۵۷	مشق کا وقت دیں	۲۴۴
۲۵۸	حلِ آیت وحلِ سبق والے پروگرام کی بنیاد	۲۴۶
۲۵۹	پارۂ عم میں ہجے کا سلسلہ	۲۴۸
۲۶۰	روانی کے لیے ضروری امور	۲۴۹
۲۶۱	روانی کا مفہوم	۲۵۰

ایمرجنسی پروگرام

۲۶۲	ایمرجنسی پروگرام پیش کرنے کی ضرورت	۲۵۳
۲۶۳	ایمرجنسی پروگرام	۲۵۳
۲۶۴	طلبہ کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں	۲۵۴
۲۶۵	الفاظِ قرآنی کے لیے ضروری امور	۲۵۵

۲۶۶	تعلیمی رکاوٹ کی پیمائش	۲۵۵
۲۶۷	تعلیمی سطح کی پیمائش کا طریقہ	۲۵۶
۲۶۸	کمزور طلبہ کی درجہ بندی	۲۵۷
۲۶۹	محنت کی نئی راہ	۲۵۸
۲۷۰	ترقی کی رفتار کا علم	۲۵۹
۲۷۱	محنت کا طریقہ: درجۂ اولیٰ والوں پر محنت	۲۶۰
۲۷۲	درجۂ ثانیہ والوں پر محنت کا طریقہ: حرکات کا بیان	۲۶۲
۲۷۳	خارجی محنت	۲۶۳
۲۷۴	تنوین کا بیان	۲۶۳
۲۷۵	جزم کا بیان	۲۶۴
۲۷۶	تشدید کا بیان	۲۶۴
۲۷۷	الف لام کا بیان	۲۶۵
۲۷۸	حرکاتِ مدہ، حروفِ مدہ، لین	۲۶۵
۲۷۹	محنت کی غلط ترتیب	۲۶۷
۲۸۰	ذمّے دار حضرات سے ایک گذارش	۲۶۸
۲۸۱	ناظرہ خوانی میں روانی کی محنت	۲۶۹
۲۸۲	صحتِ حروف اور صحتِ لفظی	۲۷۰
۲۸۳	حلِ آیت کی ترتیب	۲۷۰
۲۸۴	حلِ الفاظ	۲۷۰

۲۸۵	وقف اور اعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق	۲۷۱
۲۸۶	حلِ سبق کی ترتیب	۲۷۳
۲۸۷	مشکل الفاظ کا حل	۲۷۳
۲۸۸	مشق کا وقت دیں	۲۷۴
۲۸۹	بغیر اٹک کے آیت کا ہر حصہ پڑھائیں	۲۷۴
۲۹۰	لہجے پر محنت	۲۷۵
۲۹۱	قواعد کی تفہیم	۲۷۵
۲۹۲	خاص جماعت کا قیام	۲۷۶
۲۹۳	ایمرجنسی پروگرام کی خصوصیت	۲۷۷
۲۹۴	ایک واقعہ	۲۷۷
۲۹۵	حوصلہ افزائی	۲۷۹
۲۹۶	ایک گذارش	۲۷۹
۲۹۷	ایک مشورہ	۲۸۰
۲۹۸	بنیادی تعلیم کا غلط نظام اور غلط طریقہ	۲۸۱
۲۹۹	خلاصۂ کلام	۲۸۲

محفوظات کا نظام

۳۰۰	محفوظات کے عناوین	۲۸۵
۳۰۱	حفظِ سور	۲۸۵

۳۰۲	سورتیں حفظ کرنے کی ترتیب	۲۸۶
۳۰۳	کلماتِ اسلام اور وظائفِ نماز	۲۸۶
۳۰۴	نماز میں وظائف کا وقت	۲۸۷
۳۰۵	مسنون دعائیں	۲۸۸
۳۰۶	عمل کی ترغیب کا طریقہ	۲۸۸
۳۰۷	سنن و آداب	۲۸۸
۳۰۸	یومیہ مذاکرہ	۲۸۹
۳۰۹	حفظِ حدیث	۲۹۰
۳۱۰	حفظِ حدیث کا ایک آسان طریقہ	۲۹۰
۳۱۱	بچوں کو داعی بنائیں	۲۹۱
۳۱۲	نماز کی عملی مشق	۲۹۱
۳۱۳	وضو کی عملی مشق اور نگرانی	۲۹۲
۳۱۴	ابتدائی جماعتوں کے لیے نماز کی مشق کا طریقہ	۲۹۲
۳۱۵	بڑی جماعتوں کے لیے نماز کی مشق کا طریقہ	۲۹۳
۳۱۶	نورانی مکاتب میں اجتماعی اعمال کا نظام	۲۹۳
۳۱۷	اجتماعی اعمال کی ترتیب	۲۹۴
۳۱۸	اجتماعی اعمال کا نقشہ	۲۹۵
۳۱۹	جماعت نمبر:۱، ۲، ۳ کے لیے اجتماعی اعمال کا نقشہ	۲۹۶

اردو کتابیں کس طرح پڑھائیں؟

۳۲۰	مکاتب کے کام	۲۹۹
۳۲۱	نورانی مکاتب میں اردو کتابوں کا نظام	۳۰۰
۳۲۲	نورانی مکاتب میں اردو کتابوں کا جدید نظام ونصاب	۳۰۱
۳۲۳	اس کے علاوہ ایک نیا اہم کارنامہ اس نصاب کے بارے میں	۳۰۳
۳۲۴	قارئین سے خصوصی درخواست	۳۰۴
۳۲۵	اردو، گجراتی کتاب کے جدید نصاب کی تفصیل	۳۰۵
۳۲۶	اردو کا قاعدہ پڑھانے کی مختصر ترتیب	۳۰۶
۳۲۷	اردو حروفِ تہجی کی شکلیں اور نام	۳۰۸
۳۲۸	ترکیبی حالت میں مفرد حروف کی شکلیں	۳۰۹
۳۲۹	سبق نمبر دو (۲)	۳۱۰
۳۳۰	سبق نمبر دو (۳)	۳۱۰
۳۳۱	سبق نمبر دو (۸)	۳۱۰
۳۳۲	سبق نمبر دو (۹)	۳۱۱
۳۳۳	سبق نمبر: بارہ (۱۲)، تیرہ (۱۳)، چودہ (۱۴)	۳۱۱
۳۳۴	''ی، ے'' کی آوازیں	۳۱۳
۳۳۵	سبق نمبر: پندرہ (۱۵)	۳۱۳
۳۳۶	اردو عبارت میں ملحوظ امور	۳۱۴
۳۳۷	اردو عبارت خوانی میں مدِ نظر امور کا نقشہ	۳۱۴

۳۳۸	اردو عبارت خوانی میں مدِ نظر امور کی تفصیل	۳۱۵
۳۳۹	ترکیبی وقفہ درست ہو	۳۱۵
۳۴۰	کامل وقفہ	۳۱۵
۳۴۱	تغیرِ لحن (آواز کا اتار چڑھاؤ)	۳۱۵
۳۴۲	لب ولہجہ	۳۱۵
۳۴۳	اعراب اور علامات	۳۱۶
۳۴۴	تلفظ اور ادائیگی صحیح ہو	۳۱۶
۳۴۵	تلفظ اور ادائیگی درست کرائیں	۳۱۶
۳۴۶	غلطی کی اصلاح کا نمونہ	۳۱۷
۳۴۷	اردو کی چند اصطلاحات	۳۱۷
۳۴۸	اردو عبارت، نیز کتاب کے سبق میں ملحوظ امور	۳۱۹
۳۴۹	سبق کے تعارف کا طریقہ	۳۱۹
۳۵۰	نقشے میں موجود ضروری امور کی تفصیل: تشویق	۳۱۹
۳۵۱	نئے الفاظ کا تعارف	۳۲۰
۳۵۲	مشکل الفاظ کے معانی	۳۲۰
۳۵۳	خاموش خواندگی	۳۲۰
۳۵۴	باآواز خواندگی	۳۲۰
۳۵۵	تفہیمِ عبارت اور مطلب فہمی کی جانچ	۳۲۱
۳۵۶	اسلامی اصطلاحات	۳۲۲

۳۵۷	بات چیت کا سلیقہ	۳۲۲
۳۵۸	خاموش مطالعہ	۳۲۲
۳۵۹	خاموش مطالعہ کا طریقہ	۳۲۳
۳۶۰	ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلا صفحہ	۳۲۳
۳۶۱	طریقۂ تدریس	۳۲۴

تعلیمی جانچ کے رہنما اصول

۳۶۲	برائے نورانی مکاتب تعلیمی جانچ کے رہنما اصول	۳۲۶
۳۶۳	ہدایات برائے تعلیمی جانچ	۳۲۶
۳۶۴	تعلیمی کیفیات سے متعلق اہم ہدایات	۳۲۸
۳۶۵	قرآنی قاعدہ اور حروف شناسی کی جماعت کی جانچ اور ترقی کے لیے ہدایات	۳۳۰
۳۶۶	حروف شناسی کے لیے رہنما اصول	۳۳۱
۳۶۷	مرکبات میں تین کام نہایت اہم ہیں	۳۳۲
۳۶۸	بچوں میں ہر بیان کے کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے اعراب وعلامات سے متعلق ضروری ہدایات	۳۳۳
۳۶۹	بچوں کا تحفہ (حصۂ ثانی)	۳۳۴
۳۷۰	مذکورہ قواعد جانچنے کے متعلق ضروری ہدایات	۳۳۴
۳۷۱	محفوظات کی جانچ کے اہم امور	۳۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ بابرکت

از: محبوب العلما والصلحا، نمونۂ سلف، سیدی وآقائی حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی

(سابق صدر مفتی وحال شیخ الحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں تین جگہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی بعثت کے تین مقاصد؛ یعنی فرائضِ منصبی بیان کیے ہیں:

(۱) تلاوتِ آیات (۲) تعلیمِ کتاب وحکمت (۳) تزکیۂ اخلاق۔

تعلیمِ کتاب سے علیحدہ تلاوتِ آیات کو فرض قرار دے کر اِس طرف اِشارہ کر دیا کہ قرآن کے الفاظ کی حفاظت بھی ایک مستقل فرض ہے، لہٰذا جو حضرات مکاتب کا نظام سنبھالتے ہیں اور مکتب میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں پر محنت کرتے ہیں وہ در حقیقت بہت اونچی خدمت انجام دیتے ہیں، اُنھیں ہرگز احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔

اسلاف کے دِلوں میں اِن مکاتب کی کیسی اہمیت تھی اُس کا اندازہ اِس سے لگایئے کہ مشہور محدث ابوعبدالرحمن السلمیؒ ۔جو بخاری شریف کے رُوات میں سے ہیں۔ نے جب نبیٔ کریم ﷺ کی حدیث شریف ''خيركم من تعلّم القرآن وعلّمه'' (بخاری) ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ سنی تو

اپنے آپ کو قرآنِ پاک کی تعلیم و تعلُّم کے لیے وقف کردیا اور مسلسل اڑتیس سے زیادہ سالوں تک یہ خدمت انجام دی، بخاری شریف میں اُن کے یہ الفاظ ہیں: ''ذٰلك الذي أقعدني مقعدي هٰذا'' (اِسی حدیث نے مجھے اِس جگہ بٹھا رکھا ہے)۔

حضرت شیخ الہندؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب مالٹا سے رہا ہوکر واپس آئے تو دارالعلوم دیوبند میں مجلس ہوئی، ہمارے سارے ہی اکابر حضرت کے شاگرد تھے، وہ سب وہاں موجود تھے، حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا:

بھائی! جیل کی تنہائیوں میں بہت کچھ سوچنے اور غور کرنے کے بعد اُمت کی پستی کے دو اسباب ذہن میں آئے اور یہی دو سبق ہم نے سیکھے ہیں: ایک تو یہ کہ قرآنِ پاک کی تعلیم کو لفظاً و معنیً عام کیا جائے اور دوسرا یہ کہ آپس کے اختلافات و نزاعات کو ختم کیا جائے، لفظاً عام کرنے کے لیے مکاتب کا سلسلہ قائم ہو، جس میں حفظ کا اور تجوید کا سلسلہ جاری ہو، اور معنیً کی ایک شکل تو وہ ہے جو مدرسوں میں ہے کہ تفسیر کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔''

مکاتبِ دینیہ کی اِفادیت و اہمیت ہر زمانہ میں تسلیم کی گئی ہے، آج بھی جب کہ بڑے بڑے جامعات جاری ہیں، مکاتب کی اِفادیت و اہمیت برقرار ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''بچوں کو پڑھانے کا طریقہ'' محترم و مکرم مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی سلمہٗ (فارغ التحصیل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) کی قلمی کاوِش و عرق ریزی کا نتیجہ ہے، متفرق طور پر پہلے اُس کے اجزاء مِنصّہ شہود پر آئے ہیں، اب چند اضافوں کے ساتھ مرتب طور پر منظرِ عام پر لائی جارہی ہے، احقر نے جستہ جستہ مقامات سے کتاب دیکھی، بہت

پسند آئی اور دِل سے دعا نکلی۔ موصوف عرصۂ دراز سے اِس وادی کے راہ رو ہیں، اپنے طویل تجربات، ذہنی کاوِش، مکاتب کا گہرا معاینہ ومشاہدہ اور متعدد مکاتب چلانے والے حضرات سے ملاقات کے نتیجے میں اچھے نتائج اخذ کیے ہیں۔ دینی لائن پر چلنے والوں کے لیے وعدہ ہے کہ عزم وہمت کے ساتھ جو کوشش جاری رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے نِت نئی راہیں کھولتا ہے۔

موصوف نے کتاب میں مکاتبِ دینیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی متعدد صلاحیتوں اور طاقتوں کو عمل میں لا کر پڑھانے کی دعوت دی ہے، اور اُس کے عمدہ نتائج کا ثبوت فراہم کیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ موصوف نے بچوں کی نفسیات کا بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے، جگہ جگہ معلّمین کی کوتاہیوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ بچوں کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر کے کام میں لانا اور بچوں کے اعضاو جوارح کو تعلیم میں استعمال کرنا ہی تعلیم کا اصل طریقہ ہے، جس کو فطری طریقہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اِمام الشام، محققِ جلیل شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ (متوفی: ۱۴۱۷ھ) کے قلمِ حقیقت سے نکلی ہوئی اصلاحی اور تربیتی کتابوں میں ایک اہم نفیس کتاب "رسوم المعلم وأساليبه فى التعليم" ہے، اُس میں حضرت نبئ اکرم ﷺ کے اُسوۂ مبارکہ سے عملی تعلیم کے کئی نمونے پیش کیے ہیں، اُس کا ایک مختصر اقتباس حسبِ ذیل ہے:

ولا ريب أن التعليم بالفعل و العمل أقوىٰ و أوقع فى النفس ، و أعون على الفهم و الحفظ ، و أدعىٰ إلى الاقتداء و التأسّي من التعليم بالقول

والبيان و أن التعليم بالفعل و العمل هو الأسلوب الفطرى للتعليم ، فكان أبرز و أعظم أساليبه ﷺ فى التعليم .

ترجمہ: اِس میں کوئی شک نہیں کہ زبان و بیان کے ذریعہ تعلیم کے مقابلے میں فعل وعمل کے ذریعہ تعلیم زیادہ ٹھوس، دِل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والی، سمجھنے و یاد رکھنے اور اتباع واُسوہ بنانے کے اعتبار سے زیادہ معاون ومددگار ہوتی ہے، اور یہی تعلیم کا فطری طریقہ بھی ہے، بایں وجہ نبی ٔکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں نمایاں و بیشتر حصہ فعل وعمل یعنی پریکٹیکلی تعلیم کا رہا ہے۔(الرسول المعلم:ص:۶۵)

قول وعمل کے ذریعہ تعلیم دینا ہی اصل طریقہ ہے، قدیم زمانہ میں بھی مکاتبِ دینیہ میں یہ طریقہ مروّج رہا ہے؛ چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن احمد المعروف بہ ''ابن الاخوۃ'' قُرشی الشافعیؒ نے اپنی کتاب ''معالم القربة فی أحكام الحسبة'' کے چھیالیسویں باب میں ''الحسبة علی مؤدّبی الصبیان'' کے ذیل میں لکھا ہے:

معلم کو چاہیے کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، جب بچے اچھی طرح حروف شناسی اور اُن کے مخارج سے واقف ہوجائیں تو قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھائیں، اُس کے بعد بتدریج بڑی بڑی سورتوں کی تعلیم دیں، اِس طرح بچے طبعی طور سے مانوس ہوکر خود شوق سے پڑھنے لگیں گے۔ قرآن کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم دیں، پھر حساب اور لکھنے کی مشق کرائیں، معلم بچوں کی تختی پر خود خوشخط لکھ کر اُسی طرح لکھنے کی تاکید کریں، زبانی بول کر املا لکھائیں، کتاب سے نقل نہ کرائیں، بعد میں خوش خطی اور املا کی تختی بچوں سے منگا کر دیکھیں اور اصلاح

دیں۔(خیر القرون کی درسگاہیں)

موصوف نے مذکور کتاب کی تالیف سے بچوں میں تعمیری ذہن پیدا کرنے کی عمدہ کوشش اور دل چسپ طریقہ ایجاد کیا ہے، معلّمین حضرات کتاب میں ذکر کردہ ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اُن کا پیش کردہ طریقۂ تعلیم اختیار کریں گے تو توقع ہے کہ بچوں کو مار پیٹ کی نوبت ہی نہیں آئے گی، یوں بھی اِس دور میں پٹائی کرنا مفید نہیں، وہ معلّم اپنے فن میں کامل ہے جو پٹائی کیے بغیر پڑھائے، اسکول میں غیر مسلم ٹیچر کتنی محبت سے پڑھاتے ہیں، تو کیا ہم اپنی تعلیم محبت وشفقت سے نہیں دے سکتے؟ ضرور دے سکتے ہیں، بس! صرف کامل توجہ کی ضرورت ہے۔

ایک وقت تھا کہ معلّم کی مار پر طلبہ فخر کیا کرتے تھے؛ اِس لیے کہ وہ مار شفائے غیظ کی آمیزش سے پاک ہوتی تھی، اب نہ ایسے معلّمین رہے، نہ متعلّمین، اِلا ماشاء اللہ! اِس سلسلہ میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ایک دل چسپ واقعہ ملاحظہ کیجیے! حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نوّر اللہ مرقدہ رقم طراز ہیں، فتنۂ قادیانیت ہی کے سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت شاہ صاحبؒ کے جلال کا بھی سن لیجیے:

دورۂ حدیث کے ہمارے ہم سبق طلبہ میں ضلع اعظم گڑھ کے بھی چند حضرات تھے، اُسی زمانے میں ضلع اعظم گڑھ کے ایک صاحب۔ جو قادیانی تھے۔سہارنپور میں حکومت کے کسی بڑے عہدہ پر آگئے، وہ ایک دِن اپنے ہم ضلع اعظم گڑھی طلبہ سے ملنے کے لیے (لیکن فی الحقیقت اُن کو جال میں پھانسنے کے لیے) دار العلوم آئے، اُن طلبہ نے اُن کی اچھی خاطر مدارات کی، وہ شکار کے بہانے اُن میں سے بعض کو اپنے ساتھ

بھی لے گئے، جو رات کو دار العلوم واپس آئے، حضرت شاہ صاحبؒ کو کسی طرح اِس واقعہ کی اطلاع ہوگئی، حضرت کو اُن طلبہ کی اِس دینی بے حمیتی سے سخت قلبی اذیّت ہوئی، اُن طلبہ کو اِس کا علم ہوا تو اُن میں سے ایک سعادت مند طالبِ علم غالباً معافی مانگنے کے لیے حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے، حضرت پر جلال کی کیفیت طاری تھی، قریب میں چھڑی رکھی تھی، اُس سے اُن کی خوب پٹائی کی، (یہ فاروقی شدت فی امر اللہ کا ظہور تھا) ہمارے وہ ہم سبق طالبِ علم بڑے خوش اور مسرور تھے اور اِس پر فخر کرتے تھے کہ ایک غلطی پر حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاتھ سے پٹنے کی سعادت اُن کو نصیب ہوئی، جو حضرت کے ہزاروں شاگردوں میں سے غالباً کسی کو نصیب نہ ہوئی ہوگی؛ کیوں کہ حضرت فطری طور پر بہت نرم مزاج تھے، ہم نے کبھی اُن کو غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا۔ (الفرقان)

الحاصل! پٹائی کے بغیر محبت وشفقت کے ساتھ تعلیم دینے میں دنیا وآخرت کی سلامتی ہے، کتاب میں تعلیم کے نت نئے طریقے اور بچوں کی دِل جوئی کے مختلف حربے استعمال کر کے سبق یاد کرانے پر زور دیا گیا ہے، اِس پر ایک شعر یاد آ گیا، شاعر نے رہروِ عشق کے لیے کہا تھا:

مکتبِ عشق کے انداز نِرالے دیکھے	اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

موضوع کی مناسبت سے معمولی ترمیم کے ساتھ:

مکتبِ قرآن کے انداز نِرالے دیکھے	اُس کو چھڑی نہ پڑی جس نے سبق یاد کیا

اِس وقت بہت سی تنظیمیں بروئے کار ہیں جن کے زیرِ نظام مکاتبِ قرآنیہ کا نظام ہے، ذمہ دارانِ مکاتب سے میری گذارش ہے کہ مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی

سلّمہ کے طریقۂ تعلیم سے فائدہ اُٹھائیں، موصوف نے اندازِ بیان ایسا آسان و دل کش رکھا ہے کہ اِس سے تعلیم میں بڑی مدد ملتی ہے، متعدد مکاتب ایسے ہیں کہ وہاں لوگوں نے موصوف کا طریقہ اپنایا، جس کے نتیجے میں وہاں کی تعلیم گرفت میں آگئی اور اُن کے پرلطف انداز، حوصلہ بڑھانے والی اور وحشت دور کرنے والی عملی مشق نے تعلیمی ثقالت کو دور کر دیا، ملک و بیرونِ ملک موصوف کے اِس تعلیمی سلسلے کے کامیاب پروگرام ہوتے ہیں، جن میں عملی طور پر طریقۂ تعلیم کو بہت اچھے طرز پر سکھایا جاتا ہے، ذمہ دار حضرات اپنے مکاتب کے اساتذہ کو اُن میں شرکت کا موقع فراہم کریں، بڑے بڑے علماء (بشمولِ مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے جب موصوف کا جدت پسند؛ بلکہ حقیقت پسند نرالے طریقے کا مشاہدہ کیا تو خوب سراہا اور دادِ تحسین دی، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ.

احقر دِل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی مساعئ جمیلہ کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور لوگوں کے لیے اُن کی کتاب اور پروگرام کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائیں، آمین بحرمة سید المرسلین ﷺ.

أملاہ: العبد احمد خانپوری عفی عنہٗ

۱۰ / محرم الحرام (یومِ عاشوراء) ۱۴۳۶ھ

دعائیہ کلمات

از: فخرِ گجرات، مفکرِ ملت، نمونۂ سلف حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق رئیس: فلاحِ دارین ترکیسر)

الحمد لله الذي علّم الانسان مالم يعلم والصلوٰة علىٰ رسوله الكريم الذي بعث معلِما ومُتَمِما الأخلاق الحسنة ومكارم الشيم وعلىٰ اٰله وأصحابه الذين استقاموا على الهداية و ناشروا العلم رضى الله عنهم ومن تبعهم من علماء الدين أجمعين أمّابعد:

امت کے ہر فرد کے لیے فرض ہے کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے وہ خود بھی آراستہ ہواور اپنی اولاد کو بھی سب سے پہلے مبادیاتِ دین سے واقف کرے؛ تاکہ وہ عقائد، فرائض، اور اخلاقِ حسنہ سیکھ کر اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور دنیا وآخرت کی صلاح اور فلاح حاصل کر سکے۔

اس لیے عہدِ نبوی ﷺ سے لیکر آج تک ہر دور میں بچوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا گیا ہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مکاتبِ دینیہ اور مدارسِ اسلامیہ قائم کیے گئے ہیں، ہمارے اکابرین ہمیشہ مکاتب ومدارس کے قیام کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے تھے کہ:

مکاتبِ دینیہ اور مدارسِ اسلامیہ امت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر مکاتب اور مدارس میں صحیح طریقہ سے تعلیم وتربیت کا نظام قائم ہوگا تو امت کی بقا کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہوگا؛ ورنہ امت گمراہیوں میں مبتلا ہوجائے گی۔

الحمدللہ! علمائے امت اپنی بساط کے مطابق مکاتب و مدارس کے قائم کرنے میں ہر خطہ میں جدو جہد کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے؛ البتہ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ تعلیم صحیح اصولوں کے مطابق ہو اور معلمین اخلاص و اختصاص کے حامل ہوں۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''تعلیم کا کام بچوں کا گھرونده نہیں ہے؛ بلکہ پتّہ مارنے کا کام ہے''۔

تعلیم کا فن مہارت چاہتا ہے، معلم اگر بچوں کی نفسیات سے واقف ہو اور سوزِ جگر کے ساتھ ان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کردے اور ان کو تشویق کے ذریعہ مانوس کرے تو بچوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

لسانِ نبوت سے ارشاد فرمودہ یہ نصیحت کہ ''بَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا ، يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا'' پیشِ نظر رہے تو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے؛ مگر افسوس کہ بہت سے مقامات پر معلمین تعلیم کے کام سے کما حقہ واقف نہ ہونے کے سبب اچھے نتائج حاصل نہیں کر رہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ ان امور کی طرف معلمینِ مکاتب کی ہمدردی کے ساتھ رہنمائی کی جائے، الحمدللہ! مدرسین کے لیے ''بچوں کو پڑھانے کا طریقہ'' نامی کتاب تیار کی گئی ہے، جس کو حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات صاحب کاپودروی مد ظلہ العالی، فاضل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے اپنے طویل تجربہ اور فنِ تعلیم پر لکھی گئی کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار کیا ہے اور اس کتاب میں تعلیمی نفسیات، قرآنی قاعدہ پڑھانے کا طریقہ، پارہ عم پڑھانے کا طریقہ، قرآنِ پاک پڑھانے کا طریقہ، نیز اردو کتابیں پڑھانے کا طریقہ،

محفوظات کا نظام، ہدایات برائے درجاتِ حفظ پر روشنی ڈالی گئی ہے، اگر مکاتب کے اساتذہ اس کا توجہ سے مطالعہ کریں گے اور اس کی عملی مشق بھی کریں گے تو ان شاء اللہ! بہت ہی نفع کی امید ہے۔

پچھلے چند سالوں سے مولانا موصوف -اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے- کئی مکاتب کے اساتذہ کی رہنمائی فرما کر تعلیم میں نمایاں تبدیلی کر چکے ہیں، **فللّٰہ الحمد والمنّة!**

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں مزید کامیابی عطا فرمائے اور پورے ملک میں تعلیم کا صحیح نظام جاری فرمائے، آمین۔

کامیاب مدرس وہ ہے جو محبت وشفقت سے بچوں کے دل ودماغ کو روشن کردے اور ان کو اعلیٰ اخلاق کا عادی بنا کر اسلام کا نمائندہ بنادے۔

والله نسئل أن يوفقنا جميعا إلى ما فيه خير الإسلام و المسلمين و الإنسانية جمعاء ، أللّٰهُمَّ وفقنا لما تحب وترضى واجعل آخرتنا خيراً من الأولى.

احقر: عبداللہ کاپودروی غفرلہ

یکم محرم ۱۴۳۶ھ

مطابق: ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۴ء

تقریظ

از: خادم المکاتب حضرت مفتی محمود صاحب باڑدولی دامت برکاتہم
(استاذِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين، سيدنا محمد وصحبه وآله أجمعين وعلىٰ من تبعهم باحسان إلىٰ يوم الدين، أمابعد!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلمِ کامل بن کر تشریف لائے، قرآنِ کریم کا معلم ہونا بہترین کام ہے، قرآنِ کریم کی تدریس انسان کو ربانی؛ یعنی اللہ والا بنا دیتی ہے، اخلاص، استقامت کے ساتھ چھوٹی چھوٹی بستیوں میں رہ کر مسلمانوں کو ایمان و دین سکھانا یہ ارتداد کو روکنے کی بہترین محنت ہے۔

جس طرح دنیوی امور میں آسانی کے لیے نت نئے طریقے ایجاد ہو رہے ہیں، نئے نئے تجربات کیے جا رہے ہیں، ضروری ہے کہ حالات کو سامنے رکھ کر صحیح دین عام امت تک آسانی سے پہنچانے کے لیے آسان، سہل طریقے اپنائے جائیں، اسی سلسلہ کی یہ ایک کڑی ہے، برادرِ مکرم مولانا اسماعیل صاحب لولات کاپودروی نے۔ جو مکتب کی تعلیم کے اس دور کے مجدد کہلانے کے قابل ہیں۔ یہ کتاب مرتب فرمائی ہے، معلمین حضرات اس کو سمجھ کر مسلمان بچوں کو صحیح دین سکھانے کا عزمِ مصمم کریں، بہت ہی فائدہ ہوگا ان شاء اللہ العزیز!

باری تعالیٰ موصوف مولانا کی اس سعی کو قبول فرماوے، آمین

احقر: محمود بارڈولی عفی عنہ

تقریظ

از: مولانا ابراہیم مظاہری دامت برکاتہم

(استاذِ حدیث وتفسیر وسابق مہتمم: جامعہ قاسمیہ کھروڈ)

الحمد لله وحده و الصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد!

دینِ اسلام ہی عنداللہ پسندیدہ دین ہے جو آخری دین (خاتم الأدیان) ہے اور لا نبی بعدہ ﷺ نے بتلایا کہ: اب آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ محمد ﷺ آخری نبی (خاتم النبین) ہیں اور قرآنِ مجید جو سراپا صفات وخوبیوں ورحمتوں وبرکتوں وہدایتوں کو حامل ہے آخری کتاب (خاتم الکتب) ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کا پڑھنا و پڑھانا، سمجھنا و سمجھانا، دیکھنا سب ہی باعثِ خیر و برکت وثواب ہے، اسی کتاب قرآن کے پڑھنے کے باب میں فرمایا کہ:

خيركم من تعلّم القرآن و علّمه.

یہ فرمانِ نبوی ہے جس کے پیشِ نظر باسعادت حضرات نے پڑھنے پڑھانے، سیکھنے سکھانے کی طرف خوب اعتنا کیا؛ تاکہ صادق ومصدوق کی سنائی ہوئی اور بتلائی ہوئی خیریت میں داخل ہوجائیں؛ کیوں کہ خیریت کا یہ مژدہ دنیائے انسانیت میں اسی طبقہ کے لیے ہے، کسی اور کو یہ طمغہ نہیں سنایا گیا اور یہ انوکھی اور امتیازی شان کسی اور کو عطا نہیں کی گئی ہے۔

خدا بھلا کرے اور غریقِ رحمت کرے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نوّر اللہ مرقدہ کو اور رئیس التبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کو جنھوں

نے تعلیم و تعلمِ قرآن کے باب میں دار العلوم و مدارس اور مکاتب و دعوت کی شکل و صورت میں امت کی نشأۃِ ثانیہ قائم فرمائی اور پورے ہندوستان میں ہی نہیں ؛ بلکہ ممالکِ مختلفہ میں اپنے مخلص تربیت یافتہ اور راسخ فی العلم پروردہ جماعت کے ذریعہ یہ مبارک سلسلہ قائم فرمایا، فجزاهم الله أحسن الجزاء.

اِس وقت مکاتبِ قرآنیہ کی بنیادیں الحمد اللہ! قریہ در قریہ اور شہروں میں محلہ در محلہ قائم ہیں اور تعلیمِ قرآن مجید کا اچھا خاصہ رواج ترقی پذیر ہے، جس کے نتیجے میں تدریب المعلمین کے شعبوں کی درسگاہیں اور تعلیم گاہیں بھی وجود میں آ رہی ہیں اور اچھے اور ماہرین فی الفنون تجربہ کار اور کہنہ مشق حضرات اپنا وقت فارغ کر کے معلمین و اساتذۂ مکاتبِ قرآنیہ کو اپنے تجربات سے تقریری، تمرینی وتحریری طور پر روشناس کرا کے قرآنی فضا قائم کرنے کی بہترین کوششیں کر رہے ہیں، الحمد للہ!جس کے نتیجے میں کئی جگہ مکاتبِ قرآنیہ کے بچوں کو حروف شناسی کے ساتھ صحت وتلفظ مع روانی پڑھتے سنا، جس کے نتیجے میں بچوں میں عظمتِ قرآن اور تلاوتِ قرآن کا کافی جذبہ بھی پیدا ہو رہا ہے اور اب یہ امید بندھ رہی ہے کہ زمانۂ قریب ہی سے ہمارے گھر جو قرآنی آواز سے محروم تھے اور ماضی بعید میں ہمارے گھروں سے بڑے، بوڑھوں اور مردوں و عورتوں کی زبان سے جو قرآنی آواز سنائی دیتی تھی وہ نقشہ اب دوبارہ زندہ اور تازہ ہو رہا ہے اور دنیوی تعلیم کا عروج جو ہمیں غلط سمت کی طرف لے جا رہا تھا اس سے بھی ایک حد تک اطمینان کی شکل پیدا ہو رہی ہے اور بقول مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جو مقالاتِ عثمانی میں ہے ”قرآنی ناظرہ پڑھنے کے بعد بچہ سب کچھ ہو سکتا ہے؛ لیکن کافر نہیں ہو سکتا ہے“

الحمدللہ! مختلف تجربات کی روشنی میں قرآنی تعلیم کا یہ عروج ہمیں بہت امیدیں دلا رہا ہے، اللہ کرے کہ یہ بات ہماری سمجھ میں آجائے۔

انھیں ماہرین میں سے میرے رفیقِ کار مولانا اسماعیل ابن احمد لولات صاحب زید مجدہ، حال مقیم: کاپودرا، جو اس وقت الحمدللہ! جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ میں استاذِ حدیث وفقہ ہیں، وہ ہم سب صاحبِ اولاد اور معلمینِ مکاتب ومدارس کی طرف سے بے حد شکریہ کے مستحق ہیں، انھوں نے کچھ مدت سے مکاتب کی ترویج وصحتِ قرآن کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور وہ رات دن اسی میں منہمک ہیں اور ان پر اس کام کی ایک عجیب و غریب دھن سوار ہے کہ ہمارے یہ کمسن اور کم عمر بچے بآسانی مع صحت کے قرآن پڑھتے ہو جائیں اور اساتذۂ کرام ان کو قرآن پڑھتا بنا دیں۔

ساتھ ہی ساتھ انھوں نے عقائد وعبادات واخلاق کے شعبے میں بہت سا مواد جمع کر کے علمی حلقوں میں ہمارے استفادہ کا اچھا ذخیرہ پیش فرما دیا ہے، جزاھم اللہ احسن الجزاء.

الحمدللہ! اس سلسلے میں: (۱) راہنمائے مکاتب (۲) معلم الاطفال مع طریقۂ تعلیم الصبیان (۳) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) روضۃ الاطفال (۵) محفوظات حصہ اول، دوم (۶) بچوں کا تحفہ (اول و دوم) (۷) گلدستۂ اطفال (۸) بچوں کو حفظ کیسے کرائیں؟ وغیرہ پیش فرمائی ہیں اور اس سلسلے کی ایک کڑی جو میرے اور آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کا اکثر حصہ میرے مطالعہ میں آیا اور جس میں بچوں کی عمر کا لحاظ کر کے جو طریقۂ تعلیم آپ نے پیش فرمایا ہے وہ قابلِ قدر اور لائق استفادہ ہے، مولانا

کے اس علمی تجرباتی تحفہ کو امت کے کمسن اور ہونہار بچوں کی خدمت کے خاطر پیش کیے جانے پر ہماری طرف سے اور امت کے علمی حلقوں کی طرف سے بے انتہا شکر گزاری کے مستحق ہیں:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہم سبھی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کدو کاوش اور ان کے شب و روز کے خونِ جگر کو قبول فرمائے اور مزید مفید کتابوں کی تالیف کے لیے قبول فرمائے، اس کے فیض کو عام و تام فرمائے اور اسے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے، آمین یا رب العالمین.

میری تمام معلمین و مدرسین سے درخواست ہے کہ تمام مدرسین حضرات؛ خصوصاً مدرسینِ مکاتب بغور آپ کی اس تصنیف کا مطالعہ فرما کر استفادہ وافادہ کی شکلیں ہموار فرمائیں اور اگر اپنا بھی کوئی ذاتی اور اہم تجربہ رکھتے ہوں تو اس سے مولانا کو ضرور مطلع فرمائیں؛ تاکہ اشاعتِ ثانیہ میں آپ کا تجربہ درج کیا جا سکے۔

احقر: ابراہیم بن آدم مظاہری

یکم محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

مطابق ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۴ء

پیش لفظ

الحمد لله ربِّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله الکریم وعلی اٰله وأصحابِه أجمعین و مَنْ تبِعَهُمْ بِإحسان إلی یوم الدین.

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اساتذۂ کرام اور والدِ محترم کی دعاؤں اور فکروں کی وجہ سے احقر پچھلے ۲۵ رسالوں سے تدریس کے ساتھ ساتھ مکاتب کے سلسلے سے وابستہ ہے، اس سلسلے میں بہت سے مکاتب میں تعلیمی جائزہ لینے کا موقع ملا، نورانی مکاتب، گجرات دینی تعلیم بورڈ، انجمن معین المسلمین انکلیشور، اور دیگر اداروں سے منسلک ہونے کے بعد الحمد اللہ! ۵۰۰ رسے زائد مکاتب میں تعلیمی جائزہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی، اِس دوران محسوس کیا کہ اکثر مکاتب میں تعلیم کی بنیاد کمزور ہے اور نصاب کی بھی تکمیل نہیں ہورہی ہے، جس کی وجہ سے سات سال مکتب میں حاضری کے باوجود بچوں کا ناظرہ مکمل نہیں ہوتا اور معلمین وقت کی قلّت کی شکایت کرتے ہیں، نیز یہ بھی محسوس کیا کہ جس ترتیب سے پڑھایا جارہا ہے اس کی وجہ سے بچوں کی صلاحیتیں ابھرنے کے بجائے ماند ہوجاتی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ احقر نے مکتبوں کا نظام کچھ اس طرح دیکھا کہ بچوں کو پہلے حرفوں کے نام رٹاتے ہیں، پھر زبر، زیر، پیش والی تختیاں یاد کراتے ہیں، پھر جزم، سکون اور تشدید وغیرہ یاد کراتے ہیں، بچوں کے لیے یہ تمام چیزیں اجنبی اور غیر مانوس ہوتی ہیں، ان کے رٹنے اور یاد کرنے میں بچوں کو دشواری بھی ہوتی ہے اور دیر بھی لگتی ہے اور بسا اوقات وہ ایسے الجھ جاتے ہیں کہ ان کو پڑھنے سے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، ہم اس کو بچے کی شرارت یا کم شوقی سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ یہ فطری بات ہے کہ بے سمجھی

چیز سے الجھن ہوتی ہے۔

الغرض! معلمین حضرات بچے کی فطری صلاحیتوں اور جبلّتوں میں سے صرف قوتِ حافظہ (یعنی یاد کرنے اور یاد رکھنے کی صلاحیت) کا ہی استعمال کرتے ہیں ، دوسری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا کبھی خیال بھی نہیں آتا ؛ حالاں کہ کسی کام کے لیے صرف ایک صلاحیت مثلاً قوّتِ حافظہ سے کام لینا پڑے تو وہ بہت مشکل معلوم ہوگا اور اس کے پورا ہونے میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا ؛ لیکن اگر دوسری طاقت مددگار ہو جائے تو سہولت ہو جاتی ہے اور اگر کہیں تیسری طاقت بھی شامل کر لی جائے تو کام بہت آسان ہو جاتا ہے اور اس کے مکمل ہونے میں وقت بھی کم صرف ہوتا ہے۔

مثلاً کسی غیر معروف اور اجنبی زبان جیسے سنسکرت یا چینی زبان کے کچھ الفاظ یاد کرنے پڑیں تو ہم اس کو اپنے حق میں ایک آزمائش تصور کریں گے، ان الفاظ کو یاد کرنا بہت مشکل ہوگا اور یاد رکھنا اس سے زیادہ دشوار ہوگا ، اس کے مقابلے میں اپنی جانی پہچانی زبان کے الفاظ یاد کرنے ہوں جن کے معنی ومفہوم ہم سمجھتے ہیں تو ہم اس کو نہایت آسانی سے یاد کریں گے، یہ آسانی اس لیے پیدا ہوئی کہ ان معروف الفاظ کے یاد کرنے میں صرف قوتِ حافظہ سے کام نہیں لیا گیا ؛ بلکہ قوتِ فہم وفکر کی صلاحیت سے بھی مدد لی گئی ہے، دو طاقتوں کے ملنے سے یقیناً کام آسان ہوتا ہے، ان الفاظ کو اگر دو تین مرتبہ لکھ بھی لیں تو اور بھی زیادہ سہولت ہو جاتی ہے ؛ کیوں کہ اس وقت ایک تیسری طاقت ؛ یعنی ہاتھ سے لکھنے کی قوت بھی مل جاتی ہے۔

اس لیے معلمین کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ بچہ پہلے ہی دن سے کچھ مطلب سمجھنے لگے اور اس میں یہ اعتماد پیدا ہو جائے کہ مجھے کچھ آ گیا ہے ؛ یعنی قوتِ

حافظہ کے ساتھ قوتِ فہم اور خود اعتمادی بھی کام کرنے لگے تو ان سب طاقتوں کے ملنے سے کام آسان ہوگا اور نصاب مع عمدہ کیفیت وقت سے پہلے مکمل ہوگا۔

لیکن اکثر مکاتب میں معلمین صرف حفاظِ کرام ہیں یا غیر سند یافتہ جنھوں نے عربی دوم، سوم تک ہی تعلیم حاصل کی ہے، جو بچوں کی نفسیات اور فطری صلاحیتوں اور جبلّتوں سے ناواقف ہیں اور نہ طریقۂ تعلیم سے خاطر خواہ تعلق و رشتہ؛ اس لیے ان مدرسین کی رہنمائی کے لیے ایک ایسا طریقۂ تعلیم پیش کرنے کی ضرورت ہے جس میں صرف قوتِ حافظہ اور رٹنے ہی پر مدار نہ رہے؛ بلکہ فہم وفکر اور اعتماد کی قوتیں بھی ساتھ کام کرتی رہیں اور بچے میں حوصلہ بھی پیدا ہوتا رہے اور قدرتی طور پر بچہ پوری طرح متوجہ رہے اور اپنی سمجھ، ذہانت اور خود اعتمادی وغیرہ ہر ایک طاقت سے کام لیتا رہے۔

یہ کتاب ''بچوں کو پڑھانے کا طریقہ'' جس کو مکاتب میں پڑھانے والے معلمین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اس میں الحمد اللہ! بچوں کے پڑھانے کا ایسا طریقہ مرتب کیا ہے جس میں مذکورہ بالا تمام امور کا لحاظ کیا گیا ہے، جس کو آزما کر رفقائے کار خاطر خواہ نتائج حاصل کر چکے ہیں۔

اس طریقۂ تعلیم کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ اس میں بچے کی تمام صلاحیتوں سے شروع دن سے کام لیا جاتا ہے اور اس تیز رفتار زمانہ میں (جہاں مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے) مہینوں کے کام چند دنوں میں پورے کر دیے جاتے ہیں۔

طریقۂ تعلیم کے سلسلے میں چند مفید رسائل معلمین کی خدمت میں پہلے بھی پیش کر چکا ہوں، ان تمام رسائل کی اکثر باتیں جدید اضافوں کے ساتھ اس کتاب میں شامل کر لی ہے۔

یہ کتاب ''بچوں کو پڑھانے کا طریقہ'' چند ابواب ورسائل پر مشتمل ہے:

① تعلیمی نفسیات کے مخصوص طریقے۔

② قرآنی قاعدہ پڑھانے کی ترتیب۔

③ پارۂ عم اور قرآنِ پاک پڑھانے کی ترتیب۔

④ محفوظات کا نظام۔

⑤ اردو کتابیں پڑھانے کا طریقہ۔

⑥ ہدایات برائے درجاتِ حفظ۔

معلمین حضرات سے گذارش ہے کہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اس میں درج طریقے کا بار بار مطالعہ کریں اور پھر اس کی روشنی میں تعلیم دیں ان شاء اللہ! آپ محسوس کریں گے کہ بچوں کی نازک طبیعت پر بالکل بوجھ نہیں پڑتا؛ بلکہ ان کو پڑھنے میں لذت بھی آرہی ہے اور ان کی استعداد بھی بڑھ رہی ہے اور اس کی وجہ سے ان شاء اللہ! ان معصوم بچوں کے لیے سزائے جسمانی کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔

امید ہے کہ معلمین حضرات میری اس گذارش کو قبول فرمائیں گے اور اپنی دعواتِ صالحہ میں یاد رکھیں گے۔

نیز آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ناشرین کی جملہ کوششیں قبول فرمائیں اور اس پر کام کرنے والی مخلصین کی جماعت کو اپنی رضائے کامل سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْب.

فقط والسلام: اسماعیل احمد لولات کاپودروی (عفی عنہ)

آپ کامیاب استاذ کیسے بنیں؟

مکاتبِ قرآنیہ کے مدرسین کے لیے نہایت اہم ضروری رہنما ضوابط

از

خادم المکاتب حضرت مفتی محمود حافظی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذِ تفسیر والحدیث: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل - سملک گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین الصطفی ، أما بعد !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ: تم جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پڑھتے ہو اس کی برکت سے تم اللہ والے بن جاؤ ﴿۷۹﴾

مسلمانوں کے لیے تین ضروری چیزیں

ایک مسلمان جہاں کہیں بھی رہے اور جہاں کہیں بھی رہنے جائے تو اس کو اپنا مکان بنانے سے پہلے تین چیزوں کی فکر کرنی چاہیے:

(۱) نماز پڑھنے کے لیے مسجد یا عبادت خانہ۔ (۲) اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے چھوٹا مدرسہ یا مکتب۔ (۳) مرحومین کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کا انتظام۔

مکتب کس کو کہتے ہیں؟

ہمارے یہاں محلوں اور گاؤں میں جو چھوٹے چھوٹے مدرسے ہوتے ہیں جس میں مقامی بچے گھر سے پڑھنے آتے ہیں اور پڑھ کر گھر واپس چلے جاتے ہیں، ایسے چھوٹے چھوٹے مقامی بستی اور گاؤں کے مدرسوں کو ''مکتب'' کہا جاتا ہے اور اسی کی جمع ''مکاتب'' ہے۔

جہاں بھی مسلمان رہتے ہوں وہاں مسجد، عبادت خانہ، مکتب، قبرستان یہ سب

چیزیں ہونا بہت ضروری ہے، یہ سب بنیادی دینی ضروریات میں سے ہیں۔

مکتب کی برکت سے ہماری اولاد کا ایمان محفوظ ہو جائے گا

یہ جو ہمارے محلے اور گاؤں میں چھوٹے چھوٹے مدرسے ہوتے ہیں جس میں بچے آنے جانے کے ساتھ (اَپ ڈاؤن کر کے) پڑھتے ہیں، یہ بہت اہم، قیمتی اور ضروری ہے، اگر یہ بچے مکتب یا مدرسے میں جا کر دین کی تعلیم حاصل کرلیں گے، اپنے عقیدے ٹھیک کرلیں گے، اسلامی عقیدے سیکھ لیں گے، اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو جائے گی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت ہو جائے گی، قرآنِ پاک کی تعلیم ہو جائے گی، دین کی پرائمری، بنیادی اور ضروری تعلیم ان کو مل جائے گی تو ان شاء اللہ! ان بچوں کا ایمان محفوظ ہو جائے گا اور ان شاء اللہ! یہ کبھی مرتد نہیں بنیں گے۔

مکتب کی اہمیت کی مثال سے وضاحت

ایمانی زندگی ایک عمارت ہے اور یہ مکتب اس کا پایہ (فاؤنڈیشن) ہے، اگر یہ پایہ؛ یعنی مکتب ٹھیک ہوگا تو ان شاء اللہ! پوری زندگی ان کی ٹھیک ہو جائے گی۔

اس کو یوں سمجھو کہ یہ ایک ریڑھ کی ہڈی ہے، اگر آدمی کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک ہوتی ہے تو آدمی ٹھیک ٹھیک چلتا پھرتا ہے اور اگر ریڑھ کی ہڈی میں ذرہ بھی اِدھر اُدھر ہو جائے تو پھر انسان کا چلنا پھرنا اور بیٹھنا سب مشکل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ مکتب اور مدرسے ہماری ایمانی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی ہے؛ لہٰذا اس کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہیے، اپنے بچوں کو پابندی کے ساتھ مکتب میں بھیجنے کی کوشش کریں، اس سے ان کی زندگی ان شاء اللہ! بن جائے گی۔

بچوں کی فکر کرنا اساتذہ کی ذمّے داری ہے

اساتذہ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ جس بستی اور محلے میں پڑھاتے ہیں وہاں کا سروے رپورٹ آپ کے پاس ہونا چاہیے، جتنے بھی ایمان والوں کے گھر ہیں، ہر گھر میں سے بچہ، بچی مدرسہ میں پڑھنے کے لیے آوے، اگر کسی گھر سے بچے نہیں آتے ہیں تو آپ خود جا کر ملاقات کیجیے اور ان سے پوچھیے کہ آپ کے گھر سے بچے کیوں نہیں آتے ہیں؟ کیا تکلیف اور رکاوٹ ہے؟ پھر جو رکاوٹ اور تکلیف ہو اس کو دور کرنا یہ بھی استاذ کی ذمّے داری ہے، وہی استاذ کامیاب ہوگا جو پڑھنے آنے والے بچوں کی خود فکر رکھے۔

اللہ جل جلالہ اس اہم کام کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکتب کے اساتذہ اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھیں

مدرسین حضرات سے میں کہوں گا کہ: اپنے آپ کو کبھی حقیر اور معمولی مت سمجھو، آپ جو کام کر رہے ہیں وہ بہت اونچا کام ہے، قرآنِ مجید کی جو آیت میں نے پڑھی، اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾

ترجمہ: تم جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پڑھتے ہو اس کی برکت سے تم اللہ والے بن جاؤ۔

قرآنِ مجید پڑھنا پڑھانا، قرآن مجید سیکھنا سکھانا، یہ اللہ والا بننے کا بہترین طریقہ ہے؛ اس لیے آپ اپنا کام بہت اونچا سمجھو تو ان شاء اللہ! آپ کامیاب استاذ بنو گے۔

مکتب کی تعلیم بنیادی ہے

دیکھو! ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ: دار العلوم میں بڑی بڑی کتابیں پڑھانے والوں کو بڑے اونچے مقام والا سمجھتے ہیں، خیر! سمجھنا چاہیے اور اکرام کرنا چاہیے؛ لیکن یہ بچے جو دار العلوم میں آتے ہیں وہ پہلے مکتب کی تعلیم پوری کر کے آتے ہیں، جب استاذ ان کو مکتب میں تیار کرتے ہیں تب جا کر وہ دار العلوم میں پڑھنے کے قابل اور لائق ہوتے ہیں؛ اس لیے مکتب کے استاذ کی تعلیم تو بنیادی اور اصل تعلیم ہوئی۔

دار العلوم کے استاذ اور مکتب کے استاذ کی محنت میں زیادہ فائدہ کس میں؟

جب بھی ہمارے نورانی مکاتب کے مدرسین سے ملاقات ہوتی ہے تو میں ایک بات کہا کرتا ہوں کہ: دیکھیے! حدیث پڑھانے والے اساتذہ، تفسیر پڑھانے والے اساتذہ، اور فقہ کی کتاب پڑھانے والے اساتذہ بے چارے رات میں کتنی محنت اور مطالعہ کرتے ہیں؟ کتنی شروحات دیکھتے ہیں؟ پھر صبح سبق پڑھاتے ہیں۔

آپ سب نے کسی نہ کسی دار العلوم سے دورۂ حدیث شریف تک پڑھا ہے، یا یہ کہ بہت سوں نے افتاء بھی کیا ہوگا، میں آپ سے ایک سوال کروں کہ: جو اساتذۂ

کرام نے دیر دیر تک محنت کر کے بڑی بڑی علمی بحثیں آپ کے سامنے پیش کیں اس میں سے کتنی باتیں آپ کو اس وقت یاد ہیں؟

دورۂ حدیث شریف ہو گیا، بھولنا بھی شروع ہو گیا؛ بلکہ دورہ پڑھتے وقت بھی یاد نہیں رہتا، سالانہ امتحان کے لیے محنت سے ساری بحثوں کو یاد رکھنا پڑتا ہے اور پھر دورہ کے بعد درسیات کا سلسلہ نہیں رہا، پھر تو یہ علمی بحثیں سب اِدھر اُدھر کے کاموں کی وجہ سے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں آپ کے مکتب کے استاذ نے ناظرہ پڑھاتے وقت آپ کو جو قرآنِ کریم پڑھایا تھا، آپ کو جو سورتیں یاد کرائی تھیں، نماز سکھائی تھی، مسنون دعائیں یاد کرائی تھیں، وہ سب کی سب آپ کو یاد ہے اور آپ زندگی بھر ان کو پڑھتے ہیں اور ان باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ اب تقابل (compare) کرو کہ: ثواب اور ثمرات کے اعتبار سے کون زیادہ کامیاب ہے؟

یہ بے چارے شیخ الحدیث، تفسیر اور فقہ کے اساتذہ اتنی محنت کرتے ہیں، اتنی جد و جہد کرتے ہیں اور مکتب کے اساتذہ کو ماشاء اللہ! اس میں سے دسواں حصہ بھی محنت نہیں کرنی پڑتی؛ لیکن ان کا ثواب اور ان کا صدقہ جاریہ دیکھو! کتنا لمبا چوڑا!!

آپ ان بچوں کو پڑھا رہے ہیں اس کا فائدہ پوری زندگی ہے، پوری زندگی کے لیے وہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہونے والا ہے۔

اسی طرح بچے مدرسوں میں جا کر تجوید و قرأت پڑھیں گے، سبعہ و عشرہ پڑھیں گے، تو سوال یہ ہے کہ انھوں نے جو تجوید پڑھی، سبعہ و عشرہ پڑھا یہ کب پڑھا؟ مکتب میں ناظرہ پڑھنے کے بعد پڑھا، اصل تو محنت ناظرہ پڑھانے والوں کی ہے۔

اس لیے آپ لوگ کبھی اپنے پڑھنے پڑھانے کو معمولی اور حقیر مت سمجھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعثت کے مقاصد میں سے اہم مقصد

دیکھو! حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جن اہم مقاصد اور کام کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ان کو قرآن میں مختلف آیات میں اللہ جل جلالہ نے بیان فرمایا ہے، اس میں ایک طرح کی آیت چند جگہوں پر ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

ترجمہ: پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک ایسے رسول بھیجے جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو (ظاہری و باطنی گندگی سے) پاک صاف کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتے ہیں۔ (آلِ عمران: ۱۶۴)

اس طرح کی آیتیں قرآنِ پاک میں جہاں جہاں بھی ہے وہاں "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ" پہلے ہے، پھر بعد والی چیزیں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جن اہم کاموں کے لیے دنیا میں بھیجا گیا تھا اس میں بہت بڑا اہم کام قرآنِ کریم کے الفاظ کو پڑھانا اور سنانا ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کے اولین مقاصد میں سے ہے؛ اس لیے آپ اپنے کام کو بالکل معمولی نہ سمجھو، بہت بڑا کام سمجھو تو ان شاء اللہ! آپ اچھے اور کامیاب مدرس بنو گے۔

دنیا کا بہترین انسان

ہمارے بعض اساتذہ کو یہ کہنے میں شرم آتی ہے کہ ''میں مکتب پڑھاتا ہوں یا ناظرہ پڑھاتا ہوں''، ان کو کبھی کوئی پوچھتا ہے کہ: آپ کیا پڑھاتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ: جلالین شریف کا متن پڑھاتا ہوں، بیضاوی شریف کا متن پڑھاتا ہوں۔

ارے بھائیو! ہمت سے اور اللہ کا شکر ادا کر کے یہ کہو کہ: الحمدللہ! میں ناظرہ پڑھاتا ہوں، الحمدللہ! میں قرآن پڑھاتا ہوں، الحمدللہ! میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی مبارک زبان سے اس دنیا میں سب سے اچھا انسان ہوں۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

خيركم من تعلّم القرآن و علّمه. (البخاري)

ترجمہ: تمھارے اندر سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآنِ مجید سیکھتا ہے اور دوسرے کو سکھلاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کو سیکھنے والا اور سکھانے والا اس دنیا کا سب سے اچھا انسان ہوا؛ اس لیے آپ اپنے آپ کو دنیا کے سب سے اچھے انسان سمجھو، جب آپ اپنا مقام، مرتبہ اور کام سوچیں گے اور سمجھیں گے تب جا کر آپ کامیاب استاذ بن سکو گے۔

مکتب میں بنیادی طور پر چھ چیزوں کی تعلیم

اب میں چند بنیادی باتوں کی طرف آپ کی رہنمائی کرتا ہوں، ہمارے مکاتب میں بنیادی طور پر چھ چیزوں کی تعلیم بہت ضروری ہے:

① عقائد ② بچوں کو صحیح قرآن پڑھانا ③ ضروری دینی مسائل سکھانا۔

④ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت سکھانا ⑤ اخلاق سکھانا ⑥ محفوظات۔

عقائد

یعنی ایک ایمان والے اور آپ کے پاس پڑھنے آنے والے بچوں کے عقیدے کیسے ہونے چاہیے؟ عقیدے صحیح ہوں گے تو ایمان صحیح ہوگا، ایمان اور صحیح عقیدہ ہمارے پورے دین کی بنیاد ہے۔ یہ سب سے پہلی بنیادی اور اہم ترین فکر ہے۔

عقیدہ کا مطلب ہوتا ہے ''جو چیز دل سے ماننے کی ہوتی ہے'' جس کا تعلق ایمان سے ہے۔ آپ پہلے ہی دن سے بچوں کا ایمان مضبوط کیجیے اور اس کا بہترین طریقہ زبانی سوال و جواب ہے، جیسے:

سوال: بیٹا! تم کو کس نے پیدا کیا؟ جواب: اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

سوال: یہ زمین کس نے بنائی؟ سوال: آسمان کس نے بنایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے۔

سوال: بارش کون برساتے ہیں؟ اور روزی کون عطا فرماتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ۔

سوال: ہمارے نبی کون ہیں؟ جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سوال: ہم کون؟ جواب: ہم مسلمان ہیں، ایمان والے ہیں۔

اس طرح سے سوال و جواب کے ذریعے آپ بچوں کے ذہن میں ایمان، توحید، رسول، کتاب، تقدیر وغیرہ بالکل فٹ کردیجیے۔

یاد رکھو! بچپن میں بچوں کو جو بات ذہن میں رہ جاتی ہے وہ پتھر میں کھود کر لکیر

بنائی جائے ایسی ہو جاتی ہے؛ اس لیے ان کے ذہنوں میں بچپن ہی میں یہ باتیں اچھی طرح بٹھا دیں گے تو اس صورت میں پوری زندگی ان کے دماغ میں محفوظ رہیں گی۔

عقیدے میں ایک بات کا خاص دھیان رکھنا ہے کہ زمانے کے حالات کے اعتبار سے عقیدے کو بگاڑنے والی جو بھی باتیں چل رہی ہوں ان باتوں پر بھی بچوں کا خاص دھیان دلواؤ، جیسے ابھی تھوڑے دن پہلے سورج گرہن گیا تو آپ سورج گرہن کے متعلق بچوں کو کہو کہ: بیٹا! یہ سورج جو چمکتا ہے، اللہ جل جلالہ کی مرضی سے چمکتا ہے اور اللہ جب چاہتے ہیں تو اس سورج کو کالا بنا دیتے ہیں۔

اس طرح جو بھی موقع آئے آپ ان کو سمجھائیں، آج شرک وکفر نئی نئی شکلوں میں آ رہا ہے اس کو سامنے رکھ کر بچوں کے ایمان وتوحید کو ٹھیک رکھنے کی فکر کریں۔

بچوں کو صحیح قرآن پڑھانا

پوری شریعت میں اصل قرآن ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: بہت سارے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت (اور بددعا) کرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی نکل سکتی ہے کہ جو قرآنِ مجید کو صحیح نہیں پڑھتے؛ یعنی جس طرح اس کو صحیح مخرج، وقف کے قاعدے، تجوید کے قوانین کے ساتھ عربی لہجے میں پڑھنا چاہیے اس طرح نہیں پڑھتے، ایسے لوگوں پر قرآنِ مجید لعنت کرتا ہے۔

دیکھو! دنیا کی ہر زبان میں زبر، زیر، پیش اور معروف ومجہول کی رعایت کرنی پڑتی ہے؛ ورنہ ذرا سا بھی اِدھر اُدھر کرو تو معنیٰ (meaning) بدل جاتا ہے۔

معروف ومجہول میں فرق

میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں: انگریزی زبان میں ایک لفظ ہے lift اور left۔ اب اس میں معروف اور مجہول کا فرق ہے، زیر کو دبا کر کے پڑھیں گے تو lift ہو جائے گا اور اس کو مجہول اور ہلکا پڑھیں گے تو left۔ اب دونوں کا مطلب کتنا بدل گیا؟ lift کے معنی: اوپر نیچے لے جانے والی مشین، اور left کے معنی: بائیں جانب۔ انگریزی میں زیر کو معروف یا مجہول پڑھنے پر معنیٰ بدل گیا تو یہ قرآن عربی زبان میں ہے جو تمام زبانوں میں افضل زبان ہے، اس میں زیر، زبر، معروف ومجہول کی رعایت نہیں کریں گے تو معنیٰ کتنا خراب ہو جائے گا۔

مخرج کا بدلنا

عربی زبان میں ایک لفظ ''قلب'' ہے، اس چھوٹے ''ک'' سے پڑھیں گے تو ''کلب''؛ یعنی کتا اور بڑے ''ق'' سے پڑھیں گے تو ''قلب''؛ یعنی دل۔

دیکھیے! ایک لفظ کے مخرج کو آپ نے صحیح نہیں پڑھا تو اس کی وجہ سے معنیٰ کتنا بدل گیا؟

اس لیے میں آپ سب حضرات کو کہتا ہوں کہ: آپ کے پاس آنے والے بچوں کو صحیح قرآن پڑھاؤ، تجوید سے قرآن پڑھاؤ اور اگر استاذ کا ناظرہ کمزور ہے تو وہ پہلے خود کسی سے قرآن صحیح کر لیوے، یہ بہت ضروری ہے۔

بہت سے مدرسوں میں قانون ہے کہ دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو تیسویں پارے کا حفظ مع تجوید کے امتحان دینا ہوتا ہے تب جا کر سند ملتی ہے، یہ بہت ضروری

ہے؛ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ: ہر درجے میں ناظرہ صحیح کرنے کا نظام ہونا چاہیے؛ چونکہ اللہ کی توفیق اور فضل وکرم سے تقریباً 24-25 سالوں سے ترجمۂ قرآن اور جلالین شریف پڑھاتا ہوں تو بچوں کا قرآن میں خود سنتا ہوں تو بہت سے بچوں کو میں قرآن کی تصحیح کراتا ہوں، کہتا ہوں کہ: اس چھٹی میں آپ کو ناظرہ کے لیے وقت فارغ کرنا ہے، یہ جو اداروں میں درجاتِ عربی میں پڑھنے والے طلبہ کا قرآن کمزور ہوتا ہے یہ مکتب کے زمانے کی کمزوری ہے؛ بلکہ تجربہ یہ ہے کہ حافظ طلبہ بھی ناظرہ میں غلطی کرتے ہیں، یہ بھی بچپن کی غلطی کا نتیجہ ہے۔

اس لیے میں آپ سب حضرات کو کہوں گا کہ: اگر اپنا ناظرہ کمزور ہے تو پہلے اس کو صحیح کرلو اور پھر اپنے بچوں کو پڑھاؤ تو پھر ان شاء اللہ! آپ کامیاب استاذ بن جائیں گے۔

ماشاءاللہ! ہمارے پاس بہت سے اساتذہ ہیں جو مکتب میں بچوں کو اتنا اچھا ناظرہ تجوید کے ساتھ پڑھاتے ہیں کہ پھر آپ ان کو ناظرہ کے ساتھ قاری کی سند دینا چاہو تو دے سکتے ہو؛ لہٰذا ہم لوگوں کو اس کی خاص رعایت رکھنی چاہیے۔

بچوں کو ضروری دینی مسائل سکھانا

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزارے، زندگی کے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرے، جو کام کرنے کے ہیں ان کو کرے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے اپنے آپ کو بچائے اور یہ چیز ہم کو ضروری دینی مسائل کے ذریعہ معلوم ہوگی۔

اس لیے کامیاب استاذ وہ ہے جو آنے والے بچوں کو شرعی مسائل سکھائے، وضو کا طریقہ، غسل کا طریقہ، نماز کا طریقہ، روزہ کیا ہے؟ یہ سب چیزیں استاذ کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو سکھلائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی زندگی گزارنے کے لیے جتنی بنیادی دینی چیزیں علم و عمل میں ہونا ضروری ہے وہ استاذ سکھاوے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت سکھانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سننے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت زندگی میں آئے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہوجائے گا؛ اس لیے بچوں کو سیرت سکھاؤ، سنت سکھاؤ۔

دیکھو! مدرسوں میں آپ اس طرح کا ماحول بناؤ کہ:

آج کس بچے نے مسواک کیا؟ کس بچے نے مسواک کی سنت زندہ کی؟

کس بچے کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں، بیٹیوں کے نام یاد ہے؟

کس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان مبارک کے نام یاد ہے؟

کس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمر کی ساری تفصیلات معلوم ہے؟

اس طرح سوالات کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ان کو خوب سکھاؤ، یہ ایک مؤمن کے لیے ایمان کے اعتبار سے بہت ضروری ہے۔

دین کی بڑی باتوں سے جہالت کا عجیب قصہ

ایک مرتبہ ایک بہت بڑی گورنمنٹ سروس کے لیے انٹرویو ہو رہا تھا، انڈین

سیول سروسز، جس سروس کی وجہ سے آدمی کلکٹر اور ایسی اونچی پوسٹ پر ہوتا ہے تو انٹرویو میں ایک مسلمان لڑکی بھی تھی، انٹرویو لینے والے ایک صاحب نے ان کو پوچھ لیا کہ: بہن! تم مسلمان ہو؛ اس لیے تم کو یہ سوال کرتا ہوں کہ: بتاؤ! معراج کیا چیز ہے؟

اس لڑکی نے بے دھڑک جواب دیا کہ: معراج؛ یعنی میر اراج۔

انٹرویو لینے والے نے کہا کہ: جس کو اپنے مذہب کی اور اپنے نبی کی بات معلوم نہیں ہے وہ اتنی بڑی سروس اور خدمت کیسے انجام دے سکتی ہے؟ لہذا اس کو ناکام (Failed) کردو۔

بہر حال! دین کی بنیادی معلومات، سیرت یہ سکھانا بھی ایک کامیاب استاذ کے لیے بہت ضروری ہے۔

بچوں کو اخلاق سکھانا

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دے کر بھیجا اور خود اپنے نبی ﷺ کے لیے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ (القلم)

اے نبی! اللہ جل جلالہ نے آپ کو بڑے اونچے اخلاق دے کر کے بھیجا ہے۔

اس لیے اخلاق سکھانا بہت ضروری ہے، اخلاق کے ذریعے سے دوسروں کا حق ادا کرنا سیکھیں گے، دوسروں کی عزت و ادب کرنا سیکھیں گے، دوسروں کے ساتھ کیسے رہنا ہے وہ آئے گا، ماں، باپ کے ساتھ، بھائی، بہنوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ رہنا، وہ سب سیکھنے کو ملے گا۔

اخلاق کے متعلق ایک قصہ

میں آپ کو اخلاق کا ایک قصہ سناتا ہوں:

ہمارے یہاں مدرسوں میں ایک عام رواج ہے اور بہت اچھا رواج ہے کہ پڑھنے والے بچے استاذ کی چپل سیدھی کر کے رکھتے ہیں، یہ اخلاق کی بات ہے، ایک بڑے مدرسے کی بات میں کرتا ہوں، اس میں گورنمنٹ کے افسر جیسے سی بی آئی والے افسران ہوتے ہیں ایسے افسر مدرسے میں کچھ رپورٹ لینے کے لیے گئے، انھوں نے مدرسے کی آفس کے باہر جوتے نکالے، اب جب بچوں کا گھنٹہ (پیریڈ) بدلا تو ایک کلاس سے دوسرے کلاس میں بچے جا رہے تھے، بچوں نے آفس کے باہر دیکھا کہ کسی کے جوتے الٹے ہیں، ان کو یہ نہیں معلوم کہ آفس میں کون ہیں؟ ان گزرنے والے بچوں نے عادت کے مطابق جوتے ٹھیک کر دیے، تو وہ آئی بی افسر نے فوراً اپنے رپورٹ لکھی کہ: بس! میں پوچھنے آیا تھا کہ مدرسے میں کیا سکھاتے ہیں؛ لیکن مجھے سوال کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے عملی طور پر دیکھ لیا کہ ان بچوں کو کتنے اچھے اخلاق اور کتنا بڑا ادب سکھایا گیا، وہ یہ رپورٹ لکھ کر چلے گئے۔

لہذا آج بچوں کو اچھے اخلاق و آداب سکھانا بہت ضروری ہے، وہی کامیاب استاذ ہوگا جو بچوں کو اچھے اخلاق سکھاوے۔

محفوظات

یعنی دین کی بہت ساری ضروری باتیں بچوں کو زبانی یاد کرائیں، جیسے دعائیں، صبح اٹھنے کی دعا، کھانے کی دعا، پانچوں کلمات اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں

وغیرہ، یہ بہت اہم اور ضروری ہے۔ اتنی سورتیں یاد کرادو کہ وہ آرام سے نماز پڑھ بھی سکے اور پڑھا سکے۔

بلکہ میں تو یوں کہتا ہوں کہ: ہر استاذ ضروری سورتوں کے ساتھ ساتھ سورۂ یاسین، سورۂ ملک، سورۂ کہف بھی بچوں کو یاد کرادیں؛ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ہر امتی کے دل میں سورۂ یسین اور سورۂ ملک ہو۔

اسی طرح سورۂ کہف کی تلاوت کرتا رہے اور فتنوں سے محفوظ رہے۔

مکتب کے چار ستون

دیکھو! جس طرح عمارت کے چار ستون (pillars) ہوتے ہیں، اسی طرح ہمارے مکتب کے بھی چار ستون ہیں: (۱) استاذ۔ (۲) متولی (کمیٹی)۔ (۳) نصاب (کورس)۔ (۴) بچوں کے والی اور خود بچے۔

اب کامیاب استاذ کون بنے گا؟

اگر استاذ اخلاق کے ساتھ، اللہ کو راضی کرنے کے لیے، صحیح فکر اور صحیح ترتیب سے ہر آنے والے بچے کو اپنی حقیقی اولاد کی طرح تعلیم دے گا تو ان شاء اللہ! وہ استاذ کامیاب بنے گا۔

قرآن پڑھانے والے کو چار فضیلتیں حاصل ہوتی ہے

ایک حدیث جو آپ نے تعلیم میں بھی سنی ہوگی، فضائلِ قرآن میں حضرت شیخ زکریاؒ نے نقل کی ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرے، اس کا دور کرے، ایک دوسرے کا قرآن سنے اور سنائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (۱) سکینہ نازل ہوتی ہے (۲) اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے (۳) رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور (۴) حق تعالیٰ شانہ ان کا تذکرہ ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔

یہ بہت اہم حدیث ہے، حضرت شیخؒ نے اس حدیث کو دو جگہ ذکر کیا ہے: ایک ذکر کے باب میں اور دوسرے فضائلِ قرآن کے باب میں۔ روزانہ صبح جب آپ گھر سے مکتب پڑھانے کے لیے جائیں تو اس حدیث کا استحضار کر کے جائیں کہ آپ جتنی دیر سبق پڑھائیں گے یہ چاروں فضیلتیں آپ کو حاصل ہو رہی ہیں۔

تنخواہ کو پڑھانے کے ساتھ مت جوڑیئے

دیکھو! آپ کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ آپ کی محنت کا بدلہ نہیں ہے؛ اس لیے کہ آپ ''لا الہ الا اللہ'' اور ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' بچوں کو یاد کرا دو تو ساری دنیا کی دولت بھی اس کا بدلہ نہیں ہوسکتی، یہ تنخواہ تو آپ جو وقت دیتے ہیں اس کا کچھ بدلہ مل رہا ہے۔

جو وقت آپ مدرسہ میں دیتے ہیں وہ اگر دنیا کے کسی کاروبار میں دیتے تو ضرور زیادہ نفع کما لیتے؛ لیکن آپ نے اللہ کی کتاب کے لیے وقت دیا ہے تو ان شاء اللہ!

اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے؛ اس لیے کبھی بھی اپنے پڑھانے کو اپنی تنخواہ کے ساتھ مت جوڑو، اللہ سے اجر لینا ہے۔

لہذا استاذ کو چاہیے کہ وہ وقت کی پابندی کریں، مدرسہ کا جو وقت ہو اس سے پہلے جائیں اور وقت پورا ہونے کے بعد نکلیں، اگر آپ اس کو دین کی خدمت سمجھیں گے، قرآن کی خدمت سمجھیں گے تو آپ وقت زیادہ دیں گے اور نوکری سمجھیں گے تو آپ گھڑی دیکھیں گے۔ اگر آپ وقت سے پہلے مدرسہ پہنچ جائیں گے تو بچے بھی ان شاء اللہ! پابندی سے آئیں گے۔

نیز مدرسہ کے وقت میں موبائل پر بات کرنا، واٹس ایپ پر میسج دیکھنا، چائے، ناشتے کی محفل لگانا، یہ سب چیزیں بالکل غلط اور بالکل برا ہے، مدرسہ کا وقت آپ کے لیے امانت ہے، امانت داری کا آپ کو لحاظ رکھنا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہاں معمول تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو استادوں کے پاس ایک خالی (کورا) کاغذ جاتا تھا اور اس مہینے میں مدرسے کے وقت میں جتنا وقت انھوں نے اپنے ذاتی اور پرسنل کام میں لگایا اتنی منٹ وہ لکھ دیتے تھے اور اتنی تنخواہ وضع (کٹوا) کرا دیتے تھے، کتنی بڑی امانت اور دیانت داری کی بات تھی!

اللہ کا دھیان ہوگا تو پابندی ہوگی

ایک آیت ہمیشہ ذہن میں رکھیے: ﴿اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ۝۱۴ (العلق)﴾

ترجمہ: کیا اس شخص کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔

متولی صاحب، ٹرسٹی صاحب، معاون (نگران) صاحب دیکھے یا نہ دیکھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں، متولی اور کمیٹی والے ہر وقت دیکھنے نہیں آتے اور بہت سے ذمّے دار وہ ہوتے ہیں کہ ان کو کیا دیکھنا ہے وہ بھی سمجھ میں نہیں آتا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں رکھو۔

نوٹ: ہمارے نورانی مکاتب میں استاذوں کے نگران علما کو ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے نگران علما کی تربیتی مجلس میں ''معاون'' کا لقب دیا اور یہ اصطلاح بہت اچھی لگی؛ اس لیے کہ نگران علمائے کرام اساتذہ کے لیے تعلیم وتربیت کے کام میں حقیقت میں معاون ہیں، تب سے ہمارے یہاں نگران علما کو ''معاون'' کا لقب دیا جانے لگا، اس سے ان نگران علما کو بھی احساس رہتا ہے کہ ہمیں تعلیم وتربیت کے کام میں اساتذہ کا تعاون کرنے کے لیے رکھا گیا ہے، حکم چلانے والا اور ''جبار'' بنا کر نہیں رکھا گیا ہے۔

قوم نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پیش کردیے ہیں

استاذ کو چاہیے کہ اپنے پاس پڑھنے آنے والے ہر بچے کو اپنا حقیقی بچہ سمجھیں۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے سنایا کہ:

ایک مرتبہ حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصر کے جامعہ اظہر تشریف لے گئے، شیخ الاظہر نے وہاں کے اساتذہ کو جمع کیا، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے ان کو کچھ نصیحتیں کیں، اس میں ایک نصیحت یہ فرمائی:

قوم نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پیش کردیے ہیں۔ اللہ اکبر!

یہ بچے قوم کے جگر کے ٹکڑے ہیں، اگر ہم ان کو اخلاص سے پڑھائیں گے تو ان شاء اللہ! یہ بچے ہمارے لیے دنیا و آخرت میں عزت کا ذریعہ بنیں گے۔

یہ بچے پڑھیں گے، پوری زندگی عمل کریں گے، ہم کو ثواب ملے گا اور استاد کی تعلیم کی برکت سے مسلمانوں کی قیامت تک آنے والی نسلوں کا ایمان بچ جائے گا، ان کی زندگی اور دین داری سلامت رہے گی۔

بچوں کو عملی (Practical) تعلیم دو

بچوں کو عملی تعلیم دو، مثلاً نماز کی مشق کراؤ، اپنے سامنے بٹھا کر وضو کراؤ، میت کا کفن دفن کیسے کرنا ہے اس کی مشق کراؤ، یہ عملی مشق بھی بہت ضروری چیز ہے۔

مؤطا امام مالک میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے زمانے میں پانی منگوایا اور باقاعدہ وضو کر کے سکھایا۔

دیکھو! تقریباً ایک تہائی دنیا کے خلیفہ تھے؛ لیکن لوگوں کو وضو سکھلا رہے ہیں۔

خود شریعت کی پابندی کریں

کامیاب استاذ وہ ہے جو خود شریعت کی پابندی کرے، استاذ صاحب کی ڈاڑھی اور کپڑے سنت کے مطابق ہوں، یہ بہت ضروری اور اہم ہے، استاذ تو بچوں کے لیے آئینہ اور نمونہ ہے، استاذ کی جیسی زندگی ہوگی ایسی زندگی بچوں کی ہوگی۔

ایک استاذ کرکٹ (Cricket) اور کمنٹری (Commentary) کے بہت شوقین تھے، بچوں کے سامنے اس کے تذکرے اور معلومات میں لگے رہتے تھے تو ان کے طلبہ میں بھی اس کا اثر آیا۔

بچے استاذ کی نقّالی کرتے ہیں

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے مجھے ایک قصہ سنایا تھا کہ: اسکول و مدرسہ کی چھٹی کے دن گھر کے چھوٹے چھوٹے پوتے نواسے گھر میں کھیل رہے تھے، اس میں ایک بچہ استاذ بنا اور دوسرے سب اس کے شاگرد بنے، یہ سب نقل اتار رہے تھے تو جو بچہ استاذ بنا وہ دو لکڑی لے کر بیٹھا اور کبھی داہنی طرف لکڑی پچھاڑتا ہے، کبھی بائیں طرف لکڑی زمین پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ: اے ڈوبا! چل پڑھ، اے ڈوبی! چل پڑھ۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ فرمانے لگے کہ: میں یہ سب چیزیں دیکھ رہا تھا، میں سمجھ گیا کہ یہ بچہ جو ''ڈوبا، ڈوبی'' بول رہا ہے، لکڑی بار بار پچھاڑ رہا ہے تو یہ اس کے استاد کا اثر ہے تو میں نے پھر عصر کی نماز میں پوچھا کہ ان بچوں کے استاد کون ہیں؟ پھر میں نے ان کے استاذ کو تنہائی میں بلا کر پہلے سوال کیا تو انھوں نے اقرار کرلیا کہ وہ کلاس میں بچوں کے سامنے اس طرح کے الفاظ بولتے ہیں، پھر آپ نے ان کو سمجھایا کہ: دیکھو! آپ کے اس طرح بولنے کا اثر بچوں پر کیسا ہوتا ہے۔

نوٹ: ''ڈوبا، ڈوبی'' ہماری گجراتی زبان میں کمزور طلبہ کے لیے توہین آمیز الفاظ ہیں۔

مجھے ایک استاذ کے بارے میں اچھی طریقے سے معلوم ہے کہ وہ استاذ اپنے کلاس میں بیٹھ کر گٹکھا کھاتے تھے تو اس کا اثر یہ ہوا کہ اس استاذ کے پاس پڑھنے والے بہت سارے بچے گٹکھا کھانے کے عادی بنے۔

لہٰذا آپ کی زندگی تو بچوں کے لیے نمونہ ہے، آپ شریعت پر عمل کریں گے، اچھی بات بولیں گے، اچھے اخلاق سے رہیں گے تو ان شاء اللہ! یہ بچے بھی آپ کو دیکھ کر اچھی چیزیں سیکھیں گے۔

استاذ باجماعت نماز ادا کریں گے تو ان کو دیکھ کر بچوں میں بھی نماز کی پابندی آئے گی۔ استاذ شرعی ڈاڑھی اور شرعی لباس کی پابندی کریں گے تو بچوں میں بھی اس طرح کی پابندی ان شاء اللہ! آوے گی۔

بچوں کی حوصلہ افزائی کریں

کامیاب استاذ بننے کے لیے اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کریں، اگر آپ حوصلہ افزائی کریں گے تو بچے بہت جلدی آگے بڑھیں گے، مثال کے طور پر جو بچے پابندی سے آئیں، اس مہینے میں ایک بھی غیر حاضری نہیں کی تو آپ مدرسہ اور مسجد کے باہر بورڈ پر نام لکھو کہ: یہ بچہ اس مہینے میں پورے دن حاضر رہا، ایک دن بھی غیر حاضری نہیں کی۔ اسی طریقے سے یہ بچہ پابندی سے نماز میں آیا۔

اسی طریقے سے ٹافی دو، کچھ ہدیہ دو، تو اس سے بچوں کی حوصلہ افزائی بہت ہوگی اور بچے بہت محنت سے آگے بڑھیں گے۔

اچھے اچھے واقعات سنانا

دیکھو! بچوں کو شوق دلانے کے لیے نبیوں، نیک لوگوں اور اولیاء اللہ کے قصے سناؤ، اگر آپ ان کو اچھے اچھے پیارے پیارے قصے سنائیں گے تو اس کی وجہ سے ان کے اندر شوق پیدا ہوگا اور حوصلہ پیدا ہوگا اور یہ آگے بڑھیں گے۔

پڑھانا شروع کرنے سے پہلے

جب یہ آپ کے پاس پڑھنے آنا شروع کریں تو پہلے آپ ان کو علم کی فضیلت سناؤ، پیارے پیارے قصے سناؤ، مکتب میں آنے کی فضیلت سناؤ، ایسے واقعات سنیں گے تو ان کو آنے کا حوصلہ بڑھے گا اور ان کے اندر تعلیم کی رغبت پیدا ہوگی۔

بچوں کے ساتھ شفقت کریں

کامیاب استاذ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں، قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبی کیا بیان کی گئی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. (ال عمران:۱۵۹)

ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ کی (بڑی) مہربانی کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم (دل) ہو اور اگر تم سخت مزاج، سخت دل والے (یعنی بد اخلاق، بد کلام) ہوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے (ہٹ کر) منتشر ہو جاتے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ نے مجھے معلم (اور استاذ) بنا کر بھیجا۔

اس کامل استاذ کی خوبی اللہ نے کیا بیان کی؟ شفقت، نرمی، پیار، محبت، زبان میں سختی نہیں، وہ استاذ کامیاب بنتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بہت اکڑ کے ساتھ آئے اور پوچھا کہ: اے محمد! میں تم کو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت شفقت اور محبت سے فرمایا کہ: جو پوچھنا ہے پوچھو۔ دیکھو! کتنی نرمی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ معاملہ فرمایا!!

لہذا آنے والے بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت کا خوب برتاؤ کرو، محبت سے وہ مدرسہ میں جم جائیں گے اور اگر آپ نے ان کو پہلے دن سے لکڑی دکھائی تو مدرسہ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

کامیاب استاذ کے لیے دوسری چند ضروری باتیں

① بعض مرتبہ گھروں میں ماں باپ کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے، فیملی پروبلم ہوتے جس کی وجہ سے یہ بچے ٹینشن اور الجھن میں رہتے ہیں اور یہ چیز بھی بچوں کی زندگی پر بہت اثر کرتی ہے؛ لہذا آپ ان بچوں کے گھریلو حالات کے بارے میں بھی پوچھ تاچھ کیجیے اور اگر کوئی پریشانی ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کیجیے اور ان کی صحیح رہنمائی کیجیے۔

② استاذ کو چاہیے کہ بچوں کو پیارے پیارے ناموں اور القاب کے ساتھ پکاریں۔

③ بچوں کو روزانہ ترغیب دیں کہ وہ مدرسہ میں پڑھی ہوئی بات گھر جا کر والدین کو سنائیں، اس کی وجہ سے بچپن سے یہ بچہ دین پھیلانے والا، داعی اور مبلغ بنے گا اور گھر میں بڑوں تک دین کی بات پہنچے گی، پھر دوسرے دن بچوں سے پوچھیں کہ کس نے یہ باتیں گھر میں سنائیں؟ نہ سنائی ہوں تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں؛ بلکہ سمجھائیں کہ بیٹا! آج جا کر گھر میں سنا دینا۔

④ جسم اور تندرستی کی حفاظت کی باتیں بھی سکھائی جائیں، جو چیزیں تندرستی کے لیے نقصان کرنے والی ہیں جیسے گھٹکا، بیڑی، تمباکو، سگریٹ، باہر کی کھلی چیزوں سے بچوں کو سمجھا کر روکا جائے۔

⑤ بچوں کو گندگی سے بچنا سکھا جائے، پاکی وصفائی ان کو سکھائی جائے، جائز و ناجائز کھیلوں کی پہچان کرائی جائے اور ناجائز کھیلوں سے بچوں کو بچایا جائے اور جس کھیل سے بچوں کی صحت اور تندرستی اچھی ہوتی ہو وہ بچوں کو بتلائیں اور ان کو ورزش کرنا بھی سکھائیں، آج کے حالات میں یہ بھی بہت ضروری ہے۔

⑥ جو بچہ روتا ہوا آتا ہو اس کو سمجھا کر بٹھائیں، مارنا یہ رونے کا علاج نہیں ہے، استاذ بچوں کو ایسا ماحول دیں کہ بچے خوشی خوشی مدرسہ آئیں۔

⑦ مدرسے کے وقت میں بچوں کی ضرورت کا لحاظ کریں، مثلاً پیشاب کا تقاضا ہوا تو اس کو چھٹی دے دیں؛ ورنہ بچہ جھوٹ بولے گا اور غلط عادت بنے گی اور بہت سی مرتبہ مدرسہ کی چٹائی وغیرہ کو بھی بگاڑ ڈالے گا۔

⑧ استاذ ہمیشہ یہ فکر میں رہیں کہ میرے پاس آنے والے بچے میں کیا کمی ہے اور اس کمی کی تلافی کی کوشش کریں، کمزور بچوں پر زیادہ دھیان دیں اور آہستہ آہستہ ان کی اس کمزوری کو دور کرنے کی تدبیریں کرتے رہیں۔

⑨ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے خاص دعاؤں کا اہتمام کریں، استاذ کی دعا یہ بہت طاقت والی چیز ہے، اللہ سے یہ دعا کریں کہ:

اے اللہ! میں تو یہاں بیٹھ کر بچوں کو پڑھا رہا ہوں؛ لیکن ان بچوں کو نفع والا علم آپ عطا فرمایئے۔

اس لیے کہ اصل علم تو اللہ کے یہاں سے ملے گا، استاذ تو ایک ذریعہ ہے۔

ایک استاذ کی عجیب منّت

گذشتہ سال نورانی مکاتب کے ایک استاذ نے منت مانی تھی کہ میرے پاس پڑھنے والے بچوں میں سے جتنے بچے بھی مثالی میں آئیں گے میں ہر ایک بچے کی طرف سے دو دو رکعات شکرانے کی نماز پڑھوں گا۔

آج ایک باپ اور ماں ایسی منت نہیں مانتے، اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے ایک استاذ نے منت مانی اور باقاعدہ صلاۃ الحاجت پڑھ کر دعائیں کر رہے ہیں۔

نوٹ: ہمارے نورانی مکاتب میں آگے نمبر لانے والوں کو ''مثالی طلبہ'' کہا جاتا ہے۔

بہت سے اساتذہ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ آج بچوں کا امتحان ہے، دعا کر دینا کہ میرے پاس پڑھنے والے تمام بچے پہلے نمبر سے پاس ہو جائے، مثالی بن جائے تو یہ استاذ کی دعائیں بھی بچوں کی زندگی کو بنا دیتی ہے؛ اسی لیے میں آپ سب کو کہتا ہوں کہ: بچوں کے لیے خوب دعاؤں کا اہتمام کریں، جیسے ہم سگی اولاد کے لیے دعا کرتے ہیں ایسے اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں۔

(۱۰) آج دنیا میں تعلیم اور پڑھنے پڑھانے کے نئے نئے طریقے سامنے آرہے ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسکول اور کالج میں ٹریننگ کیمپ ہوتے ہیں، بڑے ٹیچرز اور پروفیسر کو بھی کچھ کچھ وقت کے بعد سیمیناروں میں ٹریننگ کیمپ میں جانا ہوتا ہے؛ بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹر لوگ باقاعدہ اعلان لگاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب پندرہ

دن ابھی نہیں ملیں گے۔ کیوں؟ نئی ٹریننگ لینے کے لیے امریکہ جا رہے ہیں، جاپان جا رہے ہیں، انگلینڈ جا رہے ہیں۔

یہ دنیا والوں کا حال ہے اور ہمارے استاذوں کو کہا جائے کہ: بھائی! آپ کو پڑھانے کا طریقہ سیکھنے کے لیے جانا ہے تو ان کو شرم آتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: پچیس تیس سال سے ہم پڑھا رہے ہیں پھر بھی ہم کو سیکھنے جانا ہے؟

یہ تکبر نہیں ہونا چاہیے، جہاں کہیں بھی ہم کو بچوں کو پڑھانے کا کوئی نیا طریقہ ملے، کوئی اچھا طریقہ ملے اس کو سیکھنا چاہیے، سیکھنے کے لیے جانے کو اپنے لیے عیب نہیں سمجھنا چاہیے، ان شاء اللہ! اس سے آپ کی ترقی ہوگی۔

جب دنیا والے ترقی کے لیے بار بار ٹریننگ میں جاتے ہیں، سیمینار میں جاتے ہیں تو ہمیں بھی خوشی خوشی جانا چاہیے؛ بلکہ ہمیں خود ماہرین سے پوچھنا چاہیے کہ کمزور بچوں کو میں کیسے پڑھاؤں؟ یہ سبق کیسے سکھاؤں؟ یہ بہت ضروری اور اہم ترین چیزیں ہیں۔

⑪ کامیاب استاذ بننے کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ استاذ کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے بیعت ہو جاوے اور ان کی خدمت میں رہ کر اپنی اصلاح کراوے تو ان شاء اللہ! یہ تمام کے تمام کام کرنے آپ کے لیے آسان ہو جائیں گے۔ یاد رکھو! ایک استاذ بہت قیمتی ہوتا ہے، بچے کی زندگی بننے اور بگڑنے کی بنیاد استاذ پر ہوا کرتی ہے؛ اس لیے اللہ کے واسطے آپ لوگ ایک اچھے استاذ بن جاؤ۔

⑫ کامیاب مدرس کے لیے بورڈ کا استعمال کرنا بھی بہت ضروری اور اہم ہے، بورڈ کا استعمال آپ ضرور کیجیے اور اپنے بچوں کے ہاتھ میں بھی چاک دیجیے اور

ان کے پاس بھی بورڈ پر لکھوایئے، اس کی برکت سے بچے آسانی کے ساتھ بہت جلدی سیکھ لیں گے اور قلم پکڑنا، لکھنا وغیرہ بھی آسان ہوگا۔

⑬ کامیاب استاذ بننے کے لیے مطالعہ بھی ضروری ہے، ہمارے اساتذہ نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ عربی کتاب پڑھانے والے مطالعہ کریں، یہ بات غلط ہے، صبح جو سبق بچوں کو پڑھانا ہے اس کے لیے آپ رات کو مطالعہ کیجیے۔

مطالعہ کا مطلب ہے کہ یہ سبق میں کیسے آسانی سے پڑھالوں؟ اس کے لیے کون کونسی مثالیں ہوسکتی ہیں؟ اس کی آپ رات سے ہی تیاری کیجیے۔

اس کے لیے برادرِ مکرم حضرت مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی جن کو میں اس دور میں مکاتب کی تعلیم کا "مجدد" کہا کرتا ہوں، انھوں نے یہ کتاب "بچوں کو پڑھانے کا طریقہ" تیار کی ہے، آپ اس کتاب کا مطالعہ کیجیے، ان شاء اللہ! آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔

مکتب کا مدرس قطبِ زمانہ

ہمارے سلسلے کے بہت بڑے بزرگ، قطبِ عالم حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ ایک اچھے، کامل اور کامیاب استاذ تھے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، اور حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر حضرت میاں جی نور محمدؒ۔

یوپی میں "میاں جی" کس کو کہتے ہیں؟ ایسے چھوٹے چھوٹے مدرسہ اور مکتب

میں بچوں کو ناظرہ پڑھانے والے کو ''میاں جی کہتے ہیں، حضرت میاں جی نور محمدؒ بچوں کو ناظرہ پڑھاتے تھے؛ لیکن کتنے بڑے ولی اور کتنے بڑے قطب ابدال تھے، اوہو!! اپنے زمانے کے امام الاولیاء تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ: اگر بھارت کی سیاسی راجدھانی دہلی ہے تو روحانی راجدھانی ''جھنجھانا'' میں حضرت میاں جی نور محمدؒ کی قبر مبارک ہے، اتنے بڑے روحانی امام تھے اور حضرت اپنے پاس پڑھنے والے مکتب کے بچوں کو مکتب ہی میں صاحبِ نسبت بنادیتے تھے، اللہ اکبر!!

لہذا آپ کا کام کوئی معمولی نہیں ہے، اللہ والا بننے کا بہترین طریقہ قرآن سیکھنا اور سکھانا ہے۔

⑭ استاذ کو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے واسطے پڑھاوے، بچوں کے ماں باپ سے کوئی دنیوی غرض نہ رکھیں:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨

ترجمہ: (اور وہ کھانا کھلانے والے ان سے کہتے ہیں کہ:) ہم تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے کھانا کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کسی طرح کا نہ تو بدلہ اور نہ شکریہ چاہتے ہیں۔ (الدھر)

اللہ جل جلالہ قرآن کے خادموں کو کبھی بھوکا پیاسا نہیں رکھتے ہیں؛ بلکہ عزت کے ساتھ رکھتے ہیں، قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے آپ کی ضروریات ان شاء اللہ! پوری کریں گے، بچوں کے والیوں سے قرض کا لین دین، دنیوی مالی سوالات بھی بالکل نہ رکھیں۔

آپ اخلاص سے پڑھایئے، اللہ کے واسطے پڑھایئے اور دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ پڑھایئے، ان شاء اللہ! نسلیں آپ کو یاد کریں گی۔

میرے والدِ مرحوم اور مکتب

میرے والدِ مرحوم حضرت مولانا سلیمان صاحبؒ نے تقریباً پچاس سال تک مکتب پڑھایا، ایک مرتبہ انگلینڈ چندہ کے لیے گئے اور حج کے لیے حرمین گئے، اس کے علاوہ انھوں نے بیرونی ملک کا کوئی سفر نہیں کیا، ان کی تعلیم وتربیت کے انوکھے انداز کے کچھ واقعات ان کی سوانح ''فیضِ سلیمانی'' سے یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

والد صاحب مرحوم کے پڑھانے کا عجیب انداز

والد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے پڑھانے کا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا، بچوں کو بہت محبت اور پیار سے اپنے پاس بٹھاتے تھے، مشہور تھا کہ شہر کے تمام مکاتب میں جو بچہ کسی کے پاس چل نہیں پاتا تھا وہ بچہ حضرت والد صاحب کے پاس الحمد للہ! چل جاتا تھا؛ کیوں کہ بہت محبت سے پڑھاتے تھے؛ اگرچہ سختی بھی بہت تھی؛ لیکن اس سے کہیں زیادہ شفقت تھی۔

شفقت کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی بچہ غیر حاضر ہوتا تو خود اس بچے کے گھر تشریف لے جاتے یا ٹیلیفون کے ذریعہ نہ آنے کی وجہ دریافت کرتے، بیمار ہو تو پوچھتے: کیا بیماری ہے؟ وغیرہ۔ پھر اس بیماری کا کوئی مناسب علاقائی (دیسی) علاج بتاتے اور پانی، مرچ وغیرہ دم کر کے دیتے اور بہت سی مرتبہ بلا وجہ غیر حاضری پر بچوں کے والدین کو ڈانٹتے بھی اور سمجھاتے بھی تھے، اس طرح کی تنبیہ کا نتیجہ یہ تھا کہ بچہ غیر حاضر رہنے کی

ہمت نہیں کرتا تھا؛ الّا یہ کہ کوئی معقول عذر سامنے آجائے۔

قرآنِ مجید اور تعلیم الاسلام پڑھانے کا انداز

زندگی بھر کلامِ پاک بہت ہی اچھے انداز میں حروف کے مخارج کی رعایت کے ساتھ، اسی طرح صفات، غنہ، اخفا، مد، ادغام، اظہار وغیرہ کی پوری رعایت کے ساتھ پڑھانے کا معمول رہا؛ یعنی تجوید کے قواعد کی پوری رعایت کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھاتے، سورۂ یوسف میں ''لاتامنّا'' میں ''اشمام'' ناظرہ کے وقت ہی سے سکھاتے۔

الحمدللہ! والد صاحب کے پاس قرآن پڑھنے والے پورے عالم میں مختلف جگہوں میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دین کی نسبت سے کئی ممالک پہنچایا اور ماشاءاللہ! چلا رہے ہیں، جہاں بھی میں جاتا ہوں تو ان کے پاس پڑھے ہوئے شاگرد بڑی بڑی عمر کے مجھے ملتے ہیں اور والد صاحب کی زندگی میں بہت محبت سے والد صاحب کی خیر خیریت پوچھا کرتے تھے، نیز والد صاحب کے لیے تحفے تحائف بھی بھیجا کرتے تھے، والد صاحب کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد انگلینڈ، افریقہ، کنیڈا، امریکہ، برطانیہ، پناما، نیوزی لینڈ میں آج بھی الحمدللہ! موجود ہیں، ان میں سے بہت سارے عالمِ دین اور حافظِ قرآن بھی ہو چکے ہیں۔

تعلیم الاسلام با قاعدہ سبق کے انداز میں پڑھاتے تھے، پہلے بچے سے عبارت پڑھواتے تھے، پھر اس عبارت کو خوب اچھی طرح اور بہت آسان الفاظ میں اور مناسب مثالوں سے سمجھاتے تھے۔

مثلاً تعلیم الاسلام میں ''منی'' کے متعلق مسائل آتے اور طالب علم نابالغ ہو تو

اس کو سمجھانے کے لیے بہت عمدہ مثال دیتے تھے کہ ناک سے جس طرح رینٹ نکلتی ہے اس طرح کا چکنا مادہ پیشاب کی جگہ سے نکلتا ہے اس کو ''منی'' کہتے ہیں۔

بڑی عمر کے لوگوں کے لیے تعلیم کا سلسلہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ایک موقع پر بڑی عمر کے مسلمانوں کے لیے تعلیم کے سلسلے کی طرف توجہ دلائی کہ بچپن میں مکتب میں لوگوں کا پڑھا ہوا قرآن کمزور ہو جاتا ہے، استاذ سے ربط نہ ہونے کی وجہ سے، بعض مرتبہ تو لوگ ناظرہ تک بھول جاتے ہیں، نماز میں بڑی غلطیاں ہونے لگتی ہیں؛ اس لیے بڑی عمر کے لوگوں میں تعلیمی سلسلہ نہایت ضروری ہے؛ تاکہ قرآن صحیح یاد رہے اور ضروری مسائل میں پختگی ہو، بنیادی دینی تعلیم سے واقفیت رہے۔

ایک جگہ بڑی عمر کے لوگوں میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا؛ حالاں کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے لوگ تھے؛ لیکن جب ان کی نماز سنی گئی تو پتہ چلا کہ اکثر حضرات نماز کی ابتدا میں بڑی غلطی کرتے ہیں، تکبیر تحریمہ کے بعد ''لفظ ثنا'' بولتے ہیں، اس کے بعد ثنا کے کلمات کہتے ہیں۔

نوٹ: فقہا نے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ نماز میں دو سے زائد غیر ضروری الفاظ یا حرف زبان سے نکل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے (کمافي کتب الفقه والفتاوی)

اس لیے بہت ضروری ہے کہ بڑی عمر کے لوگوں میں روزانہ یا ہفتے میں ایک دو روز تعلیمی سلسلہ جاری ہو۔

بارڈولی میں جب مسجدِ اقصیٰ کا تعمیری سلسلہ جاری ہوا، اسی وقت سے حضرت

والد صاحبؒ نے ایک طویل عرصے تک تعلیم الاسلام کو سامنے رکھ کر نماز اور عقائد اور دینی ضروری مسائل کے بیان کا سلسلہ جاری فرمایا، یہ مجلس عشا کے بعد بیس یا پچیس منٹ تک ہوتی تھی، بڑے ذوق وشوق سے لوگ اس میں شرکت کرتے تھے، جس کی ترتیب یہ تھی کہ عشا کے بعد مسجد میں تعلیم کا حلقہ ہوتا تھا، ایک روز فضائلِ اعمال کی تعلیم اور ایک روز تعلیم الاسلام، مرحوم محمد بھائی قریشی روزانہ عشا کی فرض کے بعد اعلان کرتے تھے: آج مسائل کی تعلیم ہے یا فضائل کی تعلیم ہے۔

اس کا بڑا فائدہ بھی ہوا، الحمدللہ!

مکتب میں پڑھنے والے بچوں کی بہترین تربیت

مکتب کے آپ بڑے ماہر مدرس تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ! مرحوم کے پاس ہر قسم کا طالب علم- چاہے کتنا ہی کمزور ہو- چل جاتا تھا۔

بارڈولی کے غلام بھائی لونت کا بیان ہے کہ: ہم جس وقت پڑھتے تھے اس وقت والد صاحب مرحوم بارڈولی کی جمعہ مسجد میں امامت کرتے تھے اور والد صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھا کر سیدھے مینارہ مسجد آتے اور آکر اپنے شاگردوں کی نماز کی حالت دیکھتے تھے کہ یہ لوگ رکوع، سجدہ، قیام وغیرہ دیگر ارکان صحیح صحیح ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ جس شاگرد کی جو غلطی نظر آتی تھی اس کو ذہن میں رکھتے تھے، جب ہم ان کے پاس مدرسے میں جاتے اس وقت ان غلطیوں کی اصلاح فرماتے تھے۔

اپنے شاگردوں کی تربیت کا یہ ایک بہترین نظام تھا اور غلام بھائی لونت نے یہ بھی فرمایا: اِس وقت ہماری نمازیں جو صحیح ہیں یہ والد صاحب کی تربیت کی وجہ سے ہے۔

مکتب کے بچوں کو سلام ومصافحہ کا ترغیبی حکم

محلے سے جو بچے حضرت والد صاحبؒ کے پاس پڑھنے کے لیے آتے تھے، ان کو حکم تھا کہ والد صاحب جب مسجد سے نکلے تو آ کر ان سے مصافحہ کریں، چنانچہ عصر، مغرب اور عشا کی نمازوں کے اوقات پر مرحوم والد صاحب سنت وغیرہ سے فارغ ہو کر جب مسجد سے واپس لوٹ کر آتے تو تمام بچے اور بچیاں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر سلام اور مصافحہ کرتے تھے۔

اگر کوئی بچہ یا بچی نظر نہ آتی تو آواز دے کر بلاتے اور پوچھتے کہ کیا وہ بیمار ہے؟ کہاں ہے؟ وہ کیوں ملاقات کے لیے موجود نہیں؟ اس طرح آپؒ متوجہ فرماتے تھے اور اس سے بچوں میں سلام، مصافحہ کی سنت زندہ ہو جاتی۔

محلے کے بچوں میں سلام کا بہترین ماحول

اس کی برکت سے بچوں میں سلام کا ایک عام ماحول بنا، مرحوم کے اس عمل کی برکتیں آج تک دیکھنے کو ملتی ہیں کہ جب کبھی بندہ عصر، مغرب یا عشا کی نماز میں بارڈولی موجود ہوتا ہے اور نماز سے فارغ ہو کر مکان آتا ہے تو بچے اسی طرح سلام اور مصافحہ کرتے ہیں، جس طرح مرحوم والد صاحب کے زمانے میں کرتے تھے۔ (از: فیضِ سلیمانی، سوانح والدِ مرحومؒ)

لہذا آپ مکتب میں ان بچوں کی فکر کریں گے تو پوری زندگی وہ آپ کا احسان یاد رکھیں گے اور آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بنیں گے۔

اهل القرآن هم اهل الله

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامیاب مدرس بنادے اور آخرت میں قرآن کے خادموں میں ہم سب کا شمار فرمائے، حدیث میں ہے:

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ إن لله أهلين من الناس، فقيل: من اهل الله منهم؟ قال: اهل القرآن هم اهل الله و خاصته.

(اخرجه النسائي في السنن الكبرى، ابن ماجه و احمد)

قرآن کے خادم وہ اللہ کے گھر والے ہیں۔

ہم سب قرآن کے خادم ہیں، ہم سب اللہ کے گھر کے لوگ ہیں، بس! اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھو۔

ایک کامیاب استاذ کے لیے یہ کچھ اہم اور ضروری باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔

متولی

مکتب کے چار ستونوں میں سے دوسرے نمبر پر ''متولی'' ہے۔

② متولی-ٹرسٹی حضرات: ہر مکتب کے ذمہ دار کی کوشش اور فکر یہ ہو کہ اچھی تعلیم ہو اور اچھی تعلیم اور تربیت کے لیے پورے پوری مدد کرے؛ اس لیے خود متولی حضرات دین دار اور دینی تعلیم سے دل چسپی رکھنے والے ہوں، جو عہدہ ملا ہے اس کو حکومت چلانے کا یا دکھلانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔

نصاب

③ نصاب: ضروری ہدایات میں لکھی ہوئی چھ باتیں مسلمان بچہ اچھی طرح بالکل آسانی سے سیکھ لے ایسا جامع اور آسان نصاب ہونا ضروری ہے۔

اس میں یہ بھی رعایت کی جائے کہ اپنے علاقے میں جو غلط رسم ورواج اور برائیاں عام ہوں ان سے بھی بچوں کو روکنے کی ہدایت ہونی چاہیے۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت کے ساتھ ان کی سوچ صحیح ہو جائے اس کی بھی کوشش کرنی ہے۔

والی

④ والی: بچے استاذ کے پاس کم رہتے ہیں، ماں۔باپ کے پاس زیادہ رہتے ہیں؛ اس لیے والی گھر پر سبق یاد کرانے کی فکر کریں، اس کی برکت سے خود والیوں کو قرآن پڑھنے کا اور سننے وسیکھنے کا موقع ملے گا۔

بچوں کو پوری پابندی سے وقت سے پہلے مدرسہ پہنچائیں اور وقت پورا ہونے کے بعد گھر لائیں۔ گھر والے دینی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیں۔ دنیوی تعلیم اور شادی، منگنی، گھومنے۔پھرنے کی خاطر بچوں کی دینی تعلیم کا نقصان نہ کریں۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت میں استاذ کی مدد کریں۔ مدرسہ کے قانون کی پابندی کریں اور ہر ہفتہ یا پندرہ دن یا ایک مہینے میں استاذ کی ملاقات کر کے بچے کی رپورٹ لیں۔

صبح اٹھانے سے لے کر رات سونے تک کھانا۔پینا، سونا، کپڑے پہننا، استنجا وغیرہ کے موقع پر بچوں سے مسنون دعائیں پڑھانے کی پابندی کرائیں۔ بچوں کو غلط دوستوں سے بچائیں۔ ٹی وی، فلمی گانوں سے بچائیں۔ موبائل، انٹرنیٹ کے غلط

استعمال سے بچائیں۔ بچہ دین دار ہوگا تو والدین کا فرماں بردار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کی آخری گھڑی تک قرآنِ مجید کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرمالے، اٰمین ثم اٰمین یا رب العالمین!

یہ کچھ ضروری باتیں لکھ دی گئیں، ان کا لحاظ کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ! مکتب ایک مثالی بن جائے گا۔ اِس کتاب کو ساتھ میں رکھیں، بار بار اس کو پڑھتے رہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ! بہت ہی فائدہ ہوگا۔

برادرِ محترم حضرت مولانا اسماعیل احمد لولات کاپودروی، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھیں، صحت، عافیت کے ساتھ ان کی عمر میں برکت دیں، ان کے دینی کاموں کو قبول فرمائیں، مکاتب کے سلسلے میں انقلابی کام اللہ تعالیٰ ان سے لے رہے ہیں، اس پر استقامت عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائیں اور مسلمانوں کے تمام طبقے کے لیے فائدہ مند فرمائیں۔

باری تعالیٰ کے فضل سے نورانی مکاتب کا جو سلسلہ گجرات بھر میں قائم ہے اس کے تعلیمی نظام کے حضرت مولانا روحِ رواں ہیں، اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازیں، آمین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين و الحمد للہ رب العالمين

(خادم المکاتب حضرت مفتی) محمود حافظجی بارڈولی (صاحب دامت برکاتہم)

(استاذِ تفسیر والحدیث؛ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔سملک گجرات)

کتاب میں مذکور طریقۂ تعلیم کے امتیازات وخصوصیات

(۱) یہ طریقۂ تعلیم برسوں کی فکر کا نتیجہ ہے۔

(۲) فطری وذہنی صلاحیتوں کو ابھارنے میں معین ہوگا۔

(۳) بچوں میں ان شاء اللہ! تعمیری ذہن پیدا کرے گا۔

(۴) ذہنی حیات پیدا کرے گا جس سے بچے غور وفکر کے عادی بنیں گے۔

(۵) قوتِ فہم میں اضافہ ہوگا۔ (۶) طبیعت کا انجماد ختم ہوگا۔

(۷) بچوں کی نفسیات کا خوب خیال رکھا گیا ہے۔

(۸) ترغیب وتشویق کا لحاظ کر کے بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے؛ تاکہ بچوں میں ناکامی کا احساس ختم ہوجائے۔

(۹) خوف اور بزدلی کو ختم کردے گا (۱۰) متعلم کی اکتاہٹ کا خیال کیا گیا ہے۔

(۱۱) بچوں کے اوقات کے صحیح استعمال کے طریقے کا لحاظ کیا گیا ہے۔

(۱۲) قواعدِ تجوید کی تفہیم ودیگر مضامین کی تفہیم کا آسان طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۳) تمام امور میں مقصد پر نظر رکھی گئی ہے (۱۴) متعلم کا معیار مدِّ نظر رکھا گیا ہے۔

(۱۵) مکاتب میں موجودہ کمزوریوں کا علاج ذکر کیا ہے۔

(۱۶) بچوں کو حلقہ بندی میں استعمال کر کے جہاں وقت کو مفید تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے وہاں بچوں میں تدریجی جذبہ بھی ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱۷) سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ مذکورہ طریقۂ تعلیم میں تعلیم بچوں پر بوجھ بنا کر لادی نہیں جاتی؛ بلکہ وہ خود اپنی خوشی سے علم حاصل کرنا چاہیں گے۔

اساتذۂ کرام کی خدمت میں چند گذارشات

معاشرے میں استاذ کا مقام

إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً. (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں)

ایک معاشرے میں استاذ کے مقام کی اہمیت اور کردار کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے؛ بلکہ نظامِ تعلیم کے پورے ڈھانچے میں استاذ کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، کوئی بھی نظامِ تعلیم استاذ کی اچھی کارکردگی کے بغیر کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا، استاذ تعلیم وتربیت کا وہ بنیادی عنصر ہے جس کے بغیر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا؛ گویا استاذ ہی معاشرے کا وہ بنیادی مرکز ومحور ہے جس کے گرد تمام تعلیمی سرگرمیاں گھومتی ہیں۔

اسلام نے بھی معلم کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ملعون ہے؛ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور معلمِ خیر اور متعلم کے۔

سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلم کے لیے دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے کچھ سنا اور اسے محفوظ رکھا اور پھر آگے پہنچایا۔

بہر حال! استاذ ہونا بڑی نعمت اور عظیم سعادت ہے؛ اس لیے استاذ کو اول تو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اس ذاتِ بابرکت نے اس کو علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرمائی، نیز تعلیم کے شعبہ میں آپ ﷺ کے طریقے کو مشعلِ راہ بنانا چاہیے؛ کیوں کہ شعبۂ تعلیم میں آپ ﷺ نے مدرسین کی ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

امت کے افضل ترین افراد کی خدمت میں

① مدرس نیت خالص رکھے کہ میں جو کچھ طالبِ علم کو سکھا رہا ہوں یا بتلا رہا ہوں یہ صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے، جب اپنے مکان سے مدرسہ آنے کے لیے نکلے تو اس نیت کا استحضار کر لے، اسی طرح جب درس گاہ میں حاضر ہو تو نیت کا استحضار کرے، نیز اخلاص کے متعلق کوئی حدیث لکھ کر درس گاہ میں ایسی جگہ پر رکھے جہاں بار بار اس پر نظر پڑتی رہے، اللہ تعالیٰ سے اس سلسلے میں دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

② مکتب کے معلمین کی خدمت میں خاص عرض یہ ہے کہ آپ خود کو احساسِ کہتری میں مبتلا نہ ہونے دیجیے اور ہرگز ہرگز دل میں یہ خیال نہ لائیے کہ آپ معمولی کام کر رہے ہیں، آپ کی محنت سطحی نظر رکھنے والوں سے اوجھل ہے تو یہ ان کا اپنا قصور ہے۔ ظاہر ہے کہ اونچی اونچی سر بہ فلک عمارتوں کی بنیاد کس کو نظر آتی ہے؛ لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ آسمان کو چھونے والی عمارتوں کا وجود انہی بنیادوں کی وجہ سے ہے جو دکھائی نہیں دے رہیں، اسی طرح کسی بڑے سے بڑے عالم یا قاری کے علمی محل میں آپ کی محنت نظر نہ آئے تو یہ قصور آپ کا نہیں؛ بلکہ نہ دیکھنے والی آنکھ کا ہے۔

③ جو بچے بچپن میں لکھنے پڑھنے کی بڑے شوق سے نقلیں اتارا کرتے تھے اب وہ پڑھنے لکھنے سے ایسا بھاگتے ہیں جیسے غلیل سے کوّا، اس کا زیادہ تر باعث طریقۂ

تعلیم کا نقص ہے۔

④ پیدائش کے وقت شاذ و نادر ہی کوئی بچہ اندھا، لولا، لنگڑا پید ہوتا ہے، اسی طرح شاذ و نادر ہی کوئی بچہ کند ذہن ہوتا ہے؛ مگر اس کے کیا معنی کہ بعض معلمین کے اکثر شاگرد غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں، یہ ان ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہوتا ہے جسے وہ خود نہیں سمجھتے اور سمجھانے سے برا مانتے ہیں۔

⑤ اگر بے اعتدالی اور بے قاعدگی سے تعلیم دی جائے تو بچوں کو تعلیم سے نفرت اور وحشت ہوگی، جیسے انسان معتدل اور عمدہ غذا شوق اور رغبت سے کھاتا ہے؛ لیکن یہی غذا جب غیر معتدل یا اندازہ سے زیادہ دی جائے تو بیماری اور بدہضمی پیدا کرتی ہے؛ بلکہ بعض اوقات بھوک بند ہو کر غذا سے سخت تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔

⑥ مار سے بھاگنا طبعی امر ہے، پس مار کر پڑھانے والے معلّم بچوں کو تعلیم سے بھگاتے ہیں اور علم سے نفرت دلاتے ہیں۔

⑦ بچوں میں تقلید اور نقل کرنے ؛ بلکہ نقل کو اصل بنانے کا شوق ہوتا ہے، اپنے مربیوں اور عزیزوں کو جو کام کرتے دیکھتے ہیں خود اس کو کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ خواہ وہ کام ان کی طاقت سے زیادہ کیوں نہ ہو۔

⑧ اگر بچوں کے کسی کام کی تعریف کی جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں، بار بار اس کام کو کر کے چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے کام کی داد دے اور تعریف کرے، اگر داد نہ ملے اور کوئی تعریف نہ کرے تو ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

⑨ بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہوتی ؛ لیکن دوسروں کو جھوٹ بولتا

ہوا دیکھتے ہیں تو خود بھی جھوٹ بولنے لگتے ہیں اور فریب کرنے لگ جاتے ہیں۔

⑩ بچے کے پاس سب سے قیمتی سرمایہ اس کا وقت ہے، اس کا ہر لمحہ کارآمد بنایئے، کوئی لمحہ افادیت سے خالی نہ ہو۔

⑪ آزادی بچے کا فطری حق ہے، اس کے لیے سب سے زیادہ مضر چیز یہ ہے کہ اس کے ساتھ بلا وجہ کی روک ٹوک روا رکھی جائے۔

⑫ خوف بچے کا دشمن ہے، تعلیم کی راہ میں یہ ایک راہزن ہے؛ اس لیے کلاس میں خوف کا ماحول پیدا نہ کریں، خوف کے ماحول سے بچوں کی تعلیم وترقی میں رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔

⑬ مدرس اپنی پوری توجہ طلبہ کے کردار کی تشکیل پر دے۔

⑭ مدرس اپنے کام کو رزق کا وسیلہ نہ سمجھے؛ بلکہ دینی خدمت تصور کرے۔

⑮ معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو صاف رکھے، کسی طالبِ علم سے ناخوش ہو کر کینہ نہ رکھے، اس سے دل سیاہ ہوتا ہے۔

⑯ ٹیوشن کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ شاگرد استاذ کو اپنا نوکر سمجھتا ہے، نیز طالب بن کر در در گھومنا اس میں علم کی توہین ہے۔

⑰ مذاکرہ اور مطالعہ کو لازم سمجھے، اس سے تدریس میں تجربہ بڑھتا جائے گا۔

⑱ طعن وتشنیع سے بچنا بہت ضروری ہے، نیز اصلاح اور تنبیہ کے وقت کوئی ایسا طرزِ عمل نہ اختیار کریں اور نہ ایسا کوئی فقرہ زبان سے کہیں کہ جس سے بے تربیت بچہ مزید اخلاقی پستی کا شکار ہو جائے، نیز اس کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ وہاں موجود

دوسرے بچے استاذ کا یہ طرزِ کلام اور یہ عمل اخذ کرتے ہیں اور اپنے بھائی بہن اور دوستوں کے ساتھ یہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔

دیکھیے! بچوں نے آپ سے بُرے الفاظ سیکھے اور آگے پھر تعدیہ کرتے ہوئے اپنے دوستوں اور بھائی بہن کو سکھائیں گے، اب آپ اندازہ لگائیں کہ آپ سے بچے خیر سیکھ کر معاشرے میں لانے کے بجائے شر سیکھ کر معاشرہ میں لانے کا سبب بن رہے ہیں تو آپ معلمِ خیر تو نہیں بنے۔

نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کے معاملے میں خاص ہدایت

مکتب میں اکثر بچوں کی عمر دس سال سے کم ہوتی ہے؛ اس لیے جسمانی سزا کی گنجائش نہیں ہے، اگر دس سال سے متجاوز بھی ہو تب بھی ادارہ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا: میں نے اپنے مدرسہ کے معلموں کو بچوں کو مارنے سے منع کر دیا ہے؛ کیوں کہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور شفائے غیظ (اپنا غصہ نکالنے) کے لیے مارتے ہیں، ایسا زدوکوب کی اگر ولی اجازت بھی دے دے تو بھی درست نہیں۔

اساتذۂ کرام سے خاص گذارش

① طریقۂ تعلیم میں بچوں سے تبلیغی کام لینے کا طریقہ بھی ذکر کیا ہے، آپ اس

کے مطابق بچوں سے تبلیغی خدمت بھی انجام دلوائیں، انھیں پابند بنائیں کہ جو سیکھیں وہ گھر جا کر سکھائیں اور مدرسہ میں سیکھی ہوئی باتیں اسکول اور محلے میں دوستوں کو سنائیں، آپ کے اس امر پر ابتدا میں بہت کم بچے عمل کریں گے؛ لیکن اگر آپ ہمت نہیں ہاریں گے تو کچھ مدت بعد سب بچے اس پر عامل ہو جائیں گے، اس وقت آپ کامیاب معلم ہوں گے۔

⑦ کتاب میں جس طرح پڑھانے کا طریقہ ذکر کیا ہے آپ اسی طریقے اور اسی ڈھنگ سے پڑھائیں، مرتب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اساتذہ کتاب میں مذکور ہدایات کی روشنی میں محنت اور لگن کے ساتھ پڑھائیں گے تو ان شاء اللہ! بچوں میں ہر امر کے اعتبار سے غیر شعوری طور پر خود بخود استعداد پیدا ہو جائے گی۔

ہمیشہ مطمحِ نظر رہے

آپ کی حیثیت وہ نہیں جو دنیوی تعلیم کے معلمین کی ہے کہ وقت دیا، پیسہ لیا اور بس! اس لیے کہ ان کا اور ان کی تعلیم کا مقصد دنیا ہی ہوتی ہے؛ لیکن ہماری محنت کا اصل ثمرہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو کچھ یہاں بندوں کی طرف سے مل رہا ہے اس کی حیثیت آخرت میں ملنے والے ثواب کے مقابلے میں سمندر کے مقابلے میں قطرے کی بھی نہیں ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ ہماری محنت کا مقصد بھی وہی ہو۔

تعلیمی نفسیات کے
مخصوص طریقے

عناوین کی ایک جھلک

تعلیم اور اس کے محرکات:	تعلیمی نفسیات کے مخصوص طریقے:
① قوتِ ارادی کو متحرک کرنا	① فطری تقاضوں کی رعایت۔
② حوصلہ افزائی۔	② پیمائش۔
③ ترقی کی رفتار کا علم۔	③ مطالعۂ احوال۔
④ معیارِ آرزو (۵) ترغیبات۔	④ مشاہدہ۔

فطری تقاضے:	بچوں کی جبلت	تکان کے اقسام	رفعِ تکان کی تدابیر
① جسمانی حفاظت	① تحریک	① جسمانی تکان	① شور وغل سے حفاظت
② محبت	② تجسس	② ذہنی تکان	② ہوا اور روشنی کا انتظام
③ خودنمائی	③ کھیل	③ جھوٹی تکان	③ مضامین کی تبدیلی
④ ذہنی آزادی	④ نقالی	④ تکان کا احساس	④ جگہ کی تبدیلی

تعلیمی نفسیات کی اہمیت

تعلیم و تربیت کی تاریخ میں اسلام کے ظہور کا زمانہ سب سے زیادہ درخشندہ ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلمِ اعظم بن کر صدیوں کی بگڑی ہوئی قوموں کی سیرت کو وہ بلندی عطا کی جس پر اسلام بجا طور پر فخر کرسکتا ہے، ایسے لوگ جو تہذیب و تمدن سے نا آشنا تھے، ان کی سیرت اور کردار میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہوئی جس کی تشریح کرنے سے آج کل کے ماہرینِ نفسیات اپنے علم کے کمال کے باوجود عاجز ہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانی فطرت کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے اور اپنی امت کو تعلیم دیتے وقت ان ہی اصولوں سے کام لیا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہمیشہ کے لیے دل میں اتر گئی اور اخلاق و اطوار کی ایسی بلندی پیدا کرگئی جس کی معراج تک پہنچنا اور کسی معلم کو نصیب نہ ہوا۔

معلوم ہوا کہ ایک کامیاب معلم کے لیے مضمون کی واقفیت اور عمدہ طریقوں کے علاوہ بچوں کی شخصیت کو سمجھنا بہت ضروری ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شخصیت کو سمجھے بغیر کوئی معلم اپنے طریقۂ تدریس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ جب تک بچوں کی نفسیات، فطری صلاحیت اور ذہنی استعداد، جذباتی اور معاشرتی زندگی کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا تعلیم کا عمل ہمیشہ ادھورا رہے گا؛ اس لیے ایک مدرس کو تعلیمی نفسیات کے طریقوں کو جاننا اور اس کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

بعض معلمین اپنی کمزوری چھپانے کے لیے بچوں پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ: یہ لڑکے بالکل غبی ہیں۔ پیدائش کے وقت کوئی بچہ شاذ و نادر اندھا، لولا، لنگڑا ہوتا ہے،

اسی طرح شاذ و نادر ہی کوئی بچہ کند ذہن ہوتا ہے؛ مگر اس کے کیا معنی ہیں کہ بعض معلمین کے اکثر شاگرد غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں، یہ انھیں کی تعلیم کا نتیجہ ہے جسے وہ خود نہیں سمجھتے اور سمجھانے سے برا مانتے ہیں، اگر بچوں کی نفسیات اور اس کے طریقوں کو سامنے رکھ کر تعلیمی پروگرام بنایا جائے تو ان شاء اللہ! اس کی نوبت نہیں آئے گی۔

تعلیمی نفسیات کے مخصوص طریقے

ایک معلم کو تعلیم و تربیت اور اس کے نصب العین تک پہنچنے کا صحیح راستہ دکھانے کے چند مخصوص طریقے ہیں، ان مین سے بعض کو ذکر کرتا ہوں:

(۱) فطری تقاضوں کی رعایت۔

(۲) مشاہدہ۔

(۳) پیمائش۔

(۴) مطالعۂ احوال۔

فطری بنیادی تقاضے

بچوں کے بعض بنیادی تقاضے حسبِ ذیل ہیں:

(۱) جسمانی حفاظت (۲) محبت (۳) خود نمائی (۴) ذہنی آزادی۔

[ا] جسمانی حفاظت:

فطری تقاضوں میں سب سے پہلا تقاضا بچے کی جسمانی حفاظت سے وابستہ ہے، شروع شروع میں بچہ دنیا و مافیہا سے بے خبر صرف اور صرف اپنی ذات سے دلچسپی

لیتا ہے، اس کے نزدیک دوسرے تمام انسانوں کا وجود اس کی حفاظت کی خاطر ہوتا ہے ؛لہذا مدرس کا اولین فرض ہے کہ وہ بچے کی اس ضرورت کا خیال رکھے ؛ تا کہ بچے کو یقین ہوجائے کہ یہاں اس کی جسمانی حفاظت ہوگی ؛ ورنہ تعلیم کا پہلا قدم ہی غلط ہوگا۔ظاہر ہے کہ ٹوٹی ہوئی ہستی سے آپ کیا کام لے سکتے ہیں، کلی کو کھلنے کا موقع دیا جاتا ہے، پھر وہ پھول کی شکل اختیار کرتی ہے اور اس سے خوشبو پھیلتی ہے، کلی کو ہاتھ سے کھولا نہیں جاتا ، اگر ہاتھ سے کھولنے کی کوشش کی گئی تو وہ کلی ٹوٹ جائے گی ، نہ پھول ہاتھ لگے گا، نہ اس کی خوشبو۔

مار سے بھاگنا طبعی امر ہے، بعض معلمین اپنی لاعلمی کا غصہ ناحق بچوں پر نکالتے ہیں، وہ علم سے نفرت دلاتے ہیں اور ناحق بچوں پر الزام لگاتے ہیں۔

[۲] محبت:

ہر بچہ محبت کا خواہاں ہوتا ہے؛ بلکہ محبت کا متلاشی ہوتا ہے، جدھر محبت پاتا ہے اُدھر بھاگتا ہے، اگر اسے یہ احساس ہوجائے کہ اس سے ایسی محبت نہیں کی جارہی ہے جس کا وہ مستحق ہے تو اس کے دل میں بغاوت کے جذبات پیدا ہوجائیں گے جس سے اس کی تربیت میں ایک خلا رہ جائے گا، معلم کا کمال یہ ہے کہ بچے سے کام لینے کا راز بروئے کار لائے ، پہلے اس کو اپنا گرویدہ بنالے، پھر کام لے، بچے کو اپنا بنالو، پھر دیکھو آپ کی محنت کیا رنگ لاتی ہے۔

[۳] خودنمائی:

اس فطری تقاضے کی وجہ سے ہر ایک بچے کی خواہش ہوتی ہے کہ تمام دوسرے

لوگ اس کی ذات کو تسلیم کریں اور اس کی طرف متوجہ ہوں، اگر کسی وجہ سے اپنا یہ فطری تقاضا پورا ہوتا ہوا نہیں دیکھتا تو اس کو رنج اور تکلیف پہنچتی ہے۔

[۴] ذہنی آزادی:

تعلیم کے لیے ذہنی آزادی لازمی ہے؛ تاکہ بچوں میں آزادانہ سوچنے اور کام کرنے کی عادت پڑے، جو بچے اس نعمت سے محروم رہتے ہیں ان کے ارادے اور فیصلے کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔

مشاہدہ

یعنی کسی خاص کردار اور تبدیلی میں غور و فکر اور ان کے ممکن اسباب کی جستجو کرنا معلم کی تربیت کا لازمی جزو ہے، جس سے طلبہ کے کردار کی معمولی تبدیلی بھی اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، بچوں کی نفسیات سے واقف ہونے کے لیے مشاہدہ بہت ضروری ہے، اس کے بغیر معلم اپنے طلبہ کو نہیں جان سکتا۔

مشاہدہ صرف درس گاہ تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ یہاں معلم وسعتِ نظر سے کام لیتے ہوئے بچوں کو ہر جگہ مختلف حالتوں میں دیکھے، مثلاً پڑھتے وقت، کھیل کے دوران، اسکول یا مدرسے سے آتے جاتے وقت بغور مشاہدہ کرے، اس قسم کا مکمل مطالعہ بچوں کی شخصیت کے سمجھنے میں مدد کر سکتا ہے، جس فعالیت کا اظہار بچے درس گاہ میں نہیں کر سکتے وہ ایسی فعالیت مدرسے سے باہر یا کھیل کے میدان میں بڑی آزادی سے ظاہر کرتے ہیں۔

لیکن مشاہدہ جب تک صحیح نہ ہو اس طریقے کا استعمال مفید ثابت نہیں ہو سکتا،

نیز مشاہدہ توقع اور تعصب سے پاک ہونا نہایت ضروری ہے، اس کے لیے خاص تربیت کی ضرورت ہے؛ تاکہ مشاہدہ کرنے والا واقعات کو اصل روپ میں دیکھ سکے۔

پیمائش

پیمائش تین طرح کی ہے: ① ذہنی پیمائش ② جذبات کی پیمائش ③ تعلیمی پیمائش۔

[۱] ذہنی پیمائش:

جسمانی عمر کے ساتھ بچوں کی ذہنی عمر بھی بڑھتی چلی جاتی ہے؛ لیکن ان دونوں میں نشوونما کی رفتار ایک جیسی نہیں ہوتی؛ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جس بچے کی عمر دس سال ہو اس کی ذہنی عمر بھی دس سال کی ہو، اگر جسمانی نشوونما کی رفتار سے ذہنی نشوونما زیادہ ہے تو وہ ذہین ہے، اگر جسمانی نشوونما کی رفتار سے ذہنی نشوونما کم ہے تو یہ غبی ہے، معلم کے لیے شاگردوں کی ذہنی کیفیت سے مطلع ہونا نہایت ضروری ہے۔

[۲] جذبات کی پیمائش:

دیانت داری، محنت، استقلال، محبت، نفرت، انتقام، شرم وحیا وغیرہ کا اندازہ کرنا، کھیل کود کے موقع پر ہر معلم صفاتِ مذکورہ پر واقفیت حاصل کرنے کے باب میں خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنے شاگردوں کی مخصوص صفات کو معلوم کر سکتا ہے۔

[۳] تعلیمی پیمائش:

مثلاً یہ کہ بچوں میں فلاں دل چسپی کب پیدا ہوئی؟ فلاں شوق کب جاتا رہا؟ نیز جس طرز سے استاذ محنت کر رہا ہے اس سے بچوں کو کتنا فائدہ ہو رہا ہے؟ اور کب

ہو رہا ہے؟ کتنے وقت میں بچوں کی خامی دور ہو رہی ہے؟ اس پر معلم کی خاص توجہ ہو۔

مطالعۂ احوال

یعنی گھریلو حالات، گھر کے آس پاس کا ماحول، رشتے دار اور دوست احباب سے واقفیت یہ بھی تعلیم کے مخصوص طریقوں میں سے ہے؛ کیوں کہ اس طریقے سے بچے کی مشکلات کی اصلیت اور ان کے اسباب پر روشنی پڑتی ہے۔

استعداد پیدا کرنے کے اسباب

بچوں میں استعداد پیدا کرنے کے لیے چند امور کا لحاظ مفید ثابت ہوا ہے:

① محرکات کا استعمال۔

② خود اعتمادی پیدا کرنا۔

③ طبیعت کے انجماد کو ختم کرنا۔

④ غور وفکر کی عادت۔

تعلیم اور اس کے محرکات

مدرسین کو ہمیشہ یہ مسئلہ درپیش رہتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے طلبہ سے کام لیں یا کس طرح وہ ان میں دل چسپی پیدا کریں؛ تاکہ وہ اپنی پوری توجہ سے کسی فعالیت میں مشغول رہ سکیں، ان تمام مسائل کا حل محرکات میں پنہاں ہے، بچوں میں مناسب تحریک پیدا کرنے کے لیے نفسیاتی محرکات سے کام لیا جائے، یہ معلم اور متعلم دونوں کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

بچوں میں تحریک پیدا کرنے کے لیے بعض سفارشات

① قوتِ ارادی کو متحرک کرنا؛ یعنی سیکھنے پر آمادہ کرنا۔

② حوصلہ افزائی۔

③ ترغیبات۔

④ ترقی کی رفتار کا علم۔

⑤ معیارِ آرزو۔

[۱] قوتِ ارادی کو متحرک کرنا؛ یعنی سیکھنے پر آمادہ کرنا:

کسی کام کے سیکھنے میں انسان کی نیت یا اس کے ارادے کو بہت زیادہ دخل ہے، اگر سیکھنے کی نیت ہی نہیں ہے تو سبق کو دل چسپ بنانے کی تمام کوششیں بیکار ہو جائیں گی، یہ ایک عام اصول ہے کہ بے دلی سے کوئی کام نہیں ہوسکتا؛ اس لیے سب سے پہلے طلبہ کو سیکھنے کے لیے آمادہ کیا جائے یا عام الفاظ میں ان کی قوتِ ارادی متحرک کی جائے۔

[۲] حوصلہ افزائی:

حوصلہ افزائی سے کامیابی کا احساس پیدا ہوتا ہے جو بچوں کو کامیابی کی طرف لے جاتا ہے اور نکتہ چینی بچوں میں ناکامی کا احساس پیدا کرتی ہے اور یہ احساس ان کو پستی کی طرف لے جاتا ہے، بچے طبیعت اور ہمت کے کمزور ہوتے ہیں؛ مگر ان کے کسی کام کی تعریف کی جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور بار بار اس کام کو کر کے چاہتے ہیں کہ کوئی ان کے کام کی داد دے، مشکل سے مشکل کام بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛

خواہ وہ کام ان کی طاقت سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور نکتہ چینی سے وہ کوشش بھی چھوڑ دیں گے۔

[۳] ترغیبات:

ترغیبات کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) داخلی (۲) خارجی۔

داخلی ترغیبات: (۱) مضمون سے دل چسپی (۲) کام کا شوق پیدا کرنا۔

خارجی ترغیبات: (۱) جزا (۲) سزا (۳) مسابقہ۔

خارجی محرکات کو داخلی محرکات پر نہ تو ترجیح دی جاسکتی ہے اور نہ اس پر زیادہ اعتماد کیا جاسکتا ہے، خارجی ترغیبات سے صرف مصنوعی حالت پیدا ہوتی ہے، یہ اس وقت تک مؤثر رہتی ہے جب تک کوئی ترغیب موجود رہے؛ لیکن اس کے بعد یہ کیفیت بدل جاتی ہے اور طلبہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں؛ چنانچہ طلبہ محض انعام کی لالچ سے کام کررہے ہوں اور بعد میں انھیں پتہ چلے کہ کوئی انعام نہیں دیا جائے گا تو وہ کام میں دل چسپی لینا چھوڑ دیں گے، اس طرح سے کسی مضمون کا ذوق پیدا نہیں ہوسکتا، خلاصہ یہ کہ خارجی ترغیبات کا عمل محدود ہے، اصل محرک داخلی ترغیب ہے۔

دل چسپی

فنِ تعلیم میں ایک اصول دل چسپی ہے، سبق میں دل چسپی کا ہونا لازمی ہے، اگر سبق دل چسپ ہوگا تو طلبہ توجہ کریں گے اور خوشی سے مدرس کا ساتھ دیں گے، کسی مضمون کی تعلیم میں دل چسپی ہونے سے طلبہ صرف ترقی ہی نہیں کریں گے؛ بلکہ انھیں

مضمون سے انس اور عشق ہو جائے گا، جس کے باعث مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی اس مضمون کی تعلیم جاری رکھیں گے اور اس میں کامیابی حاصل کریں گے ؛ لہذا تعلیم میں دل چسپی پیدا کرنا اور قائم رکھنا مدرس کی بڑی بھاری اور اہم ذمّے داری ہے۔

دل چسپی پیدا کرنے کے طریقے

دل چسپی کا مادہ قدرت نے بچے میں طبعی طور پر رکھا ہے، دل چسپی فی نفسہ ایک متحرک طاقت ہے، اس کو باقاعدہ حرکت میں لانے کے لیے ایک قابل مدرس کی ضرورت ہے، جیسے کسی انجن کے چلانے کے لیے ایک ناواقف آدمی کام نہیں دے سکتا؛ بلکہ ایک واقف کار مستری کی ضرورت ہے، اسی طرح قابل معلم درکار ہے جو قابلِ تحسین دل چسپیوں کا انتخاب کرے؛ تاہم چند طریقے حسبِ ذیل ہیں:

① مدح: بچوں کے کام کو سراہنا۔

② طلبہ کے ہاتھ اور آنکھ سے کام لیں۔

③ اپنے کام میں خود بھی دل چسپی ، رغبت ظاہر کریں۔

مدح

ہر بچہ اپنی تعریف سننا پسند کرتا ہے؛ بالخصوص تعریف کرنے والا قابلِ احترام ہستی ہو، بعض مشاہدات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ متوسط اور معمولی ذہانت کے بچے اپنی تعریف سن کر زیادہ متأثر ہوتے ہیں، حوصلہ افزائی اور نکتہ چینی مدح و مذمت کی ایک قسم ہے جس پر گذشتہ صفحات میں گفتگو ہو چکی ہے۔

کام کا شوق پیدا کرنا

① سبق یا بیان کے فوائد بیان کریں، فوائد کی طرف انسان کی رغبت طبعی ہے۔

② بچوں میں کام کا شوق پیدا کرنے کے لیے اولاً ضروری ہے کہ آپ اس کو اپنے سے مانوس کرلیں، چھ سال کا بچہ جو اپنی سوچی سمجھی بات بھی پوری طرح زبان سے نہیں کہہ سکتا جیسے ہی کسی اجنبی کے سامنے پہنچتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے، بسا اوقات اجنبی صورت سے اس کا ننھا سا دل لرز جاتا ہے، شرم وحیا بہت اچھی صفات ہیں؛ مگر جو بچہ جتنا زیادہ شرمیلا ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ اجنبی شخص کو دیکھ کر گھبرائے گا اور مرعوب ہو جائے گا۔

پس معلمِ خیر اور مشفق استاذ کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ بچے کو اپنے سے مانوس کر کے اس کے دماغ کو مطمئن کریں اور اس کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کریں۔

پہلے ہی دن اس کی فکر نہ ہو کہ کچھ سبق ضرور پڑھا دیا جائے؛ بلکہ چند ایام اس کے ماں باپ کی زبان اور انداز میں ایسی باتیں کی جائیں جن میں بچے کا دل لگے، مثلاً تمھارے بھائی بہن کتنے ہیں؟ تمھیں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ تمھارے ساتھی کون ہیں؟ وغیرہ۔ اسی بات چیت کے دوران کچھ باتیں یاد کرائی جاسکتی ہیں۔

سوالات کے ذریعے اذہان کو مشغول کرنا

تعلیم کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ استاذ پڑھاتے وقت سوالات کے ذریعہ بچوں کے اذہان کو مشغول کردیں؛ تاکہ وہ جواب سوچیں، پھر ان سے جوابات سنیں اور ان کی تصویب کریں اگر جواب صحیح ہے؛ ورنہ صحیح جواب کی طرف رہنمائی کریں، اس انداز

سے طلبہ میں سوچنے اور اور غور و فکر کی عادت پڑے گی، زیرِ تعلیم مضامین اور بیانات میں دل چسپی اور شوق پیدا ہوگا۔ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم میں یہ اسلوب بھی اختیار فرماتے تھے۔

سبق کی کامیابی کا معیار

کسی بھی جماعت کے بچوں کا جائزہ لینے کا موقع ملتا ہے تو ناچیز تین مقداروں کا حال دیکھتا ہے:

① مقدارِ دل چسپی ؛ یعنی طلبہ نے کس قدر شوق و ذوق ظاہر کیا؟

② مقدارِ ذہنی تحریک ؛ یعنی طلبہ کی کس قدر ذہنی تربیت ہوئی ہے؟

③ مقدارِ واقفیت ؛ یعنی طلبہ کو بیان سے متعلق کتنی واقفیت ہے؟

تمام چیزوں کا مشاہدہ کا پوورا مکتب اور نورانی مکاتب کی ابتدائی کلاسوں میں آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔ تعلیم بذریعہ سوالات کا ایک بہتر نمونہ بھی ان شاء اللہ! دیکھنے کو ملے گا۔

سوالات کے اقسام

سبق کے لحاظ سے سوالات کی تین قسمیں ہیں:

① ابتدائی سوالات ؛ یعنی سبق شروع کرنے سے پہلے۔

② تعلیمی سوالات ؛ یعنی سبق کے دوران سوالات۔

③ امتحانی سوالات ؛ یعنی سبق کے اختتام پر جو سوالات کیے جاتے ہیں۔

سوالات کے فوائد

☆ابتدائی سوالات کے فوائد:

① استاذ کو معلوم ہوجاتا ہے کہ بچوں کو کیا کچھ آتا ہے اور کیا کچھ نہیں آتا۔

② نئی اور پرانی واقفیت کے درمیان تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔

③ طلبہ میں اظہارِ خیالات کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے۔

④ طلبہ کو پتہ چل جاتا ہے کہ ہمیں کیا آتا ہے اور کیا نہیں آتا۔

⑤ طلبہ میں شوق پیدا ہوجاتا ہے کہ سبق میں جم کر توجہ کریں گے۔

☆تعلیمی سوالات کے فوائد:

① طلبہ میں سوچنے کی تحریک ہوتی ہے۔

② نئی باتیں طلبہ خود دریافت کرتے ہیں۔

③ سبق کے دوران سوالات بعض مرتبہ طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے کرنے پڑتے ہیں۔

④ اور بعض دفعہ سوالات کسی نئی بات دریافت کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں؛ تاکہ طلبہ میں توجہ بڑھے اور دلچسپی بیدار ہوجائے۔

☆سبق کے اختتام پر سوالات کے فوائد:

① غلطیوں کی تصحیح ہوجاتی ہے۔

② باتیں ٹھیک ذہن نشین ہوجاتی ہیں۔

③ طلبہ نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کا اندازہ وامتحان ہوجاتا ہے۔

④ نامکمل مکمل ہوجاتا ہے۔

سوالات کرنے کا طریقہ

① سوالات ذوق وشوق کے ساتھ ہونے چاہیے؛ تاکہ طلبہ میں ذوق وشوق پیدا ہو۔

② سوالات مختصر ہونے چاہیے۔

③ سوال کا جواب نہ ملے تو اس سوال کو آسان عبارت میں پوچھیں، یا سوال کے دو حصے کرکے پوچھیں۔

⑤ سوالات کرنے کے بعد طلبہ کو سوچنے کے لیے موقع دیں۔

⑥ تمام جماعت سے مخاطب ہوکر سوال کریں؛ تاکہ جواب دینے میں تمام طلبہ حصہ لیں۔

⑦ سوالات شروع کرنے سے پہلے طلبہ سے کہہ دینا چاہیے کہ جس طالبِ علم کو جواب معلوم ہو وہ اپنا دایاں ہاتھ کھڑا کریں، یا اس کے علاوہ کوئی اور عمل جو استاذ کو اچھا لگے۔

⑧ جن طلبہ نے ہاتھ کھڑے کیے ہوں ان میں سے کسی ایک سے جواب پوچھیں؛ مگر اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ غافل وکاہل اور سست طلبہ کی طرف جنھوں نے ہاتھ کھڑے نہیں کیے توجہ ہی نہ کی جائے۔

⑧ ہوشیار اور ذہین طلبہ کی بہ نسبت کمزور اور سست طلبہ کو جواب دینے کا زیادہ موقع دیا جائے۔

توجہ پیدا کرنے میں مشکلات اور ان کا تدارک

پیچھے معلوم ہوا کہ تعلیم بذریعہ سوالات کا مقصد طلبہ کے اذہان کو مشغول کرنا اور زیرِ تعلیم مضامین و بیانات میں دل چسپی وشوق پیدا کرنا ہے؛ لیکن بعض دفعہ بعض طلبہ سبق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، ان کے اذہان کو مشغول کرنا مشکل ہوجاتا ہے، ذیل میں مشکلات کی وجوہات اور اس کا تدارک پیش کیا جاتا ہے:

(۱) مشکل: بعض طلبہ جسم کے کمزور ہوتے ہیں؛ اس لیے توجہ نہیں کر سکتے۔

تدارک: ایسے طلبہ سے کام لینا چاہیے، انھیں دھمکانا نہیں چاہیے؛ بلکہ ان کی طبیعت کو ابھارنا چاہیے۔

(۲) مشکل: بعض طلبہ بزدل اور ڈرپوک ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایسے طلبہ کو نہ اپنی لیاقت پر بھروسہ ہوتا ہے، نہ مدرس پر۔

تدارک: ایسے طلبہ سے حتی الامکان نرمی سے پیش آنا چاہیے اور ان سے آسان سوال پوچھنے چاہیے؛ تاکہ جواب دینے پر ان کی ہمت بڑھے۔

(۳) مشکل: بعض قدرتاً طبیعت کے سست ہوتے ہیں۔

تدارک: انھیں جواب دینے کا موقع زیادہ دیں؛ یعنی سوالات ان سے زیادہ کیے جائیں اور سبق کے امور میں ان کا استعمال زیادہ کیا جائے۔

(۴) بعض طلبہ ہوشیاری کی وجہ سے تیز طرار ہوتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے جواب دے دیتے ہیں۔

تدارک: ایسے طلبہ کو مشکل سوالات کریں؛ تاکہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں۔

جزا

نقد کی صورت میں انعام دینا ایک ترغیب ہے؛ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مثالی محرک نہیں ہے، انعام کے ذریعہ کام لینے سے ایک خطرہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انعام ہی کو مقصود بنالیتا ہے اور اصل مقصود بھول جاتا ہے؛ بلکہ بعض مرتبہ حرص اور طمع کی بری عادت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

سزا

یہ سلبی قسم کی ترغیب ہے، تاثیر کے لحاظ سے اگرچہ ایک آلۂ کار خیال کیا جاتا ہے؛ لیکن پھر بھی بعض حضرات اس کے استعمال کے حق میں نہیں ہیں، جو طالبِ علم خوف کی بنا پر کام کرتا ہے وہ خوف کی کیفیت جاتی رہنے کے بعد اس کام سے منہ موڑ لے گا۔

سزا کا طریقہ

یہاں اس کے طریقے پر گفتگو مقصود ہے، آگے ذکر کیا جاچکا ہے کہ سزا کو بطورِ محرک بہت کم استعمال کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اس کی تاثیر نہایت محدود ہے، سزا صرف اس وقت مفید ثابت ہوگی جب اس کے تمام ممکن نقصانات پر غور کرکے اس کی ضرورت کو محسوس کیا جائے اور پھر سزا کے طریقے اور اس کی مقدار کو منتخب کیا جائے۔

سزا کے دو طریقے ہیں: (۱) تعمیری (۲) جسمانی۔

تعمیری سزا

تعمیری سزا یہ ہے کہ سبق میں مذکور پانچ دس الفاظ کو دس دس مرتبہ لکھنے کا مکلف

بنایا جائے، اس تعمیری سزا کا اثر جسمانی سزا کی بنسبت زیادہ رہے گا، جسمانی سزا کا اثر تو چند منٹ یا صرف اس پریڈ تک رہے گا۔

جسمانی سزا

اگر کسی طالبِ علم کے بارے میں جسمانی سزا ہی تجویز ہوجائے تو سزا دینے میں بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ سزا غصہ اتارنے کے لیے نہیں؛ بلکہ طالبِ علم کی اصلاح کے لیے دینی ہے، جس سے صرف تادیب اور تہذیب مقصود ہو، تعذیب نہیں، اصلاح مقصود ہو، جذبۂ انتقام مقصود نہ ہو، رحم کرنا مقصود ہو، نہ کہ ظلم کرنا؛ حتی الامکان کوشش کریں کہ بچے کی اصلاح بغیر جسمانی سزا کے ہوجائے، اگر سزا کی ضرورت ہوتو چند باتوں کا خیال رکھا جائے:

① بچے کی عمر دس سال سے کم نہ ہو؛ اس لیے کہ نماز میں کوتاہی کرنے پر بھی دس برس کی عمر سے کم عمر والے بچے کو مارنے کی اجازت نہیں ہے تو کسی اور موقع پر بدرجۂ اولی اجازت نہیں ہوگی۔

② چھڑی کے ساتھ زبان نہ چلائیں، بہت سے اساتذہ چھڑی بھی چلاتے ہیں اور طعن وتشنیع بھی کرتے ہیں، یہ اسوۂ حسنہ کے بالکل خلاف ہے، نیز اصلاح اور تنبیہ کے وقت کوئی طرزِ عمل ایسا اختیار نہ کریں اور نہ ایسا کوئی فقرہ زبان سے کہیں کہ جس سے وہ بے تربیت بچہ مزید اخلاقی پستی کا شکار ہوجائے۔

نیز اس کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ وہاں موجود دوسرے بچے استاذ کا یہ طرزِ کلام اور یہ عمل اخذ کرتے ہیں اور اپنے بھائی بہن اور دوستوں کے ساتھ یہ طرزِ عمل اختیار

کرتے ہیں۔

③ مارتے وقت سر، چہرہ، سینہ، پیٹ اور شرم گاہ پر نہ ماریں۔

④ غصہ کی حالت میں نہ ماریں۔

⑤ دو ضربوں کے درمیان میں اتنا وقفہ ہو کہ پہلی مار کی تکلیف ختم ہو جائے۔

⑥ چھڑی درمیانی ہو۔

⑦ ایک ہی جگہ نہ ماریں؛ بلکہ مختلف مقامات پر ماریں۔

⑧ اس طرح ماریں کہ کھال نہ چھلے، خون نہ نکلے؛ بلکہ نشان بھی نہ پڑے۔

سزا دینے میں زیادتی اور کوتاہی

تعزیر کے متعلق ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض معلمین کے یہاں اس کی کوئی حد ہی نہیں، جب تک غصہ کی تسکین نہ ہو جائے سزا دیتے ہی چلے جاتے ہیں، انھوں نے تو یہ مثل یاد کرلی ہے ''ہڈی ماں باپ کی اور چمڑی استاذ کی''۔

شوہر کو محبت ہوتی ہے اور باپ کو شفقت، یہ اسباب ظلم کے کم کرنے والے ہو جاتے ہیں اور ان حضرات مدرسین کو نہ کوئی اندیشہ ہے، نہ کوئی محبت وشفقت، یہ سب سے بڑھ کر آزاد ہیں، ان کی تعزیر اور سزا دینے کی کوئی حد نہیں۔

بعض اساتذہ کا دستور ہے کہ لڑکوں سے دوسرے لڑکوں کو سزا دلواتے ہیں، مثلاً چپت لگواتے ہیں، یہ انتہائی غلط طریقہ ہے، اس سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہیں۔

نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کے معاملے میں خاص ہدایت

مکتب میں اکثر بچوں کی عمر دس سال سے کم ہوتی ہے؛ اس لیے جسمانی سزا کی گنجائش نہیں ہے، اگر بچے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو تب بھی ادارہ کی طرف سے مارنے کی اجازت نہیں ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے روزہ کی حالت میں بوسہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے منع فرمایا اور دوسرے نے اجازت چاہی تو اجازت دے دی۔ بات یہ ہے کہ مخاطب کے اختلاف سے احکام میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

نورانی مکاتب کے اساتذہ کے لیے سزا دینے کا طریقہ

اگر سزا دینا بہت ضروری ہو جائے تو ایک سزا آپ دے سکتے ہیں جس کو اٹھنا بیٹھنا کہتے ہیں، اس میں دو اصلاحیں ہو جاتی ہیں، جسمانی بھی کہ ورزش ہے اور اخلاقی بھی کہ اس سے زجر اور تنبیہ ہو جاتی ہے۔

مسابقہ

بچوں کی رہنمائی کے لیے ایسا کام ان کے سپرد کیا جائے جو ان کی استعداد اور ضرورت کے مطابق ہو، اس مقصد کے لیے اشتراکِ عمل ایک عمدہ ذریعہ ہے؛ لیکن اساتذۂ کرام کا اس کے برے نتائج سے آگاہ ہونا اور مشاہدہ سے کام لینا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ بسا اوقات اس سے حسد اور انتقام کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں جو جسمانی

صحت کے لیے بھی مضر ہیں۔

ترقی کی رفتار کا علم

جب کوئی طالبِ علم کسی کام میں بتدریج ترقی کر رہا ہو تو اس کو ترقی کی رفتار سے مطلع کرنا اور اس کی ہمت بڑھانا اس کا اصطلاحی نام ''کار آگاہی'' ہے، اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں: ایک تو اس سے بچوں میں کام کرنے کی مناسب تحریک پیدا ہوتی ہے اور انھیں اپنی غلطی کی اصلاح کا موقع مل جاتا ہے، اس محرک کا دوسرا روشن پہلو یہ ہے کہ طلبہ اپنا کام خود جانچنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

طلبہ کے کسی سوال کا جواب سننے کے بعد مدرس کا ہر اشارہ طلبہ کے لیے ایک اطلاع ہوتا ہے جس سے ان کے جوابات مستحکم ہو سکتے ہیں: شاباش، بہت خوب، یوں نہیں، اس کی عملی مثالیں ہیں۔

نوٹ: امتحان پرچوں کی شکل میں ہو تو جلد ان کی کاپی واپس کرنی چاہیے؛ تاکہ طلبہ اپنی غلطی اور ترقی پر مطلع ہو سکیں۔

معیارِ آرزو

کسی شخص کے کسی کام کے کر سکنے کے سلسلے میں توقعات مراد ہیں؛ یعنی ایک طرح کا مقصود جس کو کوئی شخص اپنی ہمت کے مطابق مقرر کر لیتا ہے۔ معیار صرف وہی سود مند ثابت ہوتا ہے جو نہ تو کسی کی استعداد سے اتنا پست ہو کہ وہ اس کے خاطر کام کرنا پسند ہی نہ کرے اور نہ ہی اتنا بلند ہو کہ اس حد تک پہنچنا اس شخص کے بس کی بات نہ ہو۔

محرکات کا ثبوت

محرکات کا استعمال حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی تعلیمات سے ثابت ہے، بہت سی احادیث اس پر شاہد ہیں، مثلاً ایک موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی قوتِ ارادی متحرک کرنے کے لیے فرمایا:

کلمتان حبیبتان الی الرحمن.

ترجمہ: دو کلمے رحمن کو پیارے ہیں۔

بتائیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے اس جملے سے زیادہ اور کونسا جملہ محرک ہوسکتا ہے؟

پھر آپ ﷺ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خفیفتان علی اللسان.

وہ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، اس کا ادا کرنا دشوار نہیں ہے، بہت آسان ہیں۔

پھر بطورِ ترغیب فوائد کا تذکرہ فرمایا:

ثقیلتان فی المیزان.

آپ ﷺ کے ان تین مبارک جملوں کے سننے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم وہ دو کلمے حاصل کرنے کے لیے تیار ہی نہیں، بے تاب تھے تو اب آپ ﷺ نے فرمایا:

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.

خود اعتمادی

جس بچے کو اپنے اوپر اعتماد ہے وہ ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے سامنا کرلے گا، معمولی ناکامی سے کام کی تحریک کو اور زیادہ قوی بنادے گا، عدمِ اعتماد خوف اور بزدلی کا

باعث ہے، ناکامی کا احساس بھی عدمِ اعتماد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

غور وفکر کا عادی بنانا

اس سے بچوں کی قوتِ فہم میں اضافہ ہوگا اور سوچنے کی قوت بڑھے گی، طبیعت کا انجماد ختم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بچے میں سوچنے کی کم وبیش قابلیت رکھی ہے، مدرس کا کام یہ ہے کہ سبق کے دوران اس سے کام لے اور اس کو اجاگر کرے۔

وقت کو مفید تر بنانا

معلم کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ وہ ایسا نظام اور پروگرام بنائے کہ بچوں کا کوئی لمحہ فائدہ سے خالی نہ ہو، بچے کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کا وقت ہے، اس کے ہر لمحہ کو کارآمد بنانا مدرس کے فرائض میں سے ہے، اس سلسلے میں بعض سفارشات پیش کرتا ہوں، ظاہر ہے کہ بغیر آرام کے کسی کام کی متواتر مشق کرتے رہنے سے تعلیم کے گراف میں حسبِ معمول ترقی کی رفتار باقی نہیں رہے گی، ہم سب جانتے ہیں کہ کام کی رفتار پر تکان کا اثر ضرور پڑتا ہے، جب کوئی شخص تھک جاتا ہے تو وہ کام فوراً بند کردیتا ہے، ایک بچہ مسلسل کتنی مدت تک کام کرسکتا ہے، اس کا تعلق شخصی حالات سے ہے؛ اس لیے ہم کوئی اصول نہیں بنا سکتے کہ اتنی مدت کے بعد سب پر تکان کی علامت طاری ہوگی؛ لیکن بعض اسباب ہیں جن کی مدد سے تکان کو رفع کیا جاسکتا ہے یا کم ازکم یہ کوشش کی جاسکتی ہے کہ تکان کے آثار جلد نمودار نہ ہوں۔

تکان کی قسمیں

تکان کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جسمانی تکان (۲) ذہنی تکان (۳) جھوٹی تکان (بوریت)۔

جسمانی تکان:

جب طالبِ علم مسلسل اور متواتر ایک جگہ پڑھتا رہتا ہے تو اس کے اعضا اکڑ جاتے ہیں اور مزید فعالیت کے قابل نہیں رہتے، یہ جسمانی تکان ہے۔

ذہنی تکان:

جب کسی ایک کام کو مسلسل طویل عرصہ تک کیا جائے تو اس سے یہ تکان پیدا ہوتی ہے؛ یعنی ایسے اسباب جن سے کچھ عرصہ متواتر کام کرتے رہنے سے ذہنی فعالیت ضعیف ہوجاتی ہے، طالبِ علم آخر وقت میں زیادہ غلطیوں کا مرتکب ہوتا ہے؛ حالاں کہ شروع میں اس سے غلطیوں کا ارتکاب نہیں ہوتا تھا، یہ ذہنی تکان کی علامت ہے۔

خلاصۂ کلام: تکان سے ایسے اسباب مراد ہیں جن سے کام کرنے کی رفتار میں کمی واقع ہو۔

نوٹ: مدرسے میں بچوں کو ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے پر مجبور کرنا درست نہیں، اس سے جسمانی تکان پیدا ہوتی ہے، اگر مختلف مضمونوں کے لیے کمرے مخصوص کر دیے جائیں تو اس سے بچے ایک جگہ بیٹھ بیٹھ کر اکتا نہیں جاتے، مثلاً ایک کمرہ قرآن پاک کے لیے، ایک کتاب کے لیے، ایک کمرہ متفرقات کے لیے، قرآن اور کتاب الگ الگ استاذ کے پاس ہو اور متفرقات کے لیے ایک کمرہ بنایا جائے جس میں احادیث، کلمات،

دعا و آداب، وظائفِ نماز، نماز کا طریقہ، فرائض، وغیرہ چیزیں لکھی ہوئی ہوں۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح کلاس اور مضمون کی تبدیلی سے ذہنی وجسمانی تکان سے بچے کو بچایا جاسکتا ہے؛ اگرچہ مدرسہ کے اوقات میں (خاص کر جب مدرسہ صبح میں ہو) ذہنی یا جسمانی تکان کے پیدا ہونے کے امکانات بہت کم ہیں؛ لیکن پھر بھی کوشش کرنی چاہیے، بچوں کو ذرا بھی ایسا موقع نہ دیں جن سے ان پر تکان کے آثار نمودار ہوں۔

مضامین کی تبدیلی:

اگر ایک ہی مضمون ہو تو تعلیم کی نوعیت بدل دی جائے، مضمون کی دل چسپی باقی رہے گی اور تکان کا احساس نہیں ہوگا۔

جگہ کی تبدیلی: تفصیل پیچھے ایک عنوان کے تحت ذکر کر دی گئی ہے۔

طلبہ میں غیر حاضر رہنے کی وجوہات

① ماں باپ کی غفلت، بچوں کو گھر پر کسی کام میں لگائے رکھنا۔

② آوارہ پھرنے کی عادت۔

③ دیر سے سونے اور اٹھنے کی عادت۔

④ سبق یاد نہ کرنے یا گھر کے دیے ہوئے کام نہ ہونے کی صورت میں سزا کا خوف۔

⑤ جماعت میں کمزور ہونے کی وجہ سے غیر حاضر رہنا۔

⑥ شریر لڑکوں کے خوف سے مدرسہ نہ آنا۔

⑦ والدین یا کسی سرپرست کا سر پر نہ ہونا۔

⑧ استاذ کے ساتھ طلبہ کا مانوس نہ ہونا اور اس سے خائف ہونا۔

طلبہ میں حاضری کی عادت ڈالنے کا طریقہ

① اساتذہ مدرسہ میں ٹھیک وقت پر آئیں؛ تاکہ طلبہ کے لیے نمونہ بن سکیں۔

② حاضری روزانہ وقت پر لگائی جائے۔

③ ماہانہ یا سہ ماہی جو بھی رپورٹ والدین کو بھیجی جائے اس میں حاضریاں درج کی جائیں۔

④ جو بچے غیر حاضر رہنے کے عادی ہوں ان کے والدین سے ان کی حاضری بڑھانے میں مدد لینی چاہیے۔

⑤ یومیہ حاضری کے نمبرات متعین کیے جائیں، مثلاً ایک دن کے چار نمبر، اس طرح ماہ کے ۲۵ ؍دن کے سو(۱۰۰) نمبرات ہوئے، مکمل نمبرات حاصل کرنے والے طالبِ علم کو ایک اسٹار (☆) دیا جائے اور مدرسے میں حاضری کا اسٹار حاصل کرنے والے طلبہ کے اسمائے گرامی بلیک بورڈ پر لکھے جائیں اور ہر تین ماہ پر اجتماعی اعمال میں ان کے نام کا اعلان کیا جائے اور کچھ نہ کچھ انعام کے طور پر دیا جائے، مثلاً: پنسل، قلم یا اور کوئی چیز دی جائے۔

انفرادی اختلافات

① تعلیم وتدریس میں انفرادی اختلافات کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے؛ کیوں کہ اس کے بغیر تمام بچوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع بہم نہیں پہنچائے

جا سکتے۔

۲ انفرادی اختلافات پر روشنی ڈالنے کا مؤثر ذریعہ ذہنی آزمائشیں ہیں، ان کی مدد سے متوسط، غبی، ذہین طلبہ کی بآسانی شناخت کی جاسکتی ہے۔

۳ انفرادی اختلافات مدرس کی انفرادی توجہ پر زور دیتے ہیں؛ تاکہ جماعت کا ہر طالبِ علم اپنی استعداد کے مطابق علم حاصل کر سکے۔

۴ جس طرح سست رفتار بچوں کو عام طور پر اپنے حال پر رہنے دیا جاتا ہے اسی طرح فطین اور غیر معمولی ذہانت والے بچوں کی تعلیم کا مناسب بندوبست نہیں کیا جاتا؛ حالاں کہ ان کی تعلیم کا خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

ذہین کی تعلیم کے تین طریقے مروج ہیں:

(۱) اسراع (۲) نصاب کی وسعت (۳) مستقل الگ جماعت کا قیام۔

اسراع

جس سے طلبہ کو ان کے ہم عمر سے آگے رکھنا مراد ہے، مثلاً ہم عمر بچے پانچویں جماعت میں پڑھ رہے ہوں تو اس کو ایک یا دو جماعت ترقی دے کر چھٹی یا ساتویں جماعت میں لے جانے کو ''اسراع'' کہتے ہیں۔

یہ طریقہ مکاتب کے لیے مفید نہیں ہے؛ کیوں کہ نصاب کی تکمیل کے ساتھ چند سال بچوں کو مدرسہ سے منسلک بھی رکھنا ہے، نیز جن بچوں کو اس طرح کی فالتو ترقی مل جاتی ہے ضروری نہیں ہے کہ ان کی جذباتی نشو ونما بھی ان کا ساتھ دے سکے؛ اس لیے جو بچے اپنے سے بڑی عمر والے بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ جذباتی

لحاظ سے ان کا ساتھ نہیں دے سکتے جس سے اور مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، جن کا حل بعض اوقات مدرس کے اختیار میں نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ تعلیم کے سلسلے میں نفسیات اس طریقے کو قبول نہیں کرتی ہیں۔

نصاب کی توسیع

نصاب کی توسیع: فطین بچوں کے مسائل کا بہترین حل ہے، وہ رہتے تو اسی جماعت میں ہیں جس میں ان کے ہم عمر موجود ہوتے ہیں؛ لیکن ان کا نصاب عام بچوں سے زیادہ ہوتا ہے، یہ اضافہ ان کی ذہنی تسکین اور تعلیم کی وسعت کا باعث ہوتا ہے؛ لیکن مدرس اس طریقے کے استعمال کے وقت یہ ضرور خیال رکھے کہ بعض ذہین بچوں کی قابلیت مدِ نظر رکھنے سے دوسرے بچوں میں اپنی کمی اور ناکامی کا احساس نہ ہو، بعض مرتبہ استاذ فطین کی طرف اتنی زیادہ توجہ دیتا ہے کہ دوسرے طلبہ اس سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں اور اسے طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

خاص جماعت کا قیام

ایک ایسی جماعت بنائی جائے جس میں صرف وہی بچے داخل ہوں جو ذہنی اعتبار سے برتری کا ثبوت دیتے ہیں؛ لیکن اس طریقے کی چند اپنی مشکلات ہیں:

پہلی پریشانی تو یہ ہے کہ ہمارے یہاں کوئی ایسا معیاری طریقہ موجود نہیں ہے جس کی مدد سے فطین بچوں کو عام بچوں سے جدا کیا جائے۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ ذہانت والے بچوں کی تعداد مدرسوں میں بہت کم ہوتی

ہے، اتنی کم کے ان کے لیے خاص جماعت کا قیام دشوار ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام: اپنے اپنے طور پر تینوں طریقے مفید ہیں؛ اگر چہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور پائی جاتی ہے، مدرس موقع اور محل کے مطابق خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ کونسا طریقہ بچوں کے لیے مفید ہے۔

قرآنی قاعدہ اور قرآن پاک کی جماعتوں میں فطین طلبہ کے لیے کونسا طریقہ بہتر ہے اس پر ان شاء اللہ! آگے طریقۂ تعلیم میں گفتگو کروں گا۔

تعلیم وتربیت کے لیے سامان

یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر کاریگر کے لیے اوزار اور ایک سپاہی کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے، بسولہ، آری کے بغیر بڑھئی، اور مقراض (قینچی) اور سوئی دھاگہ کے بغیر درزی، قلم ودوات کے بغیر منشی کیا کر سکتا ہے؟

مگر اکثر مکاتب میں دیکھا گیا ہے کہ لڑکے ہیں؛ مگر ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں، گرمی، سردی کا بچاؤ نہیں، نہ چٹائی کا نظم ہے، نہ تپائی کا، اکثر جگہ قابل اور لائق معلم نہیں، نہ طرزِ تعلیم درست ہے اور نہ کوئی تعلیم کا نصاب مقرر ہے اور سرپرستوں کو ان باتوں کی طرف بالکل توجہ نہیں ہے، اگر ذمہ دار حضرات صحیح تعلیم کا شوق رکھتے ہوں تو حسبِ ذیل اشیا بہم پہنچائیں:

(۱) ہر جماعت کے لیے ایک لائق استاذ۔

(۲) ہر جماعت کے لیے مستقل کلاس۔

(۳) ہر درس گاہ میں بہترین گرین بورڈ۔

④ مفردات و مرکبات کی اشکال کے اوراق ، نیز دیگر جماعت کے لیے ضروری اوراق اور حرکات، تنوین، سکون، تشدید کی علامات۔

⑤ مفردات و مرکبات کی تختیاں۔

⑥ مفردات اور مرکبات کے مختلف چارٹ۔

⑦ نصاب کی کتابیں اور کاپی وقلم وغیرہ پڑھنے لکھنے کا ضروری سامان۔

⑧ بہترین چٹائی اور مناسب ٹپائی۔

غرض کہ حتی الوسع جس چیز کی ضرورت ہو یا جو مفید ہو اس کے بہم پہنچانے کا نظم کیا جائے ؛ لیکن اساتذۂ کرام یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ جب تک تمام سامان جمع نہ ہوں تعلیم ہی شروع نہ کرائیں ، پہلے لوگوں کے پاس سامانِ تعلیم اس قدر نہ تھا ، پھر بھی ان کے حالات سن کر حیرت ہوتی ہے۔

نوٹ: (۱) تعلیمی نفسیات (۲) تعلیم کے محرکات (۳) تنبیہ اور اصلاح کا نفسیاتی پروگرام ، مذکورہ تینوں عناوین پر تفصیل کے لیے ایک آسان رسالہ "تعلیمی نفسیات" بحمد اللہ! آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

ان شاء اللہ! جلد آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

قرآنی قاعدہ پڑھانے
کا طریقہ

قرآنی قاعدہ کے چار کام

① حروف کی شناخت۔
② اعراب وعلامات کی شناخت۔
③ اعراب وعلامات کے مطابق الفاظ کی مع صحت خواندگی۔
④ قواعد کی تفہیم کرانا اور اس کے استعمال کا طریقہ سکھانا۔

معلمین کے پانچ اہم کام

① بچوں میں صلاحیت پیدا کرنا۔
② بچوں میں شوق پیدا کرنا۔
③ بچوں کے اوقات کو مفید تر بنانا۔
④ مطالعہ، مذاکرہ، محاسبہ کرنا۔
⑤ دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

قرآنی قاعدہ کے چار کام

قرآنی قاعدہ کے چار کام ہیں:

① حروف کی شناخت۔

② اعراب وعلامات کی شناخت۔

③ اعراب وعلامات کے مطابق الفاظ کی مع صحت خواندگی۔

④ قواعد کی تفہیم کرانا اور اس کے استعمال کا طریقہ سکھانا۔

قرآنی قاعدہ پڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ بچے عربی کلمات مع صحت پڑھنے لگیں اور ان میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

تجربہ شاہد ہے کہ جن بچوں کو قاعدہ اچھی طرح سمجھا کر پڑھا دیا جائے وہ قرآنی کلمات بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں اور آگے چل کر وہ قرآن پاک میں آسانی محسوس کرتے ہیں اور تھوڑی سی محنت سے وہ فر فر پڑھنے لگتے ہیں، اس کے برعکس جو بچے قاعدہ اچھی طرح سمجھ کر نہیں پڑھ پاتے انھیں قرآن مجید پڑھنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور وہ روانی کے ساتھ قرآن نہیں پڑھ سکتے، ظاہر ہے جو بچے ایک کلمہ نہیں پڑھ سکتے وہ مسلسل رواں کیسے پڑھ سکتے ہیں؟

اس لیے قرآنی قاعدہ کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے بچے عربی کلمات مع صحت پڑھنے لگیں اور ان میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

ناظرہ قرآن خوانی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ضروری امور

ناظرہ قرآن خوانی کے لیے اولاً عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت کا ہونا ضروری

ہے اور مع تصحیح عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے چار امور ضروری ہیں:

① حروف کی شناخت ② اعراب اور علامات کی شناخت ③ اعراب و علامات کے مطابق کلمات کی خواندگی ④ قواعد کی فہم اور ان کا استعمال۔

چوں کہ قرآنی قاعدہ پڑھانے کا مقصد ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا کرنا ہے؛ اس لیے ہر قاعدے میں مذکورہ بالا چار امور پر مشتمل بیانات ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ذمے دار حضرات آج کل ایک غلط فہمی کے شکار ہیں، جہاں تعلیم میں کمزوری محسوس ہوئی فوراً قاعدہ تبدیل کرنے کی بات سامنے آتی ہے اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ نیا قاعدہ شروع ہو گیا ہے؛ اس لیے اب تعلیم درست ہو جائے گی۔

یاد رہے! قاعدہ بے جان ہے اور پڑھانے والا استاذ جاندار ہے، اگر اس میں تدریسی جان ہے اور پڑھانے کی صحیح ترتیب سے واقف ہے تو کسی بھی قاعدہ سے وہ بچوں میں عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کر دے گا جو اصل مقصود ہے۔

اکثر یہ دیکھا گیا کہ بچوں نے قاعدہ مکمل کر لیا؛ لیکن وہ عربی کلمہ نہیں پڑھ سکتا، جو ناظرہ خوانی کا پہلا قدم ہے؛ اس لیے جتنے سال آگے بڑھتا جائے گا کمزوری میں اضافہ ہوتا جائے گا؛ اس لیے قاعدہ تبدیل کرنے کے بجائے پڑھانے کی ترتیب بدلیں، نیز استاذ اپنے میں تبدیلی لائے اور تجربہ کار لوگوں سے صحیح ترتیب معلوم کر لے تو بآسانی اپنے بچوں میں عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرے گا، جس سے بچے میں تمام قاعدے پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

احقر سے دوست احباب بطورِ مشورہ سوال کرتے رہتے ہیں کہ بچوں کے لیے کون سا قاعدہ مفید ثابت ہوگا؟ میں جواب میں کہتا ہوں کہ: اگر بچوں میں عربی کلمہ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کر دی جائے تو تمام قاعدے مفید ہیں۔

قاعدہ کا پہلا کام حروف کی شناخت

حروفِ تہجی شروع کرانے کی ترتیب

ہمارے گجرات کے اکثر دیہات میں جب بچہ ساڑھے تین سال سے تجاوز کرتا ہے تو والدین اس کو مدرسہ بھیجنا شروع کرتے ہیں؛ تاکہ وہ باقاعدہ مدرسے میں سالِ اول کے شروع کرنے سے قبل مدرسہ کا عادی بنے، وہ مسکین صرف مدرسہ کے اوقات میں بیٹھ کر خالی واپس ہوتا ہے اور اس طرح اس کا سال مکمل ہو جاتا ہے؛ اس لیے اب اکثر جگہ اسلامی بالواڈی (Primary KG) کے کلاس شروع کیے گئے ہیں جس میں ششماہی امتحان تک مفردات اور اس کے بعد مرکبات مکمل کرائے جاتے ہیں؛ تاکہ بچہ باقاعدہ جب اگلے سال داخلہ لے اس سے قبل حروف کی مکمل شناخت ہو جائے اور سالِ اول میں حرکات کے بیان سے تعلیم کا آغاز کیا جا سکے۔

اسلامی بالواڈی کے نصاب میں روضۃ الاطفال ان شاءاللہ! مفید ثابت ہوگی۔

زبانی تعلیم

بچہ اب تک محلے میں آزاد کھیلتا تھا، اب مدرسے میں اس کی آزادی ختم ہو رہی ہے؛ اس لیے اس کو مدرسہ آنا دشوار معلوم ہوتا ہے؛ اس لیے معلم کا پہلا کام بچے کو محبت

اور شفقت سے اپنے سے مانوس کر کے اس کی وحشت کو دور کرنا ہے۔ بچوں کو کہانیاں سننا بہت زیادہ پسند ہے؛ اس لیے مانوس کرنے کے لیے سچی کہانیاں سنائیں، اسی طرح وہ اشعار (نظمیں) پڑھنا بھی پسند کرتے ہیں؛ اس لیے چند روز اللہ کی حمد کے اشعار بچوں کو پڑھائیں، ان کے انداز میں اللہ کی کبریائی سمجھائیں، مثلاً! سوال کریں:

زمین کس نے بنائی؟ آسمان کس نے بنایا؟ اللہ کہاں ہے؟ کھانا کون کھلاتا ہے؟ وغیرہ، جب بچہ مانوس ہو جائے تو اب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائیں اور سمجھائیں کہ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ہے۔

عام طور پر یہ دستور ہے کہ بچہ جب مدرسہ آتا ہے تو فوراً پڑھائی لکھائی شروع کر دی جاتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ایک غیر مانوس حیوان کو پکڑ کر لے آئے اور لاتے ہی اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد دے، ظاہر ہے کہ وہ حیوان اس کے خلافِ عادت سلوک دیکھ کر گھبرا جائے گا اور اس سے چھٹکارا چاہے گا؛ لیکن اگر کچھ دن کھلانے پلانے، بہلانے، پھسلانے کے بعد رفتہ رفتہ اسے اس کے لائق کاموں سے مانوس کرتا جائے تو وہ آگے چل کر زیادہ کار آمد ثابت ہوگا۔

اسی طرح بچہ جب مدرسے کے ماحول میں آتا ہے تو اس کے لیے وہ بالکل اجنبی جگہ ہوتی ہے، وہ محسوس کرتا ہے کہ ماں باپ چھوٹ گئے، بہن بھائی جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتے تھے، اب دور ہو گئے، جن دوستوں کے ساتھ اپنے گھر کے سامنے اپنے محلے میں کھیلتا تھا وہ بچھڑ گئے، اب میں استاذ کے سامنے من مانی حرکتیں نہیں کر سکتا، اگر میں ایسا کروں گا تو مجھے ضرور سزا دیں گے۔

جب یہ کیفیت ہو تو ظاہر ہے کہ بچے کو اجنبی کام کا حکم دینا اور اس سے تعمیل کی توقع رکھنا یا اس کے سامنے ایسا کام پیش کرنا جس کو گذشتہ دورِ زندگی سے ربط نہ ہو بے معنی سی بات ہوگی۔

بس! بچہ جب پہلے مدرسہ آئے تو ایک مناسب وقت تک اس کی تعلیم زبانی ہوگی، اس مدت میں تعلیم بات چیت، کہانیاں، اشعار وغیرہ کی صورت میں ہوگی، جیسے اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

سبق پڑھانے کا طریقہ

حروف شناسی: حروف شناسی کے دو حصے ہیں: ① مفردات ② مرکبات۔

مفردات کا بیان

مفردات میں سب سے پہلے بچوں کو نقطوں کی پہچان مع گنتی کرائی جائے، اس کے بعد چار کاموں پر محنت کی جائے:

① کتابتِ حروف: سب سے پہلے لکھنا سکھایا جائے، مثلاً ب، ت، ث لکھنا پہلے سکھایا جائے، اس کے بعد اس کی شناخت کرائی جائے۔

② معرفتِ حروف: نقطوں کی تبدیلی کے ساتھ حروف کی پہچان کرائیں، ترتیبِ الف بائی کے بعد ترتیبِ معجمی کی مشق کرانے سے حروف کی شناخت میں نہایت پختگی ہوگی۔

③ صحتِ حروف: حروف کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ کی جائے۔

④ حفظِ حروف: حروفِ تہجی ازبر کرائے جائیں (زبانی سنے جائیں)

محنت کی ترتیب

سبق اجتماعی ہو اور محنت انفرادی، اس کے لیے بلیک بورڈ کا استعمال کیا جائے، یومیہ پانچ یا چھ بچوں سے بلیک بورڈ پر کام کرایا جائے؛ لیکن سوالات تمام بچوں سے کیے جائیں، اس طرح سبق اجتماعی ہوگا اور باری باری سب بچوں پر محنت ہوگی، اس طرح ایک ہفتے میں آپ ۳۰ / سے ۳۵ / بچے تیار کر سکتے ہیں۔ خودنمائی کے جذبے کی وجہ سے ہر بچہ خوشی خوشی بلیک بورڈ پر کام کرنا چاہے گا اور جواب بھی دینا چاہے گا۔

الف سے یا تک سبق مکمل ہو جانے کے بعد حروف کی شناخت میں پختگی کے لیے ترتیبِ معجمی کی مشق کرائی جائے، اس کا طریقہ ان شاء اللہ! آخر میں ذکر کیا جائے گا۔

① سبق پڑھانے کے لیے سیاہ یا سبز تختہ کا استعمال روزانہ کریں، بچوں کو سیاہ تختہ کے سامنے بٹھائیں، ایک طرف لڑکوں کو اور دوسری طرف لڑکیوں کو بٹھائیں، چھوٹے قد والے بچوں کو آگے اور لمبے قد والے بچوں کو پیچھے بٹھائیں۔

② پہلے دن نقطوں کی خوب پہچان کرائیں، نقطوں کی پہچان تین عدد تک گنتی کے ساتھ کرائیں، مثلاً ایک نقطہ، دو نقطے، تین نقطے۔ تمام بچوں کو گنتی کے ساتھ نقطوں کی پہچان ہو جائے تو پھر آگے پڑھائیں۔

ایک نقطہ اوپر	٭	ایک نقطہ نیچے	٭
دو نقطے اوپر	٭٭	دو نقطے نیچے	٭٭
تین نقطے اوپر	٭٭٭	☆☆☆	☆☆☆

③ نقطوں کی پہچان کے ساتھ الف لکھنا سکھائیں، اس کے بعد تین حروف:

ب، ت، ث پہلے تینوں شکلوں کولکھنا سکھائیں، پھر نام بتائیں؛ کیوں کہ لکھنے سے شکل خوب ذہن نشین ہوگئی ہے، اب اس کے بعد نام بتایا جائے تو بچہ کبھی بھی غلطی نہیں کرے گا، جیسے ایک بچہ اپنے والد اور والدہ یا بھائی بہن کی شکلیں دیکھتا رہتا ہے، پھر جب اس سے کہا جاتا ہے: یہ ابّا ہے، یہ امّی ہے، یہ بھائی ہے، تو یہ شکلیں اور یہ نام اس قدر ذہن نشین ہوتے ہیں کہ وہ اس میں کبھی غلطی نہیں کرتا۔

④ تینوں شکلوں کو جب لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیں تو مزید پختگی کے لیے بچوں کو سبز تختہ کی مدد سے سمجھائیں کہ تینوں کی شکلیں یکساں ہیں، صرف نقطوں سے ان کی پہچان ہوتی ہے، اگر ایک نقطہ نیچے ہو تو ب اور اوپر دو نقطے ہوں تو ت اور اوپر تین نقطے ہوں تو ث، اس طرح سمجھانے کے بعد پھر بچوں کو یہ بات سمجھائیں کہ ت کو ث بنانا ہو تو ایک نقطہ بڑھادیں اور ث کو ت بنانا ہو تو ایک نقطہ مٹادیں اور ب بنانا ہوں تو اوپر سے تمام نقطے مٹا کر نیچے ایک نقطہ لگادیں، جب بچوں کو اس طرح بار بار سمجھادیں تو اب مختلف بچوں کو کھڑا کر کے سوال کریں کہ: ت کو ث بناؤ! ث کو ت بناؤ! کیسے بنائیں گے؟ ب کو ت کیسے بنائیں گے؟ ب کو ث کس طرح بنائیں گے؟

اس طرح سوالات کرتے رہیں؛ تا آنکہ یہ حروف (ا، ب، ت، ث) کی مکمل شناخت ہوجائے، سبز تختہ پر یہ کام تمام بچوں کے پاس کرائیں، ہر کام پر حوصلہ افزائی فرمائیں، کام کی دل چسپی بڑھے گی، بہت شوق سے کام میں مصروف رہیں گے۔

⑤ ان چار حروف کے بعد مذکورہ طرز پر ج، ح، خ کو بطورِ سبق پڑھائیں، پھر د، ذ، پھر ر، ز، س، ش دو دو حرف جو ہم شکل ہیں بڑھاتے جائیں۔

⑥ روضۃ الاطفال میں ہر تین سبق کے بعد تمرینات ہیں جس سے حروف کی

شناخت اور حفظ میں مدد ملے گی، مثلاً خالی جگہ پُر کروائی جائے، سبز تختہ پر ایک سوال بنائیں، مثلاً:

(ا ___ ___ ث)

(___ ب ___ ___ ج)

(ا ___ ___ ___ ___ ج ___ ___ ___)

اور کسی بچے کے پاس پُر کروائیں۔

اسی طرح مختلف سوالات بنا کر بچوں کے پاس حل کرائیں۔

اسی طرح کے دیگر سوالات بلیک بورڈ پر لکھ کر بچوں کے پاس ان کی سلیٹ میں جواب لکھوائیں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سمجھا ہے اور کون نہیں سمجھا اور کونسا بچہ آپ کی محنت کا میدان ہے۔

غرض یہ کہ مختلف انداز سے حروف کی شناخت میں پختگی لانا ہے، ایک ہی طرز پر پڑھانے میں زیادہ دیر دل چسپی باقی نہیں رہتی اور بچوں کو سبق کی طرف متوجہ نہیں رکھ سکتے؛ اس لیے مختلف طریقوں سے بچوں کو تعلیم میں مشغول رکھنا ہے، اگر بچے کو کسی کام میں مشغول نہ کیا تو وہ نکمّا بیٹھا بیٹھا کچھ نہ کچھ شرارت کرے گا یا گھبرائے گا، اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اسے چھٹی دے دی جائے جس سے وہ راضی ہو کر دوسرے دن شوق سے مدرسہ آئے گا۔

ایک ساعت بھی نہیں وہ بیٹھتے خالی کبھی	کام لو ہر وقت ان سے ان کی عادت دیکھ کر
گر نکما چھوڑ دو گے؛ خالی بیٹھیں گے نہ وہ	شوخیاں سیکھیں گے، شوخوں کی شرارت دیکھ کر
ایک حالت میں نہیں وہ بیٹھ سکتے دیر تک	بعد تھوڑے کام کے دو کچھ فراغت دیکھ کر

⑦ تیسرا کام حروف کی ادائیگی درست کرانا؛ یعنی شناخت کے ساتھ حروف کی ادائیگی اور صحت کا خوب خیال کیا جائے، اکثر بچے ت کو ٹ پڑھتے ہیں، اسی طرح دال کو ڈال پڑھتے ہیں، پھر یہ کمی آگے بھی رہتی ہے، قرآن پاک کی جماعت میں پہنچنے کے بعد بھی یہ نقص باقی رہتا ہے۔

نیز حروف مشابہ الصوت؛ یعنی وہ حروف جن کی آواز ایک جیسی ہے مثلاً 'س ص'، 'ض، ظ' وغیرہ کی ادائیگی، ث اور س، ذ اور ز وغیرہ حروف کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں، بہت سارے بچے ان حروف کی ادائیگی میں فرق نہیں کر پاتے، ان حروف کا فرق نہایت اہتمام سے سمجھائیں؛ تاکہ اُن میں بخوبی امتیاز ہو۔

اسی طرح بعض بچے (س اور ش) (ت اور ط) (س اور ص) (ذ اور ظ) (ک اور ق) (ح اور ھ) کی ادائیگی میں فرق نہیں کرتے، ان تمام کا فرق جس طرح معلم حضرات باعتبار نقطوں کے سمجھاتے ہیں اسی طرح مخرج کے اعتبار سے (ادائیگی کے اعتبار سے) بھی سمجھا دیں، الغرض! ہر حرف کی ادائیگی کا خوب خیال رکھیں، استاذ ان حرفوں کا تلفظ خوب صحیح صحیح کریں تو بچے صحیح تلفظ کریں گے۔

بچوں کے اوقات کو مفید بنانے کا طریقہ

حروف شناسی اور قاعدہ کی جماعت کے وقت کو دو حصوں میں اولاً تقسیم کر دیا جائے: ① قاعدہ کے لیے ② محفوظات کے لیے۔

مثلاً مدرسہ کا وقت ۹۰/منٹ ہے تو قاعدہ کے لیے ۶۰/منٹ اور محفوظات میں ۳۰/منٹ۔

قاعدہ کے ۶۰ رمنٹ تین حصوں میں تقسیم کردیں:

① سبق کے امور سمجھانے کے لیے پندرہ (۱۵) منٹ۔

② انفرادی واجتماعی محنت کے لیے بچوں کو بورڈ پر استعمال کرنے میں تیس (۳۰) منٹ۔

③ حلقوں میں مشق کے لیے پندرہ (۱۵) منٹ۔

جیسے کسی استاذ کے پاس صرف حروف شناسی کی جماعت ہے اور اس میں مثلاً چالیس (۴۰) بچے ہیں تو اولاً ان کے پانچ یا چھ حلقے بنائیں، ہر حلقہ ذہین، متوسط، ادنی تینوں قسموں پر مشتمل ہو، سبق کے امور سمجھاتے وقت بچوں کو حلقوں کے اعتبار سے پانچ یا چھ لائن میں بورڈ کے سامنے بٹھائیں، سبق سمجھانے کے بعد ہر حلقے کے ذہین بچوں کو بورڈ پر استعمال کریں اور بورڈ پر کام کرائیں، مثلاً کہیں کہ:

ب لکھو، اب اس کو ت بنادو، ث بنادو، آگے اس کی ترتیب لکھی گئی ہے اس طرح دوسرے دن متوسط کو استعمال کریں اور تیسرے دن ادنی کو، اس طرح ہر دن چند بچوں پر انفرادی محنت ہوگی اور باقی پر اجتماعی محنت۔

جب آپ کسی ایک بچے کو بورڈ پر استعمال کریں تو دیگر بچوں کو بھی بورڈ کی طرف متوجہ رکھیں اور سوالات کرتے رہیں؛ تاکہ انفرادی واجتماعی محنت کا عمل جاری رہے۔

مشق میں لگانا

بچوں کو حلقوں میں بٹھادیں اور دو بچوں کو حلقے کا ذمّے دار بنائیں اور تمام حلقوں کو کام سپرد کریں، مثلاً کہیں: ا ، ب ، ت ، ث سلیٹ میں دس مرتبہ لکھو، کون

سے حلقے کے بچے اچھا لکھتے ہیں؟ کونسا حلقہ اول نمبر لاتا ہے؟ اس طرح کام دیں اور بچوں کو مشق میں لگائیں۔

محفوظات کا وقت

محفوظات کا نظام کتاب کے آخر میں ان شاء اللہ! ذکر کروں گا، یہاں صرف یہ یاد رکھیں کہ بچوں کی عمر کم ہے اور حروف کی شناخت کرائی جارہی ہے؛ اس لیے محفوظات کا نصاب کم رکھیں، قرآن پاک کی سورتیں ابھی زبانی کرانے کی ضرورت نہیں، وقت پر زبانی ہوجائیں گی، بچوں کو محفوظات کے وقت میں سبق آموز کہانیاں کہیں اور ذہن سازی کریں اور حمدیہ اشعار پڑھائیں۔

ایک غلط طریقہ

بعض اساتذہ صرف ایک دو مرتبہ الف، بے، تے، ثے کہلا کر کہہ دیا کہ: جاؤ یاد کرو۔ اب چھٹی کے وقت تک یہ مسکین کبھی روتا ہے، کبھی ہنستا ہے، کبھی شرارت، کبھی چھٹی لینے کے بہانے، کبھی پیشاب کا اشارہ، کبھی پانی کا۔ بھلا! وہ بچہ جو مکتب میں آنے سے قبل شب و روز آزاد تھا، ہر دم نیا مشغلہ تھا، وہ یہاں آکر الف، بے، تے، ثے میں لمبے وقت تک کیسے مشغول رہ سکتا ہے؟

اساتذہ کا یہ طریقہ ایک قید و پابندی ہے، تعلیم نہیں ہے۔

بعض جگہ تو ان بچوں کے لیے کوئی مستقل استاذ ہی نہیں ہے؛ بلکہ ہر استاذ کے پاس دو دو، چار چار بٹھا دیے جاتے ہیں، وہ صرف مدرسے میں کچھ وقت قید رہ کر خالی واپس لوٹتے ہیں، یاد رہے کہ وقت بچے کا قیمتی سرمایا ہے، اس کو مفید تر بنانا استاذ کی

ذمّے داری ہے، ان کے وقت کو مفید بنانے اور تعلیم میں مشغول رکھنے کے لیے مزاج شناسی کے اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔

خشک تعلیم و تعلم کو نہیں کرتے ہیں قبول	بیٹھے بیٹھے ایک ہی حالت میں ہوتے ہیں ملول
کھیل کی باتوں میں وہ تعلیم پاتے ہیں عجیب	آزمالو پہلے پھر دینا شہادت دیکھ کر
مادۂ تسلیم تو ان میں بہت ہے موجود	کام لو ان کی طبیعت اور رغبت دیکھ کر

ترتیبِ معجمی

''الف سے یا'' تک سبق مکمل ہو جانے کے بعد حروف کی شناخت میں پختگی کے لیے اور بچوں میں غور و فکر کی قوت پیدا کرنے کے لیے ترتیبِ معجمی کی مشق مفید ثابت ہوگی، اس کی ترتیب یہ ہے کہ ''الف سے یا'' تک بلیک بورڈ کے ایک کنارے پر پانچ لکیر میں پوری تختی لکھیں، پھر بچوں سے کہیں:

پہلی لکیر میں بغیر نقطے والے حروف کون کون سے ہیں؟ کون بتائے گا؟

خودنمائی کے جذبۂ فطری کی وجہ سے تمام بچے جواب دینا چاہیں گے، دو تین بچوں سے جواب طلب کرکے پہلی لکیر کے بغیر نقطے والے حروف کو بلیک بورڈ کے دوسرے کنارے لکھیں، آگے نقشے میں ترتیب دیکھ سکتے ہیں، پہلی لکیر میں دو حروف غیر منقوط ہیں: ا، ح، اسی طرح ہر لکیر میں سوال کرکے بغیر نقطے والے حروف بچوں کے پاس نکلوائیں جس سے ان کی سوچ میں اضافہ ہوگا اور شناخت میں پختگی، جب تمام حروف اس طرح ہر لکیر سے نکال لیں تو چند بچوں کے پاس اجتماعی پڑھائیں، چند روز میں یہ چودہ (۱۴) حروف بچوں کو زبانی ہو جائیں گے۔

ا	ب	ت	ث	ج	ح
خ	د	ذ	ر	ز	س
ش	ص	ض	ط	ظ	ع
غ	ف	ق	ک	ل	م
ن	و	ھ	ء	ي	

ا	ح	
د	ر	س
ص	ط	ع
ک	ل	م
و	ھ	ء

چند روز کے بعد حسبِ سابق ہر لکیر سے نقطہ والے حروف تلاش کروائیں، اسی طرح اوپر نقطہ والے حروف، نیچے نقطہ والے حروف، ایک نقطہ والے حروف، دو نقطے والے حروف، تین نقطے والے حروف، اوپر دو نقطے والے حروف، نیچے دو نقطے والے حروف تلاش کروائیں اور کاپی اور سلیٹ میں لکھوائیں اور یہ سوالات بھی بچوں سے کرتے رہیں۔

مختلف الوان میں ان تمام کے چارٹ درس گاہ میں آویزاں کیے جائیں؛ تاکہ دل چسپی کے ساتھ بچے ان سے اپنی کاپی یا سلیٹ میں لکھ سکیں۔

ذہنی حیات پیدا کرنے کی ضرورت

مکتبوں میں بچوں کے ذہن کو استعمال نہیں کیا جاتا؛ بلکہ رٹانے کا ماحول ہوتا ہے اور بچوں میں ذہنی حیات مفقود ہوتی ہے؛ اس لیے بچوں میں ذہنی حیات پیدا کرنے کے لیے بذریعہ سوالات ان کے اذہان استعمال کیے جائیں اور ان کو غور وفکر کا عادی بنائیں۔

مرکبات کا بیان

مرکبات میں تین کام انجام دینے ہیں:

① حروف کی مختلف شکلیں؛ یعنی اصل شکل کے ساتھ ابتدائی، درمیانی، آخری شکلوں کا ایک خاکہ بتائیں۔

② مشق فی الالفاظ؛ یعنی ہر شکل کی امثلہ قرآن سے تلاش کر کے بلیک بورڈ پر ذہن نشین کرائی جائیں۔

③ مشق فی القرآن؛ یعنی قرآن پاک کی ایک آیت، بعدہ ایک سورت بلیک بورڈ پر لکھ کر تمام حروف کی شناخت فرداً فرداً تمام بچوں کے پاس کرائیں، اس طرح بلیک بورڈ پر کم از کم پارۂ عم کی دس سورتوں میں حروف کی شناخت کرائیں، ناظرہ قرآن خوانی کے لیے یہ پہلی سیڑھی ہے۔

سورۂ بیّنہ سے سورۂ ناس تک ہر سورت کی ایک تختی بغیر اعراب کے جلی قلم سے کمپیوٹر پر ٹائپ کروالیں، پھر بچوں کی مختلف جماعت بنا کر ہر ایک کو ایک ایک تختی دے کر مطالعہ کی مشق کروائیں۔ مرکبات میں اتنی استعداد پیدا ہو جانی ضروری ہے کہ بچے قرآنِ مجید کے ہر ایک مقام سے بلا تأمل ایک ایک حرف کا نام پڑھتے جائیں، کہیں غلطی نہ کریں، اگر اس قدر استعداد پیدا نہ ہو تو سمجھیے ریت کے ٹیلے پر عمارت بنا رہیں ہیں جو اندیشہ سے خالی نہیں ہے۔

نوٹ: مرکبات میں بعض حروف ایسے ہیں جن کی مفرد کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے؛ گویا وہ کوئی نیا حرف ہے، جیسا کہ عین اور غین کی درمیانی اور آخری

شکل میں بچے اکثر غلطی کرتے ہیں، غین کی درمیانی شکل کو ف یا ق پڑھتے ہیں، اسی طرح جو عین آخر میں آتی ہے اس کو ح اور غین کو خ پڑھتے ہیں؛ اس لیے ان شکلوں کو تختہ پر لکھ کر سمجھائیں۔

مرکبات کا بھی ایک چارٹ درس گاہ میں ہونا چاہیے، بار بار ان شکلوں کو دیکھتے رہنے سے یہ شکلیں بخوبی ذہن نشین ہو جائیں گی۔ واضح رہے کہ تعلیم صرف زبان کا عمل نہیں ہے؛ بلکہ زبان کے ساتھ آنکھ کا بھی عمل ہے۔

نوٹ: مرکبات کے اختتام پر پارۂ عم یا قرآنِ پاک میں سے امتحان لیا جائے، اگر ان میں بچے کو حروف شناسی ہے تو اب سالِ اول میں داخلہ دیا جائے۔

مرکبات پڑھانے کی ترتیب

عربی زبان میں اکثر حروف جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان کی شکلیں بدل جاتی ہیں؛ اس لیے مفردات کی مدد سے مرکبات میں حروف کی شکلیں بلیک بورڈ کے استعمال سے خوب اچھی طرح سمجھائیں۔

مرکبات میں حروف کی مختلف شکلیں سمجھانے کے لیے:

① پہلے حروف کی اصلی شکل (مفرد حرف) کے مقابلے میں اُن کی (مرکبات میں) ابتدائی، درمیانی، اور آخری شکلوں کا ایک خاکہ بتائیں۔

② ۲۹ ؍حروف میں سے ۹ ؍حروف (د، ذ، ر، ز، ط، ظ، و، ء، ا) آدھے نہیں لکھے جاتے؛ اس لیے مرکبات میں ان کی شکلوں کی پہچان کرانے میں مستقل محنت کی ضرورت نہیں ہے، باقی ۲۰ ؍حروف کا سبق مجموعہ کے اعتبار سے

پڑھائیں، مجموعے یہ ہیں:

نمبر	مجموعہ	نمبر	مجموعہ
۱	ب ت ث ن ی	۵	ص ض
۲	ا ل	۶	ف ق
۳	ج ح خ	۷	ع غ
۴	س ش	۸	ک م

③ الف ، لام : ان دونوں کی شکلیں اس طرح سے سمجھائیں کہ بچے پہچان لیں کہ (لا) میں لام کہاں تک ہے اور الف کہاں تک۔

④ ب ت ث مفردات میں ہم شکل ہیں ؛ لیکن مرکبات میں ن ي بھی انھیں کے ہم شکل ہوتے ہیں، صرف نقطوں سے فرق ہوتا ہے، ان پانچ حروف کی ابتدائی شکل اور درمیانی شکل یکساں ہوتی ہے؛ البتہ آخری شکل مفرد حرف کی طرح ہوتی ہے۔

⑤ اس طرح ہر مجموعے کو سمجھا کر پڑھائیں اور سمجھائیں کہ نقطوں کی تعداد اور اوپر نیچے ہونے سے ہر حرف کا امتیاز ہوتا ہے۔

⑥ جب ایک مجموعے کی تمام شکلیں سمجھا دیں تو اس کی مشق کلمات میں کرائیں، اس کے قرآنی کلمات تلاش کر کے اپنی کاپی میں جمع کریں اور بلیک بورڈ پر لکھ کر شکلوں کی مشق کرائیں، اسی کا نام مشق فی الالفاظ ہے۔

الفاظ میں مشق کا نیا طریقہ

جب تمام مجموعوں کی شکلیں سمجھا لیں تو تیسرا کام مشق فی القرآن سے پہلے

ہمارے یہاں کا پودرا میں اساتذہ کو دیکھا کہ ایک بچے کو کھڑا کرتے ہیں اور اس کا نام بورڈ پر لکھ کر کہتے ہیں: ہم نے تمھارا نام لکھا ہے، دیکھو! تمھارے نام میں کتنے حروف ہیں؟ اور کون کون سے؟

اس طرح بچے کے ابا اور بھائی کے نام لکھ کر حروف کے متعلق سوالات کرتے ہیں جس سے تمام بچے متوجہ ہو کر نہایت شوق سے ایک دن میں تیس چالیس اسما میں حروف کی شناخت کر لیتے ہیں۔

⑦ اس کے بعد قرآنِ کریم میں مشق کرائی جائے: چند سطریں تختہ پر لکھ کر بچوں سے کہیں: یہ تمام حروف پہچانو!

جو نہ پہچان پائے اسے مرکب حروف کی شکلوں میں تلاش کرنے کو کہا جائے، یہ کام تمام بچوں سے الگ الگ کرایا جائے؛ تاکہ تمام حروف کی مختلف شکلوں کی پہچان میں پختہ استعداد پیدا ہو جائے اور یہ قرآن پڑھنے کی پہلی سیڑھی ہے۔

مرکبات پڑھانے کے بعد بچہ قاعدہ کے جو کلمات ہیں حرکات یا دیگر بیانات میں ان کے حروف کی شناخت خود کر لیتا ہے، اسی طرح پارۂ عم سے حروف پڑھائے جائیں تو پڑھ لیتا ہے تو سمجھو بچہ حروف شناسی کے اعتبار سے قرآن تک پہنچ گیا اور قاعدہ کا پہلا کام مکمل ہوا۔

اگر اس طور پر حروف کی شناخت نہیں ہوئی اور اسباق آگے مرکبات کے بیان سے متجاوز ہو گئے تو سمجھو بچہ قرآن سے قریب ہونے کے بجائے دور ہو گیا؛ اس لیے اساتذۂ کرام سے درخواست ہے کہ آپ بچوں کو قرآن پاک سے دور کرنے کا ذریعہ نہ بنیں؛ بلکہ صحیح ترتیب اختیار کر کے بچوں کو قرآن سے قریب کریں۔

اعراب اور علامات

ناظرہ قرآن خوانی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے دوسرا کام اعراب اور علامات کی شناخت اور اس کے مطابق الفاظ کی خواندگی یا یہ کہیں کہ قاعدہ کا دوسرا کام اعراب اور علامات کی شناخت اور اس کے مطابق الفاظ کی خواندگی ہے۔

ایک غلطی کی نشان دِہی

حروف شناسی کے بعد بچوں میں کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا یہ قاعدہ کا دوسرا کام ہے، جس کی ابتدا حرکات کے بیان سے ہو رہی ہے، اکثر مدرسین کے پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ یومیہ بچوں کو دو تین کلمات ہجہ رواں کے ساتھ پڑھا دیتے ہیں اور دوسرے دن ہجہ رواں کے ساتھ وہ دو تین کلمات سن لیے جاتے ہیں، اس طرح قاعدہ کے کلمات رٹائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے اندر کے کلمات تو پڑھ لیتے ہیں؛ لیکن باہر کے کلمات نہیں پڑھ سکتے، معلوم ہوا کہ بچوں میں کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی، چند کلمات پڑھنے کی ٹریننگ قاعدہ کا مقصود نہیں ہے؛ بلکہ کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا قاعدہ پڑھانے کا مقصد ہے۔

دوسری غلطی یہ ہو رہی ہے کہ ایک ہی جماعت کے بچوں کے اسباق مختلف ہوتے ہیں اور ہر بچہ آ کر خود اپنا سبق؛ یعنی کسی بیان کے دو تین کلمے ہجہ رواں کے ساتھ سنا دیتا ہے اور استاذ نے اسے کہہ دیا: جا! آگے یاد کر۔

ظاہر ہے کہ یہ بچہ مدرسہ شروع ہونے کے پندرہ منٹ میں سبق سنا کر فارغ ہو گیا، اب بقیہ وقت اس کا مدرسہ میں ضائع ہو رہا ہے، یہ غریب کبھی ہنستا ہے، کبھی روتا

ہے اور کبھی شرارت کرتا ہے، کبھی چھٹی لینے کے جھوٹے بہانے پیشاب اور پاخانہ کے بناتا ہے، بتائیں کہ وہ بچہ جو مکتب میں آنے سے پہلے آزاد تھا، ہر گھڑی اس کا نیا کھیل، ہر دم اس کا نیا مشغلہ تھا، وہ دفعتاً مکتب میں آکر دو گھنٹے (الف، با، تا، میں یا اَمَرَ بَلَغَ) دو تین کلمات میں کس طرح مشغول رہ سکتا ہے؟

اس غلط ترتیب کی وجہ سے نہ استعداد پیدا ہوتی ہے اور نہ بچے کے اوقات مفید تر بنائے جا رہے ہیں، اوقات مفید بنانے کے لیے سبق اجتماعی پڑھائیں اور سبق سننے کا عمل بھی اجتماعی ہو، جتنی دیر پوچھتے اور بتاتے رہو اتنی ہی دیر پڑھنا سمجھو، اس کے بعد جتنی دیر گذرے گی وہ ایک محض قید و پابندی ہے۔

اجتماعی سبق سننے اور پڑھانے کی ترتیب ان شاءاللہ! میں آگے ذکر کروں گا۔

معلمین کے پانچ اہم کام

تعلیم کے سلسلے میں معلمین کے پانچ اہم کام ہیں:

① بچوں میں صلاحیت پیدا کرنا۔

② بچوں میں شوق پیدا کرنا۔

③ بچوں کے اوقات کو مفید تر بنانا۔

④ مطالعہ، مذاکرہ، محاسبہ کرنا۔

⑤ دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

تعلیم کے لیے جو بھی ترتیب آپ اختیار کریں ان پانچ کاموں کو مدِ نظر رکھیں، حروف شناسی کے بیان میں جو ترتیب ذکر کی گئی ہے اس میں ان پانچوں امور کو مدِ نظر

رکھا گیا ہے اور آگے جو ترتیب ذکر کی جا رہی ہے اس میں بھی ان شاء اللہ! یہ پانچوں امور مدِ نظر رکھے جائیں گے۔

اکثر معلمین شکایت کرتے ہیں کہ بچے گھر پر رات کو پڑھتے نہیں اور سبق یاد نہیں کرتے، میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ: آپ بچوں میں کام کا شوق پیدا کرو اور کام کرنا سکھاؤ، پھر کام دو، ان شاء اللہ! کریں گے، کام کرنا سکھایا نہیں اور کام کا شوق پیدا نہیں کیا گیا اور کام دے رہے ہیں، قصور اپنا اور شکایت بچوں کی۔

حرکات کا بیان

اعراب تین ہیں: ① حرکات ② تنوین ③ جزم۔

اسی طرح علامات بھی تین ہیں:

① حروفِ مدہ ② حرکاتِ مدہ ③ تشدید۔

ہمارے یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کا پودرا میں پہلے اعراب کے تینوں بیانات پڑھائے جاتے ہیں، اس کے بعد علامات کے تینوں بیانات پڑھاتے ہیں، حروفِ مدہ کے ساتھ حروفِ لین کا بیان پڑھاتے ہیں، بچوں کا تحفہ حصۂ اول ان ہی سات بیانات پر مشتمل ہے، حروفِ قمری اور شمسی کا بیان حصۂ ثانی میں ہے، اگر بچے کو ان ساتوں بیانات کے ساتھ الف لام قمری و شمسی پڑھنے کا طریقہ بتا دیا جائے تو ان شاء اللہ! بچے میں عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت ہو جائے گی۔

حرکات کے بیان میں پانچ کام کرائیں:

① حرکات کی پہچان۔

② مفرد حروف کی رواں۔

③ دو حرفی کلمات کی مشق؛ یعنی دو حرف جوڑ کر پڑھنا سکھائیں۔

④ تین حرفی، چار حرفی الفاظ کی مشق۔

⑤ نقطے، حروف، پھر حرکات کی تبدیلی کر کے ایک لفظ سے کئی الفاظ بنوانا۔

حرکات کی پہچان کرانے کا طریقہ

① تینوں حرکتوں کے نام، شکل اور جگہ سمجھائیں۔

② بتائیں کہ زبر، زیر کی ایک ہی شکل ہوتی ہے، جگہ کا فرق ہے۔

③ سمجھائیں کہ جس حرف پر کوئی سی بھی حرکت ہو اس کو مُتَحَرِّک کہتے ہیں۔

④ بچے زبر کو "جبر" اور زیر کو "جیر" نہ بولیں۔

⑤ بورڈ پر کھڑا کر کے کہیں کہ: مثلاً ل لکھو، اس کو زبر کی حرکت دو، یا زیر یا پیش کی حرکت دو۔ اس طرح سے تمام بچوں کے پاس فرداً فرداً کام کروائیں۔

⑥ سوالات کریں:

[۱] حرکات کس کو کہتے ہیں؟

[۲] حرکات کتنی ہیں؟

[۳] زبر کو کیا کہتے ہیں؟ زیر کو کیا کہتے ہیں؟ پیش کو کیا کہتے ہیں؟

[۴] زبر کہاں آتا ہے؟ زیر کہاں آتا ہے؟ پیش کہاں آتا ہے؟

⑦ چند حروف بورڈ پر لکھ کر بچوں سے کہیں: کاپی میں ان تمام حروف کو زبر کی، یا زیر کی، یا پیش کی حرکت دو۔

زبر کی تختی کی ہجے اور رواں کرانے کا طریقہ

آگے بتایا کہ: مدرسہ کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں: ایک حصہ محفوظات کے لیے اور ایک حصہ قاعدہ پڑھانے کے لیے۔

قرآنی قاعدہ پڑھانے کا جو وقت ہے اس کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ سبق سمجھانے میں اور ایک حصہ بچوں کے استعمال کے لیے اور ایک حصہ مشق کے لیے، جیسے یہاں سبق ہے "مفرد حرف کی رواں سکھانا ہے" اس کے لیے بورڈ کا استعمال کریں، مثلاً بورڈ پر ایک حرف "ب"، لکھیں اور کسی بچے کے پاس پڑھائیں، پھر اس کو زبر کی حرکت دیں (بَ) اور بتائیں کہ اب اس کی آواز کیا ہوگی، اس طرح مختلف حروف لکھ کر حرکت لگا کر اور حرکت نکال کر حروف کی آواز کا فرق سمجھائیں، پندرہ منٹ سمجھا کر اب بلیک بورڈ پر بچوں کو استعمال کریں۔

بلیک بورڈ پر بچوں کے استعمال کا طریقہ

ایک بچے کو کھڑا کر کے اس کے پاس کوئی ایک حرف بورڈ پر لکھوائیں، مثال کے طور پر کہیں: م لکھو، اب اس کو پڑھو، کیا ہے؟ جواب: میم ہے۔ اب اس کو "مَ" بناؤ، پھر دوبارہ حرکت مٹا کر پڑھو، اس طرح مختلف حروف لکھوا کر بچوں کو سمجھائیں کہ: حرف کو بغیر حرکت کے کس طرح پڑھا جاتا ہے اور حرکت کے ساتھ کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

مشق میں لگانے کا طریقہ

بچوں کے حلقے بنائیں اور ہر حلقے میں جو بچے ذہین ہیں ان کو ذمّے دار بنائیں

اور کہیں کہ: ہر بچہ زبر کی تختی خود حل کرے اور پڑھے، ذمّے دار بچے سے کہیں: اپنے دوستوں کی مدد کرے اور زبر کی حرکت لگا کر اور نکال کر پوری تختی پڑھنے کو کہے اور خود استاذ بھی تمام حلقوں کی نگرانی کریں، الغرض! ہر بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق سبق حل کرنے میں لگے اس کا ماحول بنائیں۔

سبق سننے کا طریقہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کا پودرا میں قاعدہ پڑھانے والے اساتذہ ”کل سبق سنوں گا“ یا ”سبق سناؤ“ اس طرح کے کلمات کا استعمال کرنے کے بجائے ان سے کہتے ہیں کہ: آپ نے الف سے یا تک زبر کی پوری تختی خود پڑھ لی ہے، اب تم میں سے کون کھڑے ہو کر اپنے دوستوں کو بآوازِ بلند سنائے گا؟

بہت سارے بچے کھڑے ہوں گے، ان میں ایک سے کہیں: تم پانچویں لکیر کی رواں پڑھو، اس طرح کسی بچے کے پاس چوتھی اور کسی کے پاس دوسری اور کسی کے پاس تیسری لکیر پڑھائیں۔

بہر حال! زبر کی تختی نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں پڑھوا کر رواں کی خوب مشق کرائیں، جب بچے رواں پڑھنے لگے تو اب ہجہ کر کے پڑھائیں؛ تاکہ ہجہ کے ساتھ پڑھنا سمجھ لیں، مقصود رواں ہے، ہجہ نہیں۔

خلاصۂ کلام: مدرسہ کا جو وقت ہے اس میں استاذ ہر وقت بچوں کی رہبری کرتا رہے اور زیادہ سے زیادہ وقت تعلیم و تعلم میں گزرے اس کا خیال رکھیں۔

اکثر معلمین سبق پڑھا کر خالی بیٹھے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ: ہم فارغ

ہو گئے، لڑکوں کو زور زور سے چلّا کر پڑھنے کو کہتے ہیں، بچے بغیر سوچے سمجھے ایک ہی کلمہ زور زور سے چلا کر پڑھتے ہیں اور نظر چاروں طرف دوڑاتے رہتے ہیں، معلم اور دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں کہ بچے خوب پڑھ رہے ہیں؛ لیکن اس طرح پڑھنے اور شوروغل مچانے سے بے فائدہ دردِسری ہوتی ہے، استعداد بالکل پیدا نہیں ہوتی۔

دو حروف ملا کر پڑھنا سکھائیں

مفرد حرف کی رواں کے بعد اہم کام دو حرفی کلمات پڑھنے کی استعداد پیدا کرنا ہے؛ یعنی دو مفرد حرف کی آواز ملا کر پڑھنا سکھایا جائے، ایک مرتبہ ملا کر پڑھنا آسان ہو گیا تو باقی تمام بیانات بھی آسان ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ ایک بچے کو دو حرفی متحرک کلمہ پڑھنا نہیں آتا تو سہ حرفی، چار حرفی کلمہ ہرگز نہیں پڑھ پائے گا؛ اس لیے ہمارے یہاں کا پودرا میں اور نورانی مکاتب میں قاعدہ کے سہ حرفی کلمات پڑھانے سے قبل بچوں میں پہلے دو حرفی کلمہ ملا کر پڑھنے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔

جب تمام بچے زبر کی حرکت کو بلا تأمل رواں پڑھنے لگیں تو اب دو حرفی، پھر تین حرفی الفاظ کی مشق کرائیں:

(۱) مثلاً: سل لکھیں اور کسی بچے سے پڑھائیں، پھر سین پر زبر کی حرکت لگائیں (سَل) اور کہیں: کون رواں پڑھے گا؟ پھر لام پر زبر کی حرکت لگائیں (سَلَ) اور رواں پڑھوائیں، پھر پورے لفظ کو رواں پڑھنے کا کہیں، پھر ہجے کروائیں۔

(۲) اس طرح سے دو حرفی کئی الفاظ کی مشق کرائیں۔

③ پھر تین حرفی کی مشق کرائیں، مثلاً: جَعَلَ لکھیں اور سوال کریں کہ:

اس لفظ میں کتنے حروف ہیں؟ کونسے ہیں؟

پھر حرکتوں کے بارے میں سوال کریں، پھر بچے کے پاس پہلے حرف کی رواں پڑھائیں، اسی طرح دوسرے حرف کی رواں، پھر تیسرے حرف کی رواں، پھر پہلے دو کی رواں پڑھائیں، پھر آخری دو کی، پھر اخیر میں پورا لفظ پڑھائیں۔

④ مذکورہ طریقے کے مطابق بلیک بورڈ پر روزانہ بیس مثالیں حل کرائیں اور ہر دن کم از کم پانچ بچے کے پاس بورڈ پر دس دس منٹ محنت کرائیں، اس طرح سے روزانہ ۵ / پر خصوصی محنت اور بقیہ پر عمومی محنت ہوگی۔

مشق میں لگانے کا طریقہ

دو حرفی کلمات میں بچوں کو بورڈ پر استعمال کا طریقہ آگے بتایا گیا، مشق میں لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جماعت کے ذہین بچوں کو قریب بلائیں اور کتاب میں جو سہ حرفی کلمات ہیں مثلاً: صَدَقَ ، وَعَدَ ، خَلَقَ ، عَبَدَ ، سَجَدَ ، ان کے اول دو حروف ملا کر پڑھنے کو کہیں، جیسے: صَدَ ، وَعَ ، خَلَ ، عَبَ ، سَجَ ، جب ان کو سمجھ میں آجائے تو ان سے کہیں کہ: اس طرح حلقوں میں اپنے ساتھیوں کو سمجھائیں اور امثلہ پڑھائیں، حلقے میں پانچ بچوں میں سے ایک پڑھے اور باقی سنیں، اس طرح دو حرفی کلمات کی کافی مشق ہوگی۔

جب سہ حرفی کلمات کا سبق شروع کرائیں اور بلیک بورڈ پر سہ حرفی کلمات کی مشق کرائیں تو حلقوں میں کتاب کے سہ حرفی کلمات بچوں کو خود حل کرنے دیں اور

کلمات کی مقدار متعین کردیں کہ اس طرح یومیہ کتنے کلمات بچوں کے پاس حل کرائیں؟

⑤ نقطے اور حروف کی تبدیلی کرکے ایک لفظ سے کئی الفاظ بنوانا۔

چند ایام اس طرح محنت کرانے کے بعد جب بچوں میں سمجھ پیدا ہوجائے تو اب محنت کی ترتیب بدل دیں، مثلاً:

① ایک لفظ فَعَلَ بورڈ پر لکھیں اور کسی بچے کے پاس رواں پڑھائیں، جب پڑھ لے تو پیچھے سے الٹا پڑھائیں، پھر حروف کے نیچے نمبرات کی تبدیلی اور حروف کی تبدیلی سے مختلف الفاظ بنا کر پڑھوائیں، اس سے بچوں کی سمجھ میں کافی اضافہ ہوگا اور وہ غور وفکر کے عادی بنیں گے۔

بطورِ نمونہ ایک نقشہ دیا جاتا ہے:

فَعَلَ	فَعَلَ	فَعَلَ	فَعَلَ
//	//	//	//
2 1 3	2 3 1	1 3 2	3 1 2

② لفظ کے نقطوں کی تبدیلی کے ساتھ بھی مشق کروائیں۔

③ بچوں میں زبر کا بیان پڑھنے کی قوت پیدا کی جائے، اس طور پر کہ ہر بچہ پانچ سیکنڈ میں ایک تین حرفی لفظ بغیر سوچے صحیح پڑھ لے؛ اس لیے زبر کا بیان کم از کم ایک مہینہ پڑھایا جائے۔

④ یہ کوشش بھی کی جائے کہ: زبر کی حرکت والا کوئی بھی لفظ قرآن کریم میں یا کہیں بھی ہو بچہ پڑھ سکے۔

⑤ زبر کے بیان میں استعداد پیدا ہو جانے کی وجہ سے زیر اور پیش کا بیان سابقہ ہدایتوں کے مطابق صرف ایک ہفتے میں پورا ہو سکتا ہے۔

⑥ جیسے زبر کے بیان میں حروف اور نقطوں کی تبدیلی سے الفاظ بناتے تھے اسی طرح ان دونوں (زیر، پیش) میں حرکات کی تبدیلی سے مختلف الفاظ بچوں سے بنوائیں۔

⑦ اس کے بعد متحرک کلمات پارۂ عم میں تلاش کروائیں اور پڑھوائیں؛ تاکہ بچے کی استعداد کا اندازہ ہو۔

ضروری تنبیہ

① بچوں میں زبر کا بیان پڑھنے کی قوت پیدا کی جائے، مدرسہ تعلیم الاسلام کا پودرا میں زبر کا بیان کم از کم چالیس دن پڑھایا جاتا ہے، ان ایام میں کوشش کی جاتی ہے کہ کلاس کا ہر بچہ پانچ سیکنڈ میں ایک سہ حرفی لفظ بلا تامل صحیح پڑھ لے۔

نیز یہ کوشش بھی کی جاتی ہے کہ زبر کی حرکت والا کوئی لفظ قرآن میں یا جہاں ہو پڑھ سکے، جب یہ قوت پیدا ہو جاتی ہے تو اب نصابی کتاب معلم الاطفال سے حرکات کا بیان خود بچوں کے پاس پڑھوایا جاتا ہے، روزانہ دو چار الفاظ کا سبق رٹایا نہیں جاتا، بہت سے اساتذہ کتاب میں مذکور آٹھ دس الفاظ رٹا دیتے ہیں، اس کو تعلیم کا اعلی معیار شمار کیا جاتا ہے؛ حالاں کہ بچے میں بالکل استعداد پیدا نہیں ہوئی ہے؛ اس لیے دوسری کتاب میں کسی لفظ کے متعلق سوال کیا جائے تو وہ کہہ دیتا ہے: میں نے نہیں پڑھا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض معلمین ایک دو لفظ پڑھا کر خود کو فارغ سمجھتے ہیں اور

بچوں کو کہتے ہیں: پڑھتے رہو۔ بچے بغیر سمجھے ایک ہی کلمے کو زور زور سے چلّا کر پڑھتے رہتے ہیں اور نظر چاروں طرف دوڑاتے ہیں، استاذ؛ حتی کہ صدر مدرس بھی یہ سمجھتا ہے کہ تعلیم ہو رہی ہے، دیکھنے والے بھی خوش ہیں کہ بچوں پر محنت ہو رہی ہے؛ حالاں کہ یہ ایک شور ہے، تعلیم نہیں، اس طرح استعداد پیدا نہیں ہوتی۔

کسی کو یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ اگر زبر کے بیان میں اتنا وقت لگ جائے گا تو نصاب کیسے پورا ہوگا؟ جب بنیاد پختہ ہوجائے گی اور بچوں کی فہم اور استعداد میں اضافہ ہوجائے گا تو نصاب تو ان شاء اللہ! وقت سے پہلے پورا ہوجائے گا۔

(۲) بہت سے بچے ذہنی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں، بہت سی مرتبہ گھریلو حالات، مثلاً والدین کا آپسی جھگڑا یا پڑوسی کا ان کے والدین سے جھگڑنا، اسی طرح محلے کے ماحول سے بچوں کے ذہن پر بہت برا اثر ہوتا ہے، مطالعۂ احوال سے ان کی مشکلات کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ذہنی پریشانی کے باعث بچہ کبھی جلدی سمجھ نہیں پاتا اور جلدی جواب نہیں دے پاتا، بعض معلمین یہ فیصلہ کرلیتے ہیں کہ یہ کند ذہن ہے، پھر اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی، کمزور سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ مسکین تعلیم سے محروم رہتا ہے؛ حالاں کہ یہ بچہ آپ کی شفقت کا زیادہ محتاج ہے، استاذ کا پیار اور محبت اس کی تسکین کا سامان ہے، جب آپ شفقت کے ساتھ اس کے ذہن کو حاضر کرنے کی کوشش کرکے بورڈ پر اس سے کام لیں گے تو ان شاء اللہ! ایک اچھا نتیجہ حاصل ہوگا، پھر آپ اس بچے کو ذہین پائیں گے۔

③ صحت اور ادائیگی کا پورا خیال کیا جائے، قاعدہ میں صحتِ لفظی کا خیال نہ کیا گیا اور بچے یوں ہی غلط سلط ہی ادا کرتے رہے اور اسی حالت میں قاعدہ ختم ہوگیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تعلیم کی بنیاد ٹیڑھی رکھی ہے؛ اس لیے بنیاد ہی سے صحیح تلفظ کا عادی بنایا جائے؛ کیوں کہ ایک ایک لفظ کے ادا کرتے وقت الفاظ صحیح ادا نہ کر سکے تو ظاہر ہے کہ مسلسل اور رواں عبارت ہرگز صحیح نہیں پڑھ سکیں گے۔

قاعدہ ہی میں صحتِ لفظی کا خیال قرآن پاک کی بڑی خدمت ہوگی۔

④ حرکات کھینچنے سے روکیں:

بچے زبر، زیر، پیش کی حرکت کو کھینچ کر نہ پڑھیں اس کا بھی خاص خیال رکھیں، عموماً بچے حرکات کھینچ کر ادا کرتے ہیں جس طرح الف، واو، ی کو کھینچا جاتا ہے۔

نیز اس کا بھی خیال رکھیں کہ حرکات بہت جلد ادا نہ کریں کہ آخر میں ہمزہ کی آواز پیدا ہوجائے، بہت سے اساتذہ حرکت کو اتنا جلدی ادا کرواتے ہیں کہ حروف ادا ہوتے وقت ایک جھٹکے کے ساتھ ادا ہوتے ہیں، جیسے ہمزہ ساکنہ کے ادا کرتے وقت ایک جھٹکا ہوتا ہے؛ اس لیے خاص توجہ کریں کہ بچے حرکتوں کو نہ تو ان کی مقدار سے زیادہ کھینچیں اور نہ آخر میں ہمزہ کی آواز نکالیں، اس معاملے میں لاپرواہی نہ کریں۔

⑤ مجہول ادا کرنے سے بچایئے:

عربی لہجے کے موافق اس طرح پڑھنا چاہیے کہ زیر کی کشش سے یائے معروف اور پیش کی درازی سے واوِ معروف پیدا ہو؛ یعنی زیر اور پیش والے حرف کی ادائیگی معروف ہو، مجہول نہ ہو۔

پیش دونوں ہونٹوں کے پوری طرح گول ہونے سے ادا ہوتا ہے، پھر ہونٹوں

کا دائرہ جتنا کم ہوگا پیش اتنا ہی صحیح اور معروف ادا ہوگا، اس کے برعکس دائرہ جتنا کشادہ ہوگا اتنا پیش مجہول ادا ہوگا؛ اس لیے آپ یہ کوشش کریں کہ بچہ ہونٹوں کا دائرہ کم سے کم رکھ کر ضمہ صحیح ادا کریں۔

پُر حرف پُر اور باریک حرف باریک ادا کرنے کی تاکید فرمائیں ؛ بالخصوص حروفِ مستعلیہ کو پُر پڑھنا اور بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ ان کو پُر نہ پڑھا جائے تو حرف بالکل ناقص ادا ہوتا ہے یا دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے۔

⑥ جب بچے ہجے کا طریقہ سیکھ لیں تو اب زیادہ رواں کی مشق کرائیں اور رواں کا عادی بنائیں، اگر بچہ ہجے کا عادی بن گیا تو آگے چل کر قرآن میں روانی کا لانا مشکل ہوگا۔ بہت سی جگہ دیکھا ہے کہ تختہ پر کوئی لفظ لکھ کر پوچھا جائے: یہ کیا لکھا ہے؟ تو جو بچے ہجے کے عادی ہیں وہ ایک دم بلا تأمل پڑھ نہیں پاتے؛ بلکہ ہجے کر کے کچھ دیر کے بعد جواب دیتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہجے بالکل ترک کر دیں؛ بلکہ اس کا طریقہ تو سکھائیں؛ تاکہ ضرورت کے وقت بچہ ہجے کے ذریعہ کسی لفظ یا آیت کو حل کر سکے؛ البتہ اس کا عادی نہ بنائیں۔

الغرض! رواں مقصود اور منتہیٰ ہے، بہت سے اساتذہ نے ہجے کو مقصود بنالیا، یہ غلط فہمی ہے۔

خلاصۂ کلام:

① بعض بچے کسی ذہنی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جلد سمجھ نہیں پاتے، ان کے بارے میں کند ذہن ہونے کا فیصلہ کر کے ان پر سے توجہ نہ

ہٹائیں۔

② صحتِ ادائیگی کا خوب خیال کریں اور بچوں کو صحیح تلفظ کا عادی بنائیں۔

③ حرکات کو کھینچ کر پڑھنے سے روکیں اور جلدی پڑھنے کی خوب تاکید کریں، اس معاملہ میں رعایت نہ کریں۔

④ حرکات کو جلدی ادا کرنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی جھٹکے کی آواز سے بھی روکیں۔

⑤ عربی لہجے کے موافق معروف پڑھنے کی عادت ڈالیں، مجہول پڑھنے سے روکیں۔

⑥ اسی طرح پُر حروف کو پُر اور باریک کو باریک پڑھنے کی تاکید فرمائیں۔

⑦ بچے جب ہجے کا طریقہ سیکھ لیں تو زیادہ رواں کی مشق کرائیں اور بلاتأمل رواں پڑھنے کا عادی بنائیں؛ ورنہ آگے چل کر روانی کا لانا مشکل ہوگا۔

⑧ الغرض! بچوں میں روانی سے پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوجانا اس طریقۂ تعلیم کا اصل مقصود ہے، ہجے کروانا مقصود نہیں ہے، اسی طرح کوئی بھی قاعدہ پڑھانا اصل مقصود نہیں؛ بلکہ اس طور پر قاعدہ پڑھانا ''ناظرۂ قرآن خوانی'' کا وسیلہ ہے۔

نوٹ: تنوین کے بیان سے پہلے محنت کی صحیح ترتیب کا ایک خاکہ پھر ذکر کردیتا ہوں۔

محنت کی ترتیب

کلاس کے تمام بچوں پر انفرادی و اجتماعی محنت کی جائے، ہر بیان میں چند امور

پر محنت کرنی ہے؛ لہٰذا ہر امر کو لے کر کلاس کے تمام بچوں پر عمومی وخصوصی محنت کریں:

① جماعت کے حلقے بنائیں:

عمومی وخصوصی محنت، اجتماعی وانفرادی محنت کے لیے کلاس کے بچوں کو پانچ حصوں میں تقسیم کردیں، مثلاً کسی جماعت میں چالیس (۴۰) بچے ہیں تو ہر حصے میں آٹھ بچے رہیں گے، ان میں تین ذہین، تین متوسط اور دو کمزور، ان آٹھ بچوں کا ایک حلقہ ہوگا، اگر بچے کم ہوں تو حلقے میں بچوں کی تعداد کم کردیں اور زیادہ ہوں تو حلقے کے بچوں کی تعداد بڑھادیں، اگر کلاس کے بچوں کی تعداد بہت کم ہو تو حلقہ کی تعداد بھی کم کردی جائے، مثلاً کلاس میں صرف بیس بچے ہیں تو تین حلقے بنائیں اور چالیس سے زائد ہیں تو چھ حلقے بنائیں۔

واضح رہے کہ یہ حلقے ہر امر پر انفرادی واجتماعی محنت کے لیے ہیں، سبق تو تمام حلقوں کے تمام بچوں کا ایک ہی ہوگا، حلقے بنانے سے سبق کے اعتبار سے تمام بچوں کو الگ کرنا مقصود نہیں ہے۔

② حلقوں کا استعمال کریں:

ہمارے ملک میں ایک ہفتے میں چھ دن پڑھائی کے ہیں اور ایک دن تعطیل کا اور دوسرے ممالک میں پانچ دن پڑھائی کے ہیں اور دو دن تعطیلات ہوتی ہیں؛ اس لیے ہر دن ایک حلقے پر خصوصی محنت ہوگی اور باقی چار حلقوں پر عمومی، اگر کسی بیان میں کوئی امر آسان ہے تو ایک دن میں دو حلقے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں، یہ استاذِ محترم کی صواب دید پر موقوف ہے، تجربہ کار استاذ ایک دن میں تمام بچوں پر اجتماعی محنت کے

ساتھ کئی بچوں پر انفرادی محنت کر لیتا ہے، فکر و دھن کے ساتھ ترتیب ہو تو سب کچھ آسان ہے۔

③ حلقوں کے استعمال کا طریقہ:

استعمال کے دو مرحلے ہیں:

[۱] پہلا مرحلہ: جس امر پر آپ محنت کرنا چاہتے ہیں اس کو دس منٹ بلیک بورڈ پر سمجھائیں مثلاً حرکات کے بیان میں چند امور پر محنت کرنی ہے:

(۱) حرکات کی شناخت۔

(۲) مفرد حرف کی رواں۔

آپ تمام بچوں کو مفرد حرف کی رواں سکھانا چاہتے ہیں تو آپ دس منٹ پہلے سمجھائیں کہ کسی حرف پر زبر کی حرکت لگتی ہے تو اس کی آواز کیسی ہوتی ہے؟ اور جب حرکت حرف سے ہٹا دی جائے تو اس کی آواز کیسی ہوتی ہے؟ چند حروف بورڈ پر لکھ کر سمجھائیں۔

(۳) تمام حلقوں میں سے ایک حلقے کے ایک بچے کو بورڈ پر استعمال کے لیے طلب کریں، مثلاً زید کو طلب کر کے کہیں کہ: بورڈ پر لام لکھو۔ جب وہ لکھ لے تو کہیں کہ: اس کو لَ بناؤ، پھر دیگر بچوں سے سوال کریں کہ: زید نے کیا لکھا ہے؟

جواب ان حلقوں کے بچوں سے طلب کریں جن کو آج بورڈ پر استعمال نہیں کیا جائے گا؛ یعنی زید کے حلقے کے علاوہ دیگر حلقوں کے بچوں سے جواب طلب کریں، دوسرے لفظوں میں جن پر آج عمومی محنت ہوگی ان سے جوابات طلب کیے جائیں، پھر

زید سے کہیں مَ لکھو۔ اب اس کو میم بناؤ، پھر دیگر بچوں سے سوالات کریں، اس طرح ایک بچے کو پانچ منٹ یا سات منٹ استعمال کریں۔

اگر ذہین طالبِ علم وہ امر سمجھا ہوا ہے تو اس کو صرف تین، چار منٹ استعمال کر کے بقیہ وقت کمزور پر محنت کرنے میں صرف کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ جب آپ ایک امر کو لے کر ایک دن میں ایک حلقے پر محنت کریں گے تو دوسرے حلقوں کے ذہین طلبہ کو وہ امر ذہن نشین ہو جائے گا اور اُس امر پر دو تین دن محنت کے بعد دوسرے حلقوں کے متوسط بچوں کو بھی وہ امر ذہن نشین ہو جائے گا؛ لہذا آپ کی محنت کا محل اور آپ کی توجہ کا مرکز صرف کمزور بچے رہیں گے۔

الغرض! اس طرح ہر دن میں ایک حلقے پر؛ یعنی آٹھ بچوں پر خصوصی اور بقیہ ۳۲/ بچوں پر عمومی محنت ہوگی، نتیجۃً ایک ہفتے میں ایک امر کے اعتبار سے تمام بچوں پر انفرادی محنت ہو جائے گی، بس اسی طرح دوسرے ہفتے میں دوسرا امر لیں اور مذکورہ ترتیب کے مطابق انفرادی واجتماعی محنت کریں۔

بعض مرتبہ ہمارے یہاں اساتذہ ایک دن میں صرف تمام حلقے کے ذہین طلبہ کو استعمال کرتے ہیں، دوسرے دن متوسط، بعدہ ادنی کا استعمال کیا جاتا ہے، یہ ترتیب زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ دو دن کے بعد کمزور بچہ بھی وہ امر جس پر محنت ہو رہی ہے وہ سمجھ چکا ہوگا، اب بورڈ پر کام کرنے سے اس میں اور پختگی پیدا ہوگی۔

ایک اہم بات

ایک دن میں ایک حلقے کے بچوں کو استعمال کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے

کہ دوسرے حلقے کے بچوں کا استعمال نہ کیا جائے؛ بلکہ یہ کم سے کم محنت کا درجہ ہے کہ ایک امر کے اعتبار سے کم از کم ایک دن میں ایک حلقے کے بچوں پر خصوصی محنت کی جائے، اگر ایک حلقے کے بچے استعمال کر لیں اور وقت ہے تو دوسرے حلقے کے بچوں کو استعمال کرنا شروع کر دیں۔

بیانات میں بعض امور تو نہایت آسان ہیں، ایک دو ذہین بچوں کو بورڈ پر استعمال کرنے کے بعد صرف کمزور بچے بورڈ پر استعمال کیے جائیں تو بقیہ تمام بچے سمجھ لیں گے؛ اس لیے تمام پر خصوصی محنت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

حلقوں میں استعمال کا دوسرا مرحلہ

حلقوں میں دو تین ذہین بچوں کو ذمّے دار بنا کر مشق میں لگائیں۔

محنت کی اس ترتیب کا فائدہ

① بچوں کے فطری تقاضوں میں سے ایک تقاضہ خود نمائی ہے؛ یعنی ہر بچہ چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کی ذات کو تسلیم کریں اور اس کی طرف متوجہ ہوں، اگر کسی وجہ سے اپنا یہ فطری تقاضا پورا نہیں کر پاتا تو اس کو رنج اور تکلیف پہنچتی ہے، محنت کی اس ترتیب میں اس فطری جذبہ کی مکمل تسکین ہے۔

② مذکورہ ترتیب ان شاء اللہ! ذہنی حیات کا سبب بنے گی، اس ترتیب سے بچے غور و فکر کے عادی بنیں گے، اس سے بچوں کی قوتِ فہم میں اضافہ ہوگا اور سوچنے کی قوت بڑھے گی، طبیعت کا انجماد ختم ہوگا۔

اللہ نے ہر بچے میں سوچنے کی کم وبیش قابلیت رکھی ہے، مدرس کا کام یہ ہے کہ سبق کے دوران اس سے کام لے اور اس کو اجاگر کرے۔

③ خود اعتمادی پیدا ہوگی، جب ہم ہر بچے کو بورڈ پر استعمال کرتے رہیں گے تو آہستہ آہستہ ہر بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوگی، استاذِ محترم بھی حوصلہ افزائی کے ذریعہ بچوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی سعی فرمائیں؛ چوں کہ جس بچے کو اپنے اوپر اعتماد ہے وہ ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے سامنا کرلے گا، معمولی ناکامی سے کام کی تحریک کو اور زیادہ قوی بنا دے گا۔ عدمِ اعتماد خوف اور بزدلی کا باعث ہے، ناکامی کا احساس بھی عدمِ اعتماد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

④ اس ترتیب سے بچہ اکتاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔

⑤ بچے کا معیار مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

⑥ استاذ اور شاگرد کے درمیان کا فاصلہ ختم ہوجائے گا۔

⑦ متعلم کے انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔

⑧ بچوں کی نفسیات اور فطری صلاحیتوں کا خوب استعمال کیا گیا ہے۔

⑨ وقت کے صحیح استعمال سے بچوں کے اوقات کو مفید تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

⑩ تشویق اور ترغیب کا پہلو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

تنوین کا بیان

تنوین کے بیان میں تین کام مدِ نظر رکھیں:

① تنوین کی پہچان کرانا۔

② حرکات اور تنوین کا فرق سمجھانا۔

③ مُنَوَّنْ حرف پڑھنے کا طریقہ سکھانا، جیسے اور رواں۔

تنوین کی پہچان کرانا

بَ	بِ	بُ	بًا	بٍ	بٌ

① پہلے بلیک بورڈ پر دو نقشے بنائیں: ایک حرکات کا، دوسرا تنوین کا۔

② سمجھائیں کہ: ایک زبر، ایک زیر اور ایک پیش کو حرکت کہتے ہیں، تو کیا آپ جانتے ہیں: دو زبر، دو زیر اور دو پیش کو کیا کہتے ہیں؟ اس کو ''تنوین'' کہتے ہیں۔

③ سمجھائیں کہ: ایک زبر کے ساتھ دوسرا زبر ملا دیں تو اس کو دو زبر کی تنوین کہیں گے اور ایک زیر کے ساتھ دوسرا زیر ملائیں تو اس کو دو زیر کی تنوین کہیں گے، اسی طرح پیش کو بتائیں، نیز بتائیں کہ: دو پیش کی تنوین دو طرح سے لکھی جاتی ہے۔

④ سمجھانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ: تختہ پر زبر کی حرکت لکھیں، پھر بچوں سے سوال کریں: یہ کیا ہے؟ جواب دیں گے: زبر کی حرکت ہے، تو اب دوسری طرف دو زبر کی تنوین لکھیں اور سوال کریں: بتاؤ یہ کیا ہے؟

⑤ جب بچے تنوین سمجھ لیں تو اب بتائیں کہ: جس طرح زبر، زیر اور پیش

والے حرف کو ''مُتَحَرِّک'' کہتے ہیں، اسی طرح تنوین والے حرف کو ''مُنَوَّن'' کہتے ہیں۔

⑥ بورڈ پر ایک لفظ لکھیں، مثلاً: عبدًا، پھر دال پر گول دائرہ بنا کر کہیں: دیکھو! دال پر دو زبر کی تنوین ہے؛ اس لئے دال مُنَوَّن ہے، اسی طرح چند اور مثالوں سے سمجھائیں۔

حرکات اور تنوین کا فرق سمجھانا

وہ یہ کہ حرکت (پہلے، درمیانی اور آخری) ہر حرف پر آتی ہے اور تنوین صرف اور صرف آخری حرف پر ہی آتی ہے۔

منون کے پڑھنے کا طریقہ سکھانا، ہجے اور رواں

① پہلے دو زبر کی تنوین کی پوری تختی ہجے اور رواں پڑھائیں۔

② یہ سمجھائیں کہ: دو زبر کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے؛ لیکن وہ الف پڑھا نہیں جاتا؛ یعنی ہجے میں اس کا نام نہیں لیا جاتا۔

ہجے سے متعلق یہ ایک عام اصول ہے کہ ہجے میں صرف اسی حرف کا نام لیا جاتا ہے جو پڑھنے میں آتا ہے، جو حرف پڑھنے میں نہیں آتا، صرف لکھنے میں آتا ہے اس کا نام ہجے میں نہیں لیا جاتا۔

الغرض! چند مثالوں سے بچوں کو سمجھائیں کہ: دو زبر کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے، پڑھا نہیں جاتا، بچے کو سمجھانے کے لیے بورڈ پر باری باری سب کے پاس کام کروائیں، مثلاً آپ ایک مثال بورڈ پر لکھیے: ضَرَبَ اور بچے کو کھڑا کر کے کہیے: ب پر

دوزبر لگاؤ، اسی طرح چند مثالوں کے ذریعہ یہ بات آپ سمجھائیں۔

چند مثالیں بورڈ پر لکھیں، مثلاً: دَرَسَ ، اِبِلِ ، رُسُلُ ، اَحَدَ ، غَلَبَ اور بچوں سے کہیں: ان تمام الفاظ میں آخری حرف پر دوزبر کی تنوین لگا کر کاپی میں لکھو، پھر آپ ہر بچے کی کاپی کی جانچ کریں؛ تاکہ معلوم ہو کہ کون سا بچہ اب تک سمجھ نہیں پایا ہے۔

③ یہ بتائیں کہ: گول تا پر زبر کی تنوین کے ساتھ الف نہیں لکھا جاتا۔

④ واضح رہے کہ تنوین کی تختی کو رواں پڑھنے کے دو قاعدے ہیں: ایک اظہار، ایک اخفا۔ دونوں طرح پڑھنے کی مشق کرائیں۔

باقی یہ امر کہ اظہار کے ساتھ کب پڑھا کرتے ہیں؟ اور اخفا کے ساتھ کس مقام پر؟ اس کا بیان آخر میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ!)

نوٹ: تنوین کا بیان بھی اس طرح سمجھا کر پڑھائیں کہ بچوں میں ایسی استعداد ہو جائے کہ جو کلمات صرف حرکات اور تنوین سے مرکب ہوں قرآن مجید کے ہر ایک مقام سے بلا تکلف پڑھ سکیں۔

حلقوں میں مشق کی ترتیب

ہر حلقے کے ذہین بچوں کو بلا کر سمجھائیں کہ حرکات کے بیان میں زبر کی تختی میں آخری حرف پر دوزبر کی تنوین لگا کر پڑھیں اور باری باری حلقوں کے تمام بچوں سے پڑھوائیں، ایک پڑھے، باقی سنیں، جہاں ساتھی سے غلطی ہو وہاں باقی سے اصلاح کرائیں، اس طرح دوسرے روز دوزیر اور تیسرے روز دوپیش لگا کر پڑھنے کو کہیں۔

❁❁❁

جزم کا بیان

جزم کے بیان میں پانچ امور پر محنت کریں:

① جزم کی پہچان۔

② ساکن بنانے کا طریقہ۔

③ ساکن حروف پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ۔

④ تین حرفی، پھر چار حرفی ساکن الفاظ کی مشق۔

⑤ حرکات اور جزم کی تبدیلی کر کے مختلف الفاظ کی مشق۔

تمام امور کی تفصیل حسبِ ذیل ہیں:

جزم کی پہچان

① بورڈ پر تین نقشے بنائیں: پہلے میں ب متحرک تینوں حرکتوں سے، دوسرے میں ب پر تینوں تنوین سے، تیسرے پر ب پر جزم:

بَ	بِ	بُ

بًا	بٍ	بٌ

بْ

② بچوں کو سمجھائیں کہ: دیکھو! پہلے نقشے میں تینوں ب متحرک ہیں، پھر سوال کریں: پہلے پر کونسی حرکت ہے؟

دوسرے اور تیسرے پر کونسی حرکت ہے؟

اسی طرح دوسرے نقشے میں تینوں ب منون ہیں؛ لیکن تیسرے نقشے میں ب پر دال جیسا ہے، اس کو جزم کہتے ہیں، پھر مختلف حروف پر جزم لگا کر اسی طرح سمجھائیں

اور ان کو کاپی میں لکھنے کو کہیں۔

ساکن بنانے کا طریقہ سمجھائیں

① جزم کی شکل ذہن نشین کرانے کے بعد بتائیں کہ: جزم والے حرف کو ''ساکن'' کہتے ہیں، جس طرح حرکت والے کو ''متحرک'' اور تنوین والے کو ''منون'' کہتے ہیں۔

② بورڈ پر بچوں سے مشق کرائیں، مثلاً: ایک بچے سے کہیں: سین متحرک لکھو، اب اس سین کو ساکن بناؤ، کئی حروف کی اس طرح مشق کرائیں۔

③ چند حروف بورڈ پر لکھ کر کہیں کہ:

اپنی کاپی میں یا سلیٹ پر یہ حروف لکھ کر ساکن بنائیں۔

④ مہینے میں ایک بار سوال نامہ کے ذریعہ ہونے والے بیانات کی جانچ بھی کرلیں۔

ساکن حروف پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ بتائیں

① بلیک بورڈ پر ایک نقشہ میں کوئی حرف (ف) متحرک اور منون لکھ کر رواں پڑھائیں، پھر دوسرے نقشے میں ''ف'' رجزم لگا کر سمجھائیں کہ:

دیکھو! جس حرف پر جزم ہو اس کو تنہا نہیں پڑھ سکتے؛ بلکہ اس سے پہلے ایک حرف کو ملا کر پڑھیں گے، کوئی بھی ایک حرف ملانا پڑے گا، مثلاً ف ساکن ہے، اس سے پہلے ''ت'' متحرک لگا کر پڑھتے ہیں:

فَ فِ فُ	فًا فٍ فٌ	فْ تَفْ

② چند مثالوں سے ساکن حرف پڑھنے کا طریقہ سمجھائیں اور ہجے رواں کی خوب مشق کرائیں۔

تین حرفی، پھر چار حرفی ساکن الفاظ کی مشق کروائیں

① پھر تین حرفی کی مشق کرائیں، پہلے ایسی مثالوں کے ذریعہ جس میں درمیانی حرف پر جزم ہو، پھر آخری حرف پر جزم ہو، پھر مکرر جزم والی مثالوں سے بچوں میں اتنی استعداد پیدا کی جائے کہ قرآنِ پاک میں سے کوئی بھی مجزوم کلمہ پڑھ سکیں۔

صحتِ لفظی کا خیال

ساکن سے پہلے والے حرف کو خاص کر کے جب وہ مکسور ہو یا مضموم ہو معروف ادا کرنے کی تاکید کیجیے، نیز بچوں کو اس بات کا عادی بنائیں کہ جزم والے حرف میں آواز نہ ہلائیں، اکثر بچوں سے یہ غلطی ہوتی ہے کہ جب وہ ساکن حرف کو ادا کرتے ہیں تو آواز کو ہلا دینے کے سبب کبھی حرکت کی بو آتی ہے، اس کا خاص خیال رکھیں جیسے اَنْ کو پڑھتے وقت اَنَ کی آواز نہیں آنی چاہیے، اس کی اصلاح ابھی نہ ہوئی تو بچہ آگے چل کر ناظرۂ قرآن میں بھی غلطی کرتا رہے گا۔

ہمزہ ساکنہ

قاعدہ: ہمزہ ساکنہ کے پڑھنے میں جھٹکا لگتا ہے، بچوں کو یہ قاعدہ سمجھانے کے لیے ایک مثال تختہ پر لکھیں: يَأْتِ بچوں کے پاس اولاً ہجہ کرائیں، پھر رواں پڑھائیں

اور بتائیں کہ: دیکھو! ہمزہ پر جزم ہے؛ اس لیے ہمزہ ساکن ہے، اس کے پڑھنے میں جھٹکا لگتا ہے، پھر چند مثالوں سے ادائیگی سکھائیں، مثلاً: بِئْسَ، جِئْتَ۔

نوٹ: مہینے میں ایک بار ایک سوال نامہ کے ذریعہ ہونے والے بیانات کی جانچ بھی کر لی جائے، سوال کا ایک نمونہ آگے مذکور ہے۔

دو زبر بنا کر لکھیں બે ઝબર બનાવી લખો	
وَلَدٍ	
كَرَمٌ	
شَرَفَ	
عَلِمَ	
نَصَرَ	

دو زیر بنا کر لکھیں બે ઝેર બનાવી લખો	
شَرِبَ	
عَمَلٌ	
جَنَفًا	
مَرَحًا	
أُمَمًا	

دو زبر بنا کر لکھیں બે ઝબર બનાવી લખો	
صَدَئً	
قَرَئً	
لُمَزَةٍ	
عَشَرَةٍ	
غَبَرَةٌ	

دو پیش بنا کر لکھیں બે પૈશ બનાવી લખો	
كُفُوًا	
زُمَرًا	
زَلَقٍ	
حُلُمًا	
عَلَقٍ	

حروف کو ساکن بنائیں હરૂફ ને સાકિન બનાવો	
سَ	
دِ	
فِ	
لُ	
مُ	

حروف کو ساکن بنائیں હરૂફ ને સાકિન બનાવો	
ثِ	
تَ	
زَ	
زٌ	
ذٍ	

حروف کو ساکن بنائیں હરૂફ ને સાકિન બનાવો	
شًا	
مًا	
بٍ	
ذُ	
وِ	

الف مدہ کا بیان

الف مدہ کے بیان میں تین کام مدِنظر رکھیں:

① زبر اور الف مدہ کا فرق اور اس کی ادائیگی کا طریقہ بتائیں۔

② الف مدہ کا قاعدہ مثالوں سے ذہن نشین کرائیں۔

③ قاعدہ کی تعبیر یاد کرائی جائے۔

ان امور کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

زبر اور الف مدہ کا فرق اور اس کی ادائیگی کا طریقہ

ا	و	ی

[۱] بلیک بورڈ پر حروفِ مدہ: ا، و، ی لکھیں۔

[۲] سمجھائیں: مد؛ یعنی کھینچنا اور انتیس (۲۹) حروف میں سے صرف تین حروف

’’حروفِ مدہ‘‘ ہیں، دیکھو! بورڈ پر لکھے ہوئے ہیں، پڑھو: الف مدہ، واؤ مدہ، یا مدہ۔

الف مدہ کا قاعدہ مثالوں سے ذہن نشین کرائیں

① بچوں سے کہیں کہ: آج ہم صرف الف مدہ کو سمجھتے ہیں، پھر بورڈ پر مثالاً ت لکھیں اور سوال کریں کہ: اس کو پڑھو کیا لکھا ہے؟ جواب دینے کے بعد ایک الف بڑھا دیں اور کہیں پڑھو: ت الف مدہ تا، سمجھائیں کہ الف بڑھانے کے بعد تھوڑا کھینچ کر پڑھنا ہے، پھر الف مٹا کر بغیر کھینچے پڑھنا بتائیں۔

② اسی طرح چند اور مثالوں سے حرفِ متحرک بغیر الف مدہ کے، اور الف مدہ لگا کر پڑھنا سمجھائیں اور بورڈ کا استعمال کریں، مثلاً لکھیں: غاسق اور بچوں سے پڑھوائیں، پھر کہیں: الف مدہ کے بغیر پڑھو: غَسِقٍ. اسی طرح کبھی متحرک لفظ غیر مدہ لکھیں، مثلاً: سَمِعَ، کسی بچے سے پڑھوائیں، پھر کہیں: اب سین کی حرکت زبر کو کھینچ کر پڑھنا ہے، کیا کریں گے؟ اگر بچے الف مدہ کا قاعدہ سمجھے ہوئے ہیں تو فوراً جواب دیں گے کہ: سین کے بعد الف بڑھا دو، اب آپ کسی بچے سے کہیں کہ: اچھا! تم سین کے بعد الف بڑھا کر پڑھو، پھر کسی سے کہیں: تم عین کے بعد الف مدہ لگاؤ اور پڑھو۔

اسی طرح تنوین کی مثال لکھیں، مثلاً: عِمَاداً اور کسی بچے سے پڑھوا کر کہیں کہ: دو زبر میں سے ایک زبر نکال کر پڑھو (عِمَاداً سے عِمَادَا) اس طرح کی تبدیلی سے قاعدہ کی مکمل وضاحت ہوگی اور بچوں کی سمجھ میں اضافہ ہوگا۔

تقابلی طریقے سے قاعدہ کی تفہیم

اولاً بچوں کو سمجھائیں کہ: الف مدہ کی نشانی یہ ہے کہ الف ہو اور اس سے پہلے

زبر ہو، اگر الف سے پہلے زبر نہ ہو؛ بلکہ دوزبر ہو تو الف مدہ نہیں ہوگا۔

بورڈ پر لکھیں: عَبۡدًا اور بچوں سے سوال کریں: دیکھو! آخر میں جو الف ہے وہ مدہ ہوگا یا نہیں؟ ظاہر ہے نہیں ہوگا؛ لیکن اس کو الف مدہ بنانا ہو تو آخر میں دوزبر میں سے ایک زبر نکال دو تو الف مدہ بن جائے گا (عَبۡدَا) اسی طرح دوسری مثال لکھیں: نَاصِرًا اور سوال کریں: اس مثال میں الف مدہ ہے؟ کتنے ہیں؟ پھر سوال کریں: آخر میں جو الف مدہ ہے اس میں مدنہ کرنا ہو تو کیا کریں گے؟ اگر جواب نہ دیں تو بتائیں کہ: آخر میں الف سے پہلے زبر ہے اس کی جگہ دوزبر کی تنوین لگا دیں تو اب مد نہیں ہوگا: (نَاصِرًا) پھر کسی بچے سے تنوین لگا کر مثال پڑھنے کو کہیں۔

حلقوں کو مشق میں لگانے کا طریقہ

کتاب ''بچوں کا تحفہ'' یا ''معلم الاطفال'' یا کسی بھی قاعدہ میں دوزبر کی تنوین کے بیان میں بچوں سے کہیں: تمام امثلہ سے ایک زبر نکال کر الف مدہ بنائیں اور پڑھیں، ایک پڑھے، بقیہ سنیں۔

الف مدہ کا قاعدہ اچھی طرح سمجھانے کے بعد یاد کرائیں

③ بچے قاعدہ سمجھ لیں تو قاعدہ کی تعبیر یاد کرائی جائے:

الف سے پہلے زبر ہے؛ اس لیے الف مدہ ہوگا، الف مدہ کو ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں۔

بچوں سے بار بار سوال کرتے رہیں اور مختلف بچوں سے قاعدہ بلواتے رہیں

ان شاء اللہ! قاعدہ ازبر ہو جائے گا، بہت سے اساتذہ قاعدہ سمجھائے بغیر صرف عبارت رٹاتے رہتے ہیں جس میں پندرہ دن صرف ہو جاتے ہیں؛ لیکن قاعدہ مستحضر نہیں ہو پاتا، بچے قاعدہ کی رٹی ہوئی عبارت بھول جاتے ہیں، قاعدہ سمجھ لینے کے بعد قاعدہ کی عبارت جلدی یاد ہو گی، رٹانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

نوٹ: پُر حرف کے بعد الف بھی پُر ہوگا اور باقی حروف کے بعد باریک ہوگا، سات پُر حروف: خ، ص، ض، ط، ظ، غ، ق، ر.

واو مدہ کا بیان

اس میں چار کام کرنے ہیں:

① پیش اور واو مدہ کا فرق سمجھانا۔

② مثالوں سے واو مدہ کا قاعدہ سمجھانا۔

③ قاعدہ کی تعبیر زبانی کرانا۔

④ صحتِ ادائیگی کا خیال رکھنا۔

پیش اور واو مدہ کا فرق سمجھانا

① مثلاً بلیک بورڈ پر لکھیں: نُ اور بچوں سے کہیں: رواں پڑھو، دیکھو! پیش کو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا۔

② پھر بورڈ پر لکھیں: نُوْ اور بچوں سے کہیں: دیکھو! پیش کو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا؛ لیکن جب واو ساکن سے پہلے پیش ہو تو اس کو کھینچ کر پڑھتے ہیں۔

③اس بات کو اچھی طرح سمجھانے کے بعد بورڈ پر پوری تختی (اُوْ بُوْ تُوْ) لکھیں اور اس کی ادائیگی سکھائیں اور بچوں سے بار بار سوال کریں:

پیش کو کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

پیش کے بعد واو ساکن ہو تو پیش کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

یہاں پر پیش کو کھینچ کر کیوں پڑھتے ہیں؟

واو ساکن نہ ہو تو پیش کو کس طرح پڑھیں گے؟

مثالوں سے واو مدہ کا قاعدہ سمجھانا

بچوں کو سمجھائیں کہ: واو ساکن سے پہلے یا تو زبر آئے گا یا پیش، واو ساکن سے پہلے زیر قرآن میں نہیں آتا؛ اس لیے ہم دیکھیں گے: واو ساکن سے پہلے پیش ہے یا زبر، اگر پیش ہو تو واو مدہ ہے، اگر زبر ہے تو واو مدہ نہیں ہوگا۔

بلیک بورڈ پر امثلہ سے یہ باتیں سمجھائیں۔

①بورڈ پر تین مثالیں لکھیں: طُوِفَ ، حَوْلَ ، نُوْرُ .	طُوِفَ ×
②بچوں کو سمجھائیں کہ واو مدہ کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:	حَوْلَ ×
(۱) واو ساکن ہو (۲) واو ساکن سے پہلے پیش ہو۔	نُوْرُ

دیکھو! پہلی مثال (طُوِفَ) میں واو سے پہلے پیش ہے؛ لیکن واو ساکن نہیں ہے؛ اس لیے واو مدہ نہیں ہوگا؛ لہٰذا ''ط'' کے پیش کو کھینچ کر نہیں پڑھیں گے۔

دوسری مثال (حَوْلَ) میں واو ساکن ہے؛ لیکن اس سے پہلے پیش نہیں ہے؛ بلکہ زبر ہے؛ اس لیے واو مدہ نہیں ہوگا۔

تیسری مثال (نُوْرُ) میں واو ساکن ہے اور اس سے پہلے نون پر پیش ہے؛ اس لیے یہ واو مدہ ہوگا اور اس کو کھینچ کر پڑھیں گے۔

قاعدہ کی تفہیم کے بعد تعبیر زبانی کرائی جائے

قاعدہ: واو ساکن سے پہلے پیش ہے؛ اس لیے واو مدہ ہوگا، واو مدہ کو ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

یا ساکن سے پہلے زیر ہے؛ اس لیے یا مدہ ہوگی، یا مدہ کو ایک الف کے برار کھیچ کر پڑھیں گے۔

نوٹ: بہت سے اساتذہ قاعدہ کی تفہیم کرائے بغیر صرف دس پندرہ منٹ تک قاعدہ کی عبارت رٹایا کرتے ہیں، اس کے دو نقصان ہوتے ہیں:

① مدرسے کی تعطیلات میں بچے سارے قاعدے بھول جاتے ہیں۔

② تفہیم نہ ہونے کی وجہ سے بچے کتاب میں جہاں واو مدہ کا بیان ہے وہاں تو قاعدہ کی رعایت کرتے ہیں؛ لیکن دوسری جگہ رعایت نہیں کرتے۔

یاء مدہ کا بیان

واو مدہ کے بیان کی طرح یاء مدہ کا بیان سمجھائیں اور واو مدہ کے بیان میں مذکور تمام امور یاء مدہ کے بیان میں بھی ملحوظ رکھیں۔

ایک مسئلہ کا حل

ہمارے گجرات میں یہ سالِ اول کا نصاب ہے، سالِ اول میں بچے کی عمر پانچ

سال کی ہوتی ہے جو اسکول کا بھی سالِ اول ہوتا ہے؛ اس لیے وہ کسی زبان کو پڑھنا نہیں جانتے، نہ گجراتی، نہ اردو، اساتذہ کو یہ مسئلہ درپیش رہتا ہے کہ قاعدہ کی عبارت بلیک بورڈ پر کس زبان میں لکھی جائے؛ اس لیے قاعدہ پڑھانے والے اساتذہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دس پندرہ روز قاعدہ کی عبارت رٹانے پر مجبور ہیں، اس حقیر پُر تقصیر نے قواعد کی تفہیم کا جو طریقہ اوپر لکھا ہے اس طریقے پر یا اور کسی طریقے سے بچوں کو قواعد کی تفہیم ہو جانے کے بعد دو چار مرتبہ قاعدہ کی عبارت بلوانے سے یاد ہو جائے گی، پھر بار بار کی تکرار سے ذہن میں نقش ہو جائے گی۔

برائے صحت چند امور

① اس بات کا خیال رکھیں کہ: بچے واو مدہ اور یاء مدہ کو معروف ادا کریں، مجہول ادا کرنے سے روکیں؛ ورنہ بچے مجہول ادا کرنے کے عادی بن جائیں گے، بعض اساتذہ غلط سننے کے باوجود روک ٹوک نہیں کرتے جس کی وجہ سے بچوں کی غلطی مستحکم ہوتی جاتی ہے، بعد میں اس کی اصلاح میں کافی محنت لگتی ہے، پھر استاذ کو ادائیگی درست کرانے کے ساتھ مزید غلط عادت کی اصلاح بھی کرنی ہوگی۔

اردو اور فارسی میں واو اور یاء معروف اور مجہول دونوں طرح مستعمل ہیں، مثلا مور کا واو اور درویش کی ی مجہول ہے اور نور کا واو اور تیر کی ی معروف ہیں۔

② الف مدہ میں الف پُر حروف کے بعد پُر پڑھا جائے گا اور باریک حروف کے بعد ان کے تابع ہو کر باریک ادا ہوگا۔

③ اس بات کا خیال رکھیں کہ: بچے حروفِ مدہ کو بے اندازہ ایک الف سے

زیادہ کھینچ کھینچ کر نہ ادا کریں۔ آنے والی تختیاں اور الفاظ میں حروفِ مدہ کی آوازوں کی اور ایک الف کے برابر کھینچنے کی مقدار کی مشق کرائیں۔

④ اس بات کا خیال رکھیں کہ: بچے حروفِ مدہ کے آخر میں نونِ غنہ نہ پڑھیں، بعض بچے آخر میں نونِ غنہ پڑھتے ہیں مثلاً: مَا میں ماں اور مُوْ میں موں اور مِیْ میں میں یہ بڑی غلطی ہے۔

نوٹ: تینوں حروفِ مدہ کو پہلے حروفِ ہجائیہ کے ساتھ ملا کر ادا کرنے کی مشق کرائی ہے، بعد میں قرآنی الفاظ میں مشق کرائی ہے اور امثلہ اولاً پارۂ عم سے لی ہیں، بعد میں قرآن کے دوسرے پاروں سے۔

ہر بیان میں امثلہ کے درمیان (۞) اس طرح کا نشان ہے، یہ علامت ہے کہ اس سے پہلے کی امثلہ پارۂ عم سے ہیں اور اس کے بعد کی امثلہ قرآن پاک کے مختلف حصوں سے ہیں۔

واوِ لین اور یائے لین کا بیان

اس بیان میں تین کام کریں:

① واوِ لین اور غیر لین کا فرق سمجھائیں۔

② مثالوں سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں۔

③ صحتِ ادائیگی کا خیال رکھیں۔

واوِ لین اور غیر لین کا فرق سمجھائیں

① بورڈ پر دو مثالیں لکھیں، ایک غیر لین کی اور ایک لین کی، مثال کے طور پر:

نُوْرُ ، حَوْلَ۔

② بچوں کو سمجھایا جائے کہ: واوِلین کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

[ا] واو ساکن ہو۔ [۲] واو ساکن سے پہلے زبر ہو۔

پہلی مثال (نُوْرُ) میں دیکھو واو ساکن ہے؛ لیکن واو سے پہلے پیش ہے؛ اس لیے واو مدہ ہوگا، واوِلین نہیں ہوگا اور دوسری مثال (حَوْلَ) میں دونوں شرطیں موجود ہیں، واو ساکن بھی ہے اور اس سے پہلے زبر بھی ہے؛ اس لیے یہ واوِلین ہوگا۔

مثالوں سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں

① واوِلین کا قاعدہ یہ ہوگا کہ: واوِلین کو نرمی کے ساتھ سے پڑھیں گے۔

② مختلف مثالوں سے واو مدہ اور واوِلین کا فرق سمجھائیں، مثلاً: رَوْحُ ، قَوْلَ خَوْفُ کے واوِلین کو مدہ بنا کر پڑھیں۔

طُوْرِ ، اُخُوْ ، حُوْرٌ کے واو مدہ کو لین بنا کر پڑھیں۔

③ اس طرح کے تقابلی انداز میں پڑھانے سے ادائیگی میں پختگی اور قاعدہ کا استحضار رہے گا۔

یائے لین کا بیان بھی اسی طرح پڑھائیں۔

حلقوں میں مشق

قاعدہ میں لین کی امثلہ مدہ بنا کر اور مدہ کی امثلہ لین بنا کر پڑھنے کو کہیں، اسی طرح حرکات کے بیان میں آخری حرف مفتوح ہو تو اس کے بعد آخر میں چند مثالوں میں واو ساکن لگا کر اور چند میں ی ساکن لگا کر پڑھائیں اور آخری حرف مضموم ہو تو آخر

میں واو ساکن لگوائیں اور پڑھائیں، مکسور ہو تو ی ساکنہ لگا کر پڑھنے کو کہیں، اس معاملے میں ذہین بچے سے کام لیں، وہ حلقے کے باقی ساتھیوں کے پاس اس طرح کام کرائے گا اور استاذ اس کی نگرانی بھی کریں۔

صحتِ ادائیگی کا خیال رکھیں

اِس میں تین باتوں کا لحاظ رکھیں:

(۱) بچے واوِ لین اور یائے لین کو نرم اور معروف ادا کریں، مجہول ادا نہ کریں۔

(۲) حروفِ لین کو کھینچ کر ادا نہ کریں۔

(۳) واوِ لین بھی واو مدہ کی طرح ہونٹوں کو اچھی طرح گول کرنے سے ادا ہوتا ہے؛ اس لیے ہونٹوں کے دائرہ کو کم سے کم کرنے کی مشق کرائیں۔

علاماتِ مدہ کا بیان

اس میں تین کام انجام دیں:

(۱) زبر، کھڑا زبر، زیر، کھڑی زیر، پیش اور الٹا پیش کی شکلیں ذہن نشین کرانا۔

(۲) حرکات: زبر، زیر، پیش اور حرکاتِ مدہ: کھڑا زبر، کھڑی زیر، اُلٹا پیش کے درمیان ادائیگی کا فرق بتانا۔

(۳) حرکاتِ مدہ کا قاعدہ زبانی کرانا۔

بتائیں کہ: زبر، زیر، پیش کو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا؛ لیکن کھڑا زبر، کھڑی زیر، اُلٹا پیش کو جس طرح حروفِ مدہ کو کھینچا جاتا ہے، اسی طرح حرکاتِ مدہ کو بھی ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

بتائیں کہ: حروفِ مدہ کی طرح حرکاتِ مدہ بھی تین ہیں، رسم اور لکھائی کے اعتبار سے فرق ہے؛ لیکن ادائیگی اور پڑھنے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے: کھڑا زبر اور الف مدہ کی آواز یکساں ہوتی ہے، اسی طرح کھڑی زیر اور یاء مدہ کی آواز، نیز الٹا پیش اور واو مدہ کی آواز یکساں ہوتی ہے۔

برائے اساتذہ

کھڑا زبر ہر حرف پر آتا ہے؛ لیکن قرآن میں کھڑی زیر فقط تین حروف (ء، ہ، ی) پر آئی ہے، سورۂ بقرہ میں لفظ ابراہیم میں دوچشمی ھ کے نیچے بھی کھڑی زیر ہے (ابراھم)، سورہ بقرہ کے علاوہ دوسرے مقامات میں یا مدہ کے ساتھ ہے۔

اسی طرح بارہویں پارہ میں لفظ مجرِ ھَا میں را کے نیچے کھڑی زیر ہے۔

الٹا پیش بھی قرآن میں صرف تین حروف (ء، ہ، و) پر آتا ہے؛ لیکن چونکہ قرآن کے علاوہ عربی عبارت میں دوسرے حروف پر بھی الٹا پیش اور کھڑی زیر آتی ہے، جیسے عربی اشعار میں دیگر حروف پر بھی اس کا استعمال بکثرت ہوا ہے؛ اس لیے بطورِ مشق تختی میں دیگر حروف کے ساتھ بھی کھڑی زیر اور الٹا پیش کا استعمال کیا ہے۔

قاعدہ کی تعبیر

کھڑا زبر برابر ہے الف مدہ کے، کھڑا زبر کو بھی ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

کھڑی زیر برابر ہوتی ہے یاء مدہ کے، کھڑی زیر کو بھی ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

الٹا پیش برابر ہوتا ہے واو مدہ کے، الٹا پیش کو بھی ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

قلقلہ کا بیان

اس میں تین کام انجام دیں:

(۱) قلقلہ کے پانچ حروف اور قلقلہ کی دو علامتیں سمجھائیں۔

(۲) عملی طور پر قلقلہ ادا کر کے بچوں سے نقالی کرائیں۔

(۳) مثالوں کے ذریعہ حروفِ قلقلہ تلاش کروا کر سوال کریں۔

قلقلہ کی دو علامتیں یہ ہیں:

(۱) حروفِ قلقلہ (ق، ط، ب، ج، د) پانچ حروف میں سے کوئی حرف ہو۔

(۲) ان حروف پر جب جزم آئے تو قلقلہ ہوگا۔

تشدید کا بیان

اس میں چار امور پر محنت کی جائے:

(۱) تشدید کی شکل اور اس کا نام یاد کرانا۔

(۲) مشدد حرف پڑھنے کا طریقہ سکھانا۔

(۳) تشدید کا قاعدہ ذہن نشین کرانا۔

(۴) تشدید کی تمام صورتوں کی مشق۔

مذکورہ امور کی تفصیل یہ ہے:

تشدید کی شکل اور اس کا نام

تشدید کی شکل اور اس کا نام یاد کرائیں اور بتائیں کہ: تشدید والے حرف کو مشدد (یا حرفِ مشدد) کہتے ہیں۔

مشدد حرف پڑھنے کا طریقہ سکھایا جائے

☆ سمجھائیں کہ: جس حرف پر تشدید ہوتی ہے وہ لکھنے میں ایک ہوتا ہے؛ مگر پڑھنے میں وہ دو حرف ہیں، جیسے رَبَّ اصل میں رَبْ بَ ہے، اس میں پہلی ب ساکن ہے؛ اس لیے را کے ساتھ ملا کر پڑھو اور دوسری ب کے اوپر زبر ہے تو اس کی رواں پڑھو۔

☆ پھر رَبْ بَ کی ہجے کروائیں، اور سمجھائیں کہ: دیکھو! جس طرح رَبْ بَ کی ہجے کی جاتی ہے، اسی طرح رَبَّ کی ہجے کرو۔

☆ پھر بتائیں کہ: دیکھو! یہاں با پر تشدید ہے؛ اس لیے اس کو دو مرتبہ پڑھیں گے: ایک مرتبہ پہلے والے حرف؛ یعنی را کے ساتھ ملا کر اور دوسری مرتبہ خود اس کی حرکت؛ یعنی با پر زبر کے ساتھ۔

اس طرح چند مثالوں سے ادغام سے پہلے اور ادغام کے بعد کی صورتیں سمجھائیں؛ تاکہ دو حرفی مشدد کلمہ پڑھنے کی مشق ہو جائے۔

☆ بچوں کو سمجھائیں کہ جب دو حرف ایک جیسے جمع ہو جائیں اور ان میں پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک تو پہلے والے ساکن حرف کو دوسرے متحرک حرف میں ملاتے ہیں، اس کو ادغام کہتے ہیں، ادغام؛ یعنی ملانا اور متحرک حرف پر ادغام؛ یعنی ملانے کی ایک علامت اور نشانی ( ) گاتے ہیں، اس کو تشدید کہتے ہیں۔

قاعدہ کی تعبیر یاد کرائیں

تشدید والے حرف کو دو مرتبہ پڑھتے ہیں: ایک مرتبہ پہلے والے حرف کے ساتھ ملا کر اور ایک بار اُس حرف کو اُس کی حرکت کے ساتھ۔

نوٹ: محض قاعدہ کی تعبیر رٹا دینا کافی نہیں ہے؛ بلکہ قاعدہ سمجھانا اور اس کے بعد اس کی مشق کلمات میں ضروری ہے، اتنی مشق کرائیں کہ بچہ پارۂ عم سے اور قرآن سے مشدد کلمات بلا تأمل پڑھ لے۔

مشدد کلمات کی قرآنِ پاک میں مختلف صورتیں ہیں، ان میں سے بعض ضروری صورتوں کو مشقی کلمات کی شکل میں ذکر کیا ہے؛ تاکہ ہر نوع کی امثلہ کی مشق ہو جائے اور ناظرہ قرآن خوانی آسان ہو جائے۔

تشدید مابعدہ ساکن

بچوں کو سمجھائیں کہ تشدید والے حرف کو دو مرتبہ پڑھتے ہیں: ایک مرتبہ پہلے والے حرف کے ساتھ اور دوسری مرتبہ تنہا اس کی حرکت کے ساتھ؛ لیکن جب تشدید کے بعد والا حرف ساکن ہو تو دوسری مرتبہ بعد والے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔

الغرض! تشدید والے حرف کے بعد والا حرف ساکن ہو تو تشدید والے حرف کو دو مرتبہ پڑھتے ہیں: ایک مرتبہ پہلے والے حرف کے ساتھ اور دوسری مرتبہ بعد والے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں، جیسے مَسَّتْ میں سین کو پہلی مرتبہ میم کے ساتھ اور دوسری مرتبہ تا کے ساتھ۔

ذیل کی امثلہ میں نمونہ موجود ہے:

ادغام کے بعد ઇદગામ પછી	ادغام سے پہلے ઇદગામ થી પહેલા	ادغام کے بعد ઇદગામ પછી	ادغام سے پہلے ઇદગામ થી પહેલા
تَبَّتْ	تَبْ بَتْ	مَسَّتْ	مَسْ سَتْ
مُدَّتْ	مُدْ دَتْ	خَفَّتْ	خَفْ فَتْ
سَلِّمْ	سَلْ لِمْ	حَقَّتْ	حَقْ قَتْ

ادغام سے پہلے اور ادغام کے بعد کی شکل بچوں کو سمجھائیں۔

نون اور میم مشدد

① مثالوں سے نون اور میم مشدد سمجھائیں، مثلاً بورڈ پر لکھیں: اِنَّ، ثُمَّ، پھر سوال کریں: پہلی مثال میں کونسا حرف مشدد ہے؟

دوسری مثال میں کونسا حرف مشدد ہے؟

نون مشدد کس کو کہتے ہیں؟

میم مشدد کس کو کہتے ہیں؟

② نون اور میم مشدد کا قاعدہ بتائیں کہ:

نون اور میم مشدد ادا کرتے وقت ناک میں آواز لے جائیں گے اور بتائیں کہ: ناک میں آواز لے جانے کو "غنہ" کہتے ہیں۔

پھر مختلف مثالوں سے ناک میں آواز لے جانے کی مشق کرائیں۔

③ ذہن نشین کرانے کے لیے غنہ کے بارے میں مختلف سوالات کریں۔

ادغامِ مثلین، متجانسین اور متقاربین

بچوں کو سمجھائیں کہ: تشدید والے حرف سے پہلے ساکن حرف ہو تو پڑھا نہیں جائے گا؛ لہٰذا قَدْ دَّخَلُوْا میں دال مشدد سے پہلے دال ساکن ہے؛ اس لیے پہلا دال نہیں پڑھیں گے، ہجے کریں گے: قاف دال زبر قَدْ، دال زبر دَ: قَدْدَ، خ زبر خَ، لام واو پیش لُوْ: قَدْدَخلُوا۔

بچوں کو ادغامِ مثلین و متجانسین و متقاربین کی تعریف یاد کرانے کی ضرورت نہیں ہے، ان کو تو صرف اتنا بتادیں کہ ساکن حرف کے بعد مشدد حرف ہو تو ساکن حرف نہیں پڑھا جائے گا۔

ساکن اور مشدد دونوں حرف ایک ہی ہوں، جیسے فاضْرِبْ بِّہٖ میں ب تو اس کو ادغامِ مثلین کہتے ہیں۔

ساکن اور مشدد دونوں حرف کا مخرج ایک ہو جیسے عَبَدْ تُّمْ میں دال اور تا کا مخرج ایک ہی ہے تو اس کو ادغامِ متجانسین کہتے ہیں۔

ساکن اور مشدد دونوں حروف کا مخرج قریب قریب ہو تو اس کو ادغامِ متقاربین کہتے ہیں، اس کی مثالیں دوسرے حصے میں موجود ہیں۔

تشدید کی صورتیں

مشدد کلمات کی اٹھارہ (۱۸) صورتیں قرآنِ پاک میں ہیں، بچوں کا تحفہ حصۂ اول میں تمام صورتوں کی امثلہ ذکر کی ہیں۔

خاموش مطالعہ

ہمارے یہاں کا پودرا کے مکتب اور نورانی مکاتب میں بچوں کو مشغول رکھنے کی ایک ترتیب ہے جس کا نام خاموش مطالعہ ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ اسباق ہوجانے کے بعد بعض مرتبہ قرآنِ پاک کے بعض کلمات کا انتخاب کر کے ایک سوال نامہ تیار کیا جاتا ہے، مثلاً حروفِ مدہ اور حرکاتِ مدہ کے بیانات مکمل ہوگئے ہیں تو برائے اجرائے قواعد چند قرآنی کلمات کا ایک سوال نامہ تیار کیا جاتا ہے اور ہر بچے کو دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ: اولاً تو ان کلمات کو حل کریں اور پڑھیں، پھر خانوں میں لکھیں:

الف مدہ ہے یا نہیں؟ واو مدہ ہے یا نہیں؟ یا مدہ ہے یا نہیں؟

اور کونسا حرفِ مد کتنی مرتبہ مثال میں آیا ہے؟

بطورِ نمونہ ایک سوال نامہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

حروفِ مدہ اور حرکاتِ مدہ کی تعداد خانوں میں لکھیں

શબ્દો વાંચી નમુના પ્રમાણે હુરૂફે મદ્દા અને હરકાતે મદ્દાની સંખ્યા ખાનામાં લખો

امثلہ મિસાલો	الف مدہ અલિફમદ્દા	واو مدہ વાવમદ્દા	یا مدہ યા મદ્દા	کھڑا زبر ખરાઝબર	کھڑا زیر ખરીઝેર	الٹا پیش ઉલ્ટાપૈશ
فَلَاتَلُوْمُوْنِیْ	۱	۲	۱	۰	۰	۰
بِمَایُوْعُوْنَ						

مَایَفْعَلُوْنَ						
تَدَارَکَهٗ						
مَوَاقِعُوْهَا						
اَتُجَادِلُوْنَنِیْ						
نُوْحِیْهَا						
مَوَازِیْنُهٗ						
وَمِزَاجُهٗ						
مُتَنَافِسُوْنَ						

مذکورہ نقشہ میں حروفِ قلقلہ کی مشق ہے۔

امثلہ پڑھیں اور خانوں میں حرف قلقلہ لکھیں

મિસાલ પઢો અને ખાનામાં હરફે કલકલા લખો

مثال/ મિસાલ	حرف/ હરફ	مثال/ મિસાલ	حرف/ હરફ	مثال/ મિસાલ	حرف/ હરફ
يُدْخِلُ		خَلَقْنَا		أُقْسِمُ	
يُصِبْ		اَحَدْ		عُقْبٰهَا	
لَهَبْ		حَطَبْ		مَقْرَبَةٍ	
زَجْرَةٌ		طِبْتُمْ		نَقْصُصْ	
يَقْدِرُ		وَقَبْ		صُبْحًا	

اَدْبَرَ		اَخْرِجْ		مُخْرِجْ	
يَقْضِ		اِهْبِطْ		سَبْقًا	
يَلِدْ		نَقْعًا		اَدْرَكَ	
كَدْحًا		اَطْعَمَنَا		اَبْصَارُهَا	

بچوں سے کہیں کہ: پہلے امثلہ خود حل کریں اور بعد میں مثالوں میں جس حرف میں قلقلہ ہوتا ہے وہ حرف اس کے سامنے والے خانے میں لکھیں۔

اس طرح ہر بیان سے سوال نامے تیار کر کے رکھے جائیں؛ تاکہ حسبِ ضرورت بچوں سے کام کرایا جاسکے، جیسے استاذ غیر حاضر ہے یا مدرسے کے وقت میں جنازے کی نماز میں جانا پڑے تو اس جماعت کے بچوں کو ایک سوال نامہ دے کر مشغول کر دیا جائے، پھر اس کو والدین کی دستخط کے لیے دیا جائے؛ تاکہ آپ کا کام بچوں کے گھر والدین تک بھی پہنچ جائے۔

حصۂ اول کا اختتام

قرآنی قاعدہ کے چار کاموں میں سے تین کام یہاں مکمل ہوگئے:

① حروف کی شناخت۔

② اعراب اور علامات کی شناخت۔

③ اعراب اور علامات کے مطابق الفاظ کی خواندگی۔

اِن تین کاموں کے مکمل ہونے کے بعد بچے میں عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے گی، ان تین کاموں کے بعد بھی بچہ عربی کلمات نہیں پڑھ سکتا تو

سمجھو طریقۂ تعلیم میں کمی رہ گئی ہے اور قاعدہ کا مقصد پورا نہیں ہوا۔

مقصد پر ایک نظر

قاعدہ پڑھانے کا مقصد ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا کرنا ہے، صرف قاعدہ کے الفاظ رٹا دینا نہیں ہے؛ اس لیے ہر بیان کے بعد پارۂ عم سے اس بیان کے الفاظ پڑھائیں اور امتحان لیں، اگر بچہ پڑھ رہا ہے تو سمجھیں کہ آپ کی محنت صحیح ترتیب سے ہو رہی ہے، اکثر دیکھا ہے کہ ایک قاعدہ پڑھنے والا بچہ دوسرا قاعدہ نہیں پڑھ سکتا۔

الغرض! آپ کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے کہ بچے کو کوئی بھی قاعدہ دے دیا جائے، کچھ دیر مطالعہ کے بعد پڑھ سکے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ہر بیان کے اعتبار سے بچوں کو قرآنِ مجید سے متعلق کریں اور ہر بیان کے اختتام پر بذریعۂ امتحان معلوم کریں کہ:

بیان کی مشق ہے یا نہیں؟

اس بیان کے کلمات مطالعہ کے بعد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

مثلاً حرکات کا بیان مکمل ہو تو یہ دیکھیں کہ:

متحرک کلمات پارۂ عم سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جزم کے بیان کے بعد دیکھیں کہ:

مجزوم کلمہ پڑھنے کی استعداد ہوئی ہے یا نہیں؟

اگر بچے میں کوئی کمزوری ہو تو محنت کر کے کمزوری دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور تعلیم کے لیے نت نئے طریقے اختراع کر کے اس مسکین کے حال پر رحم

کرنا چاہیے، غصے میں آکر مار پیٹ نہ شروع کردیں؛ بلکہ صبروتحمل اور حوصلہ وہمت کے ساتھ بچوں کو اپنے سے مانوس کرکے محنت کریں۔

معلم کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ بچے سے کام لینے کا راز بروئے کار لائے، اس کو اپنا گرویدہ بنا کر کام لینا استاذ کی مہارت کی علامت ہے، نہ کہ اس بچے کی مار پیٹ کرنا، مار پیٹ سے پڑھانا استاذ کے نا اہل ہونے کی دلیل ہے، پس جو معلمین بچوں کو مار پیٹ کر پڑھاتے ہیں وہ طریقۂ تعلیم سے ناواقف ہیں اور اپنی لاعلمی کا غصہ ناحق بچوں پر نکالتے ہیں اور مار سے بھاگنا طبعی امر ہے؛ گویا مار کر پڑھانے والے معلمین بچوں کو تعلیم سے بھگاتے ہیں اور علم سے نفرت دلاتے ہیں اور بچوں پر ناحق الزام لگاتے ہیں۔

پچھلی معلومات ان کی دیکھ کر تعلیم دو	اور گھبراؤ نہیں ان کی جہالت دیکھ کر
جابرانہ ڈھنگ کو کرتے نہیں ہیں وہ پسند	بھاگ جاتے ہیں ترش روئی کی آفت دیکھ کر
دیکھ کر غصہ تمھارا سہم جاتے ہیں غریب	خوش ہوتے ہیں چہرے کی بشاشت دیکھ کر
کام کرتے ہیں وہ بڑا، مل جائے شاباشی اگر	خوب شرماتے ہیں وہ لعنت ملامت دیکھ کر
مہربان کے ساتھ رکھتے ہیں عجیب چشمِ کرم	نیک بن جائیں شریفوں کی شرافت دیکھ کر

بہر حال! بچوں کے ساتھ مہربانی اور تلطف سے پیش آئیں، خندہ پیشانی اور مسکراہٹ نما چہرہ بنائے رکھیں، ہم بڑے ہیں، بڑا کام کرنا چاہیے۔

قاعدہ کا چوتھا کام

قرآنی قاعدہ کا آخری کام بچوں میں قواعد کی سمجھ پیدا کرنا اور اس کا استعمال کرنا سکھایا جائے؛ لیکن یاد رہے کہ جب تک پہلے تین کام میں پختگی نہ ہو وہاں تک یہ چوتھا کام شروع نہ کرائیں، ظاہر ہے کہ ایک بچہ کلمات نہیں پڑھ سکتا اس کو کلمہ کے اندر یا دو کلمات ملنے سے کونسا قاعدہ بنتا ہے سمجھانا بے فائدہ ہے۔

بہت سی جگہ احقر نے دیکھا کہ بچے کلمات نہیں پڑھ سکتے اور ان کو قواعد کی تعبیرات رٹائی جا رہی ہیں، یہ بچے قاعدہ کے کلمات اور تعبیرات جو رٹائی گئی ہیں بولتے رہتے ہیں، یہ طریقہ سراسر غلط ہے، ہمارے یہاں کا پورا مکتب میں اگر کوئی بچہ حصۂ اول میں کمزور ہے اور بلا تامل کلمات نہیں پڑھ سکتا تو اس کو آگے قواعد نہیں پڑھائے جاتے؛ بلکہ فرفر کلمات پڑھنے کے لیے جن بیانات میں کمی ہے اس کو دور کرنے کی کوشش ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی جماعت کے ساتھ پارۂ عم میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

قواعد تو قرآنِ پاک کی جماعت میں یاد کرائے جا سکتے ہیں؛ لیکن بچہ کلمات نہیں پڑھ سکتا اور اس کو قواعد کی تعبیر میں لگا دیا اور اسی حال میں سال گزر گیا اور اگلے سال پارۂ عم کی جماعت میں آ گیا تو یقیناً یہ بچہ قرآنِ پاک کی جماعت میں کمزور رہے گا؛ اس لیے کہ مسلسل رواں پڑھنے کے لیے پہلا قدم کلمات پڑھنے کی صلاحیت کا ہونا ہے جو اس میں موجود نہیں ہے؛ اس لیے اس بنیادی قدم پر خاص توجہ دی جائے۔

چوتھا امر: قواعد کی تفہیم اور اس کا استعمال

مکاتب کے مدرسین کی ایک اہم ذمّے داری یہ ہے کہ ناظرہ قرآنِ پاک صحیح

تلفظ اور تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھائیں، تجربہ شاہد ہے کہ بچے کے کان شروع میں جس تلفظ سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کو جس تلفظ کی مشق کرائی جاتی ہے وہ ان کے لیے بمنزلہ مادری زبان کے ہوتا ہے؛ اس لیے شروع ہی سے صحتِ لفظی کی رعایت کر کے پڑھایا جائے تو ان شاء اللہ! ان میں غیر شعوری طور پر صحتِ لفظی کے ساتھ پڑھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی؛ اگرچہ بچے قواعدِ تجوید سے ناواقف ہیں؛ لیکن اگر بچوں کو عامل بالتجوید بنانے کے ساتھ تجوید کے اصول وقواعد بھی آسان انداز میں سمجھا کر یاد کرا دیے جائیں تو ان شاء اللہ! بچے پوری بصیرت اور تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے لگیں گے۔

اِس مقصد کے لیے قواعد سمجھانے کا ایک بہتر طریقہ آگے پیش کرتا ہوں، اس طریقۂ تعلیم میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ایک پانچ سالہ بچہ جو کسی بھی زبان کو پڑھنا نہیں جانتا اور کسی بھی زبان میں تجوید کے قواعد کی عبارت نہیں پڑھ سکتا اس کو قواعد کس طرح سمجھائے جائیں، اس کو نہایت عمدگی سے سمجھایا ہے، امید ہے مدرسین اس پیش کش کو پسند فرمائیں گے۔

ایک گذارش

یہ کتاب ایک قاعدہ ہے، کوئی فنِ تجوید کی کتاب نہیں ہے؛ اس لیے تمام بیانات کو قاعدہ کے انداز میں بچوں کو سمجھانے کا طریقہ بیان کیا ہے؛ اس لیے قارئین سے گذارش ہے کہ علمی اور فنی باتیں اس میں تلاش نہ کریں۔

نیز اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والے اکثر حفاظ ہوتے ہیں جو گجراتی

زبان جانتے ہیں اور انھیں اردو سے زیادہ واقفیت نہیں ہوتی؛ اس لیے اس قاعدہ میں ان کے معیار کو سامنے رکھ کر زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔

نون ساکن اور تنوین کا بیان

اس میں بچوں کو پانچ باتیں سمجھائیں:

① تنوین اور نون ساکن کی آواز ایک جیسی ہوتی ہے۔

② صرف لکھنے میں اور ہجے میں فرق ہے، ادائیگی میں فرق نہیں ہے۔

③ نون ساکن اور تنوین کے ادا کرتے وقت آواز ناک میں جاتی ہے۔

④ ناک میں آواز لے جا کر تھوڑی دیر رکھنے کو غنہ کہتے ہیں۔

⑤ غنہ کی مقدار ایک الف کے برابر ہے۔

بلیک بورڈ پر ایک طرف لکھیں: (بًا، بٍ، بٌ) (بَنْ، بِنْ، بُنْ) پھر بچوں سے کہیں: پہلے نقشے میں تینوں ب منون ہیں، تینوں پر تنوین ہے اور دوسرے میں نون ساکن ہے، دیکھو! پڑھو، پڑھنے میں تنوین اور نون ساکن کی آواز ایک جیسی ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، تنوین کی آواز بھی ناک میں جاتی ہے اور کچھ دیر رہتی ہے اور نون ساکن کی آواز بھی ناک میں جاتی ہے؛ اس لیے پڑھنے کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، بچوں سے سوال کریں کہ: دونوں میں فرق کس اعتبار سے ہے؟

اگر جواب نہ دیں تو سمجھائیں کہ: ہجے کرنے میں اور لکھنے میں فرق ہے، ہجہ کر کے سمجھائیں اور بار بار سوال کرتے رہیں کہ:

نون ساکن اور تنوین کی آواز کیسی ہوتی ہے؟

نون ساکن اور تنوین میں کیا فرق ہے؟

دونوں کی آواز کہاں جاتی ہے؟

جب بچے یہ بات سمجھ لیں کہ نون ساکن اور تنوین کی آواز ناک میں جاتی ہے تو اب بچوں کو سمجھائیں کہ: ناک میں آواز لے جانے کو غنہ کہتے ہیں اور اس کی مقدار ایک الف ہے۔

اظہار کا بیان

پہلے پانچوں امور کے بعد مزید چار کام مدِنظر رہیں:

① اظہار کے معنی بتائیں۔

② یہ بتائیں کہ: اظہار کب ہوگا؟ آسانی کے لیے اظہار کی علامات بتائیں کہ اظہار کی دو علامتیں ہیں: تنوین یا نون ساکن ہو اور ان کے بعد حروفِ حلقی ہو۔

③ امثلہ سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں۔

④ اظہار کی ادائیگی سکھائیں۔

[۱] اظہار کے معنی:

سمجھائیں کہ نون ساکن اور تنوین کی آواز ناک میں لے جانے کو غنہ کہتے ہیں، اگر ان دونوں کی آواز ناک میں نہ لے جائیں؛ یعنی غنہ نہ کریں تو اس کو اظہار کہتے ہیں۔

[۲] اظہار کب ہوگا؟

بورڈ پر اس طرح یہ چھ حروف لکھ کر بچوں کے پاس پڑھوائیں اور ان کو بتائیں کہ یہ چھ حروف حلق (گلے) سے نکلتے ہیں؛ اس لیے ان کو حروفِ حلقی کہتے ہیں، ان

سے سوالات کریں کہ:

حروفِ حلقی کتنے ہیں؟

ان کو حروفِ حلقی کیوں کہتے ہیں؟

مختلف بچوں سے سوالات کر کے جوابات طلب کریں، پھر سمجھائیں کہ نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو غنہ نہیں ہوگا۔

سمجھائیں کہ: اظہار کے لیے دو نشانی ہیں؛ یعنی دو چیزیں دیکھیں گے:

① نون ساکن ہو یا تنوین ہو۔

② ان کے بعد حروفِ حلقی کے چھ حروف میں سے کوئی حرف ہو۔ جب یہ دونوں باتیں موجود ہوں تو اظہار ہوگا، مثالوں سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں۔

بلیک بورڈ کا استعمال

بورڈ پر اظہار کی دو مثالیں لکھیں، ایک نون ساکن کی اور ایک تنوین کی، مثلاً طَیرًا اَبَابِیْلَ ، مَنْ اَنَابَ . پھر بچوں کو بتائیں کہ: دیکھو! طَیرًا میں تنوین کی آواز ناک میں جانی چاہیے؛ لیکن یہاں نہیں لے جائیں گے؛ کیوں کہ تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے ہمزہ آیا ہے، چند بچوں سے سوال کریں:

یہاں غنہ کیوں نہیں ہوگا؟ ناک میں آواز کیوں نہیں لے جائیں گے؟

بچوں سے جوابات طلب کر کے پڑھنا سکھائیں۔

اسی طرح اب دوسری مثال سمجھائیں کہ: دیکھو! دوسری مثال میں نون ساکن ہے اور اس میں غنہ ہوتا ہے؛ لیکن یہاں نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس کے بعد ہمزہ آیا ہے،

اس طرح تمام حروف کی مثالیں لاکر سمجھائیں؛ تا آنکہ بچے یہ سمجھ لیں کہ نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو غنہ نہیں ہوگا؛ یعنی اظہار ہوگا۔

قاعدہ ذہن نشین کرانے اور ادائیگی کے لیے ذیل کے نقشے کی طرح ایک نقشہ بورڈ پر بنا کر مدد لی جاسکتی ہے:

بَنْ	بًا	ئَ	ہَ	عَ	حَ	غَ	خَ
بِنْ	بٍ	ئَ	ہَ	عَ	حَ	غَ	خَ
بُنْ	بٌ	ئَ	ہَ	عَ	حَ	غَ	خَ

اس طرح نون ساکن اور تنوین کے ساتھ حروفِ حلقی لکھیں اور اظہار کے ساتھ پڑھائیں اور غنہ کے ساتھ بھی پڑھائیں اور بتائیں کہ اس طرح پڑھنا یہ غلط ہے، قاعدہ کی دو چار مثالیں سمجھا کر پڑھائیں اور باقی امثلہ خود بچوں کے پاس پڑھائیں اور ادائیگی سنیں۔

قاعدہ کی تعبیر زبانی کرائیں

قاعدہ ذہن نشین کرانے اور ادائیگی درست کرانے کے بعد تعبیر کے لیے عبارت یاد کرائیں، دو چار مرتبہ بلوانے سے یاد ہوجائے گی اور بچے شوق سے قاعدہ بولیں گے۔

قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کا اظہار ہوگا۔

ادغام کا بیان

اِس بیان میں چھ کام مدِنظر رکھیں:

(۱) ادغام کے معنی سمجھائیں۔ (۲) ہجے کا طریقہ بتائیں۔

(۳) بتائیں کہ: ادغام کب ہوگا؟ آسانی کے لیے ادغام کی علامات بتائیں۔

(۴) امثلہ سے قاعدہ ذہن نشین کرائیں، نیز تقابل کی صورت میں قاعدہ کی تفہیم کرائیں۔

(۵) ادغام کے اقسام ذہن نشین کرائیں۔

(۶) قاعدہ کی تعبیر یاد کرائیں۔

ادغام کے معنی اور ہجے کا طریقہ

ادغام؛ یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنا، بچوں کو یہ بات مثال سے سمجھائیں، جیسے مِنْ لَّدُنْہُ سبز تختہ پر لکھ کر بچوں کو اولاً ہجے سکھائیں:

میم لام زیر مِلِ، لام زبر لَ: مِلَلَ، دال نون پیش دُنُ: مِلَلَدُنُ، ہ پیش ہُ: مِنْ لَدُنْہُ

بچوں کو سمجھائیں کہ: نون ساکن کو لام میں داخل کر کے ہم پڑھتے ہیں، اسی طرح مَنْ یَّعْمَلْ کو تختہ پر لکھ کر سمجھائیں کہ اس میں "ن" کو "ی" میں داخل کیا ہے۔

ادغام کب ہوگا؟

جب ادغام کی حقیقت بچے سمجھ لیں تو اب بتائیں کہ ادغام کب ہوگا؟

نون ساکن اور تنوین کے بعد یرملون (ی، ر، م، ل، و، ن) کے چھ حروف

میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین کا ادغام ہوگا۔

نون ساکن کے بعد حروفِ ادغام کی امثلہ بلیک بورڈ پر لکھیں اور قاعدہ سمجھائیں مثلاً: مَنْ یَقُوْلُ ، مِنْ رَبِّکَ ، مِنْ مَاءٍ ، مِنْ لَّدُنْہُ ، مِنْ وَّالٍ ، مِنْ نُّوْرٍ مثالوں میں سوالات کریں: کس کا ادغام ہوگا؟ کس میں ہوگا؟ کیوں ہوگا؟ تاکہ قاعدہ ذہن نشین ہوجائے۔

اسی طرح تنوین کے بعد حروفِ ادغام کی امثلہ لکھ کر سمجھائیں اور امثلہ میں حسبِ سابق سوالات کرتے رہیں۔

کتاب کی امثلہ

بلیک بورڈ کا استعمال کرکے جب آپ بچوں کو یہ سمجھا دیں کہ ادغام کس کو کہتے ہیں اور ادغام کب ہوگا تو بچوں کو کتاب کی امثلہ خود حل کرنے میں مشغول کریں، آگے بتایا گیا تھا کہ مدرسہ کے اوقات میں سے قاعدہ پڑھانے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے:

① سبق سمجھانے کے لیے۔
② بچوں کے استعمال کے لیے۔
③ مشق میں لگائیں۔

اس تیسرے حصے میں کتاب کی امثلہ بچوں کے پاس حل کرائیں۔

تقابل کی صورت میں قاعدہ کی تفہیم

دو لفظ بورڈ پر لکھیں، مثلا: رَجُلٌ / تَسْعٰی .

پھر کسی ایک کے پاس پہلا لفظ پڑھوائیں، پھر دوسرا لفظ کسی ایک بچے کے

پاس پڑھوائیں، پھر بچوں سے سوال کریں: اگر ہم دونوں ملا کر پڑھیں تو اظہار ہوگا یا نہیں؟ جواب دیں تو بھی سمجھائیں کہ اظہار کی دو نشانیاں ہیں ان میں کون سی علامت فوت ہے؟ دیکھو! پہلی علامت نون ساکن یا تنوین ہو یہ تو ہے؛ لیکن دوسری نشانی کہ تنوین کے بعد حروفِ حلقی کے چھ حروف میں سے کوئی حرف ہو یہ فوت ہے؛ اس لیے اظہار نہیں ہوگا۔

پھر سوال کریں: کیا ادغام ہوگا؟

دیکھو! ادغام کی پہلی علامت نون ساکن یا تنوین ہے یہ تو موجود ہے؛ لیکن دوسری علامت نہیں پائی جاتی؛ اس لیے کہ اس کے بعد ادغام کے چھ حروف میں سے کوئی حرف نہیں ہے؛ اس لیے ادغام بھی نہیں ہوگا۔

پھر سوال کریں کہ: یہاں رَجُلٌ تَسْعٰی میں ادغام کرنا ہے تو کیا کرنا پڑے گا؟ اس طرح ان کو سوچنے کا موقع دیں، اگر کوئی بچہ جواب دے تو حوصلہ افزائی فرما کر بچوں کو سمجھائیں کہ: دیکھو! تَسْعٰی میں ت کے دو نقطوں میں سے ایک نقطہ نکال دو تو یہ نون بن گیا؛ لہٰذا اب ادغام ہوگا؛ اس لیے کہ حروفِ ادغام میں سے ن تنوین کے بعد آیا ہے یا ت کے دونوں نقطے نیچے رکھ دیں تو ی بن گئی، اب ادغام ہوگا؛ کیوں کہ تنوین کے بعد حروفِ ادغام میں سے ی آئی ہے، پھر چند بچوں کے پاس ہجے رواں پڑھائیں؛ تاکہ قاعدہ کے مطابق پڑھنے کی مشق ہوجائے۔

ادغام کے اقسام

دو مثالیں تختہ پر لکھیں: مَنْ یَّعْمَلُ ، مِنْ رَّبِّكَ ، پھر بچوں سے کہیں: پڑھو، دیکھو!

مَنْ یَّعْمَلُ میں ادغام کے ساتھ آواز ناک میں جاتی ہے؛لہذا ادغام بھی ہوا اور غنّہ بھی، اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں اور مِنْ رَّبِّكَ میں نون ساکن کا ادغام رمیں ہوا؛لیکن آواز ناک میں نہیں جاتی؛یعنی ادغام کے ساتھ غنہ نہیں ہوا، اس کو ادغام بلا غنہ کہتے ہیں۔

خلاصہ کلام: پہلے ادغام کے معنی بچوں کو سمجھائیں،ثانیاً بچوں کو بتائیں کہ ادغام کب ہوگا؟ ثالثاً ادغام کے اقسام ذہن نشین کرائیں۔

بعض اساتذہ صرف قاعدہ کی تعبیر بچوں کے پاس دس پندرہ روز تک بلواتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بچے جن کی عمر ۵ یا ۶ سال کی ہے، ان کو صرف تعبیر زبانی ہوتی ہے، قاعدہ کی فہم اور سمجھ نہیں ہوتی؛ اس لیے نصابی قاعدہ کی امثلہ کو مشق کی وجہ سے قاعدہ کی رعایت کر کے پڑھ لیں گے؛لیکن دوسری امثلہ میں قاعدہ کا استعمال نہیں کر پائیں گے؛ حالاں کہ اصل مقصد قواعد کا استعمال اور ادائیگی ہے۔

قاعدہ: نون ساکن اور تنوین کے بعد یومن کے چار حروف میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام مع الغنہ ہوگا۔

قاعدہ: نون ساکن اور تنوین کے بعد ''ل، ر'' آئیں تو ادغام بلا غنہ ہوگا۔

اخفا کا بیان

(۱) مفردات میں سے حروفِ اخفا بچوں کے پاس نکلوائیں۔

(۲) قاعدہ ذہن نشین کرائیں۔

(۳) اخفا کے معنی سمجھائیں۔

(۴) قاعدہ کی تعبیر یاد کرائیں۔

⑤ اخفا کی ادائیگی درست کرائیں۔

مفردات سے حروفِ اخفا نکلوانے کا طریقہ

۱×

ب	ت	ث	ج	ح	خ
د	ذ	ر	ز	س	ش
ص	ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	ل	م	ن
و	ھ	ء	ی		

پوری تختی کے حروف چار الگ الگ کلر سے لکھے جائیں، مثلاً: ب نیلے کلر سے، حروفِ حلقی سرخ کلر سے اور حروفِ ادغام سبز چاک سے اور اخفا کے پندرہ حروف سفید چاک سے لکھیں، پھر بچوں سے کہیں: نون ساکن اور تنوین کے بعد الف نہیں آتا؛ اس لیے الف کو الگ لکھا ہے۔ نون ساکن اور تنوین کے بعد باقی ۲۸ حروف میں سے ب آئے تو کون سا قاعدہ ہوگا؟ وہ إن شاء الله ! بعد میں پڑھیں گے۔

پھر بچوں سے سوال کریں کہ: تم میں سے کون حروفِ حلقی پر گول دائرہ کرے گا؟ کسی ایک بچے کے پاس حروفِ حلقی پر دائرہ کرائیں، بعدہ کسی بچے کے پاس حروفِ ادغام پر گول دائرہ کرائیں، پھر بتائیں کہ: ۲۷ حروف میں سے چھ حروفِ حلقی اور چھ حروفِ ادغام ہیں، اب باقی پندرہ حروف اخفا کے ہیں۔

بچوں سے اس طرح بھی سوالات کر سکتے ہیں کہ سرخ کلر والے حروف کو پڑھو

اور بتاؤان کا نام کیا ہے؟ اسی طرح سوال کریں کہ: سبز کلر والے حروف کو کیا کہا جاتا ہے؟ ان سے جوابات طلب کر کے پھر کہیں: دیکھو! سفید کلر والے حروف بولو، جب بچے جواب دیں تو آپ بورڈ کی ایک طرف ان حروف کو لکھتے جائیں اور بتائیں کہ: یہ پندرہ حروف اخفا کے ہیں، اب تختی بورڈ سے مٹا کر یہ پندرہ حروف کا مجموعہ بورڈ کے ایک طرف لکھا ہوا چند روز چھوڑ دیں۔

مجموعہ کا یاد کرنا بہت آسان ہوگا، آپ بچوں کے پاس حروفِ اخفا بلوائیں تو مجموعے کے اعتبار سے ہی بلوائیں۔

پندرہ حروف کا مجموعہ حسبِ ذیل ہے:

ت	ث	ج

د	ذ	ز

س	ش
ص	ض
ط	ظ

ف	ق	ک

حروفِ اخفا یاد کرانے کے بعد امثلہ سے قاعدہ کی تفہیم کرائیں، قاعدہ کی تفہیم کے لیے تقابلی انداز حسبِ سابق زیادہ مفید ہوگا۔

مشقی سوالات

عَذَابًا	بُهْتَانٍ
شَدِيْدا ، اَلِيْما ، كَبِيْرا	كَبِيْر ، عَظِيْم ، صَرِيْح

قاعدہ کی تفہیم کے لیے اس طرح کے سوالات بورڈ پر حل کرانا بھی مفید ہوگا، مثلاً بچوں سے سوال کریں: عَذَابًا کے بعد نیچے کے تین لفظوں میں سے کونسا لفظ لگانے سے اخفا ہوگا؟ اور اَلِيْمًا لگاؤ اور پڑھو کون سا قاعدہ ہوگا؟ پھر سوال کریں کہ: شَدِيْدا کی شین کے تین نقطے نکال کر کے عَذَابًا کے ساتھ لگاؤ اور بتاؤ کونسا قاعدہ ہوگا؟

اس طرح مختلف سوالات کریں، جتنے سوالات کریں گے بچے غور و فکر کے عادی بنیں گے اور قاعدہ اتنا ہی مستحضر ہوگا کہ قرآن کی کسی بھی آیت میں اجرا کروالیں بلا تأمل کرتے جائیں گے اور قواعد نہ صرف بتائیں گے؛ بلکہ اس کی رعایت کے ساتھ پڑھ کر سنائیں گے۔

اخفا کے معنیٰ اور ادائیگی

بچوں کو اخفا کے معنیٰ سمجھائیں، اخفا کے معنیٰ ہے: چھپانا۔ نون ساکن اور تنوین کی آواز کو ناک میں چھپا کر پڑھنا، جیسے پنکھا کی نون میں اخفا ہوتا ہے۔

فرداً فرداً تمام بچوں سے سوال کر کے معلوم کریں کہ انھوں نے اخفا کے معنیٰ سمجھ لیا ہے یا نہیں؟ نیز مثالوں میں ادائیگی سکھائیں:

نون کو نہ تو جلدی ادا کریں اور نہ ہی صاف طور سے؛ بلکہ اس طرح ادا کریں

کہ زبان کی نوک تالو سے جدا؛ مگر قریب ہی رکھ کر ایک الف کے برابر ناک میں گنگناتے ہیں اس کو "اخفا" کہتے ہیں۔

بچوں کو یہ سب چیزیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ ادائیگی سکھائیں، خود بھی صحیح ادا کریں اور بار بار ان کے پاس صحیح ادا کروائیں۔

اقلاب کا بیان

اس میں تین کام مدِ نظر رکھیں:

① اقلاب کے معنیٰ بتائیں اور ہجے کا طریقہ سکھائیں۔

② سمجھائیں کہ اقلاب کب ہوگا؟

③ مثالوں سے قاعدہ کی تفہیم اور تعبیر یاد کرائیں۔

اقلاب کے معنیٰ اور ہجے کا طریقہ

اقلاب کے معنیٰ ہے: بدلنا۔ یہاں نون ساکن یا تنوین کو میم سے بدلتے ہیں؛ اس لیے نون ساکن اور تنوین کو پڑھا نہیں جاتا؛ بلکہ اس کی جگہ میم پڑھی جاتی ہے، ہجے کرا کے یہ بات ذہن نشین کرائیں۔

ہجے کا طریقہ: مِنْ بَخِلَ = مِنْ ۢ بَخِلَ: میم میم زبر مَمْ، ب زبر بَ، خ زیر خِ: مَمْ بَخِ، ل زبر لَ: مَمْ بَخِلَ.

قاعدہ کی تفہیم

بچوں کو سمجھائیں کہ ہم نے الف کے علاوہ باقی اٹھائیس حروف کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا: پہلا حصہ حروف حلقی، وہ چھ ہیں۔ دوسرا حصہ حروفِ ادغام، وہ بھی چھ

ہیں۔ تیسرا حصہ حروفِ اخفا، وہ پندرہ ہیں، یہ کل ستائیس حروف ہوئے۔

اور ایک حرف جو باقی ہے وہ ہے ''ب''، نون ساکن یا تنوین کے بعد ''ب'' آئے تو اقلاب ہوگا؛ یعنی نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ اور اخفا کے ساتھ پڑھیں گے۔

نیز آپ بچوں کو سمجھادیں کہ نون ساکن اور تنوین کے بعد ب آئے تو ان کو میم سے بدل کر پڑھتے ہیں، اس کے لیے ایک چھوٹی سی میم بھی لکھی جاتی ہے، یہ اقلاب کی نشانی ہے؛ لیکن کسی جگہ نون ساکن یا تنوین کے بعد ب ہو اور وہاں اقلاب کی نشانی چھوٹی میم لکھی ہوئی نہ ہو تو بھی آپ اقلاب کریں گے؛ یعنی نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر پڑھیں گے، چھوٹی میم تو قاعدہ نہ جاننے والوں کے لیے لکھی جاتی ہے؛ تاکہ نشانی دیکھ کر وہ اقلاب کرلیں، آپ کو قاعدہ معلوم ہوگیا؛ اس لیے آپ تو قاعدہ کے مطابق میم سے بدل کر پڑھیں؛ چاہے وہاں میم نہ ہو۔

نون ساکن کے چاروں قواعد کا حروف کے اعتبار سے ایک نقشہ بنائیں اور بتائیں کہ نون ساکن اور تنوین کے بعد الف نہیں آتا، باقی ۲۸/حروف کے نون ساکن اور تنوین کے بعد آنے کے اعتبار سے چار قاعدے ہیں، چاروں قاعدوں کی عمومی مشق جاری رکھیں:

اقلاب	نْ	ـً ـٍ ـٌ	ب
اظہار	نْ	ـً ـٍ ـٌ	ء ہ ع ح غ خ
ادغام	نْ	ـً ـٍ ـٌ	ی ر م ل و ن

اخفاء	نْ	ـًـٍـٌ	ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک

میم ساکن کا بیان

بچوں کو بتائیں کہ: ہم نے نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے پڑھے:

① اظہار ② ادغام ③ اخفا ④ اقلاب۔

اس لیے ہم نے حروفِ تہجی کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں: ① ادغام ② اخفا ③ اظہار۔

اس لیے حروفِ تہجی کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے، دیکھو! آنے والے نقشے میں تین حصے ہیں۔

بچوں کو اولاً یہ سمجھائیں کہ کسی بھی ساکن حرف کے بعد الف نہیں آتا؛ اس لیے میم ساکن کے بعد الف نہیں آتا، باقی ۲۸/حروف آتے ہیں، ان کے تین حصے ہیں:

میم ساکن کے بعد	م	ادغام شفوی	اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ
میم ساکن کے بعد	ب	اخفاء شفوی	اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ
میم ساکن کے بعد	م، ب، کے علاوہ ۲۶ حروف میں کوئی ایک حرف آئے	اظہار شفوی	هُمْ فِیْهَا

ادغامِ شفوی

اس میں پانچ امور پر محنت کی جائے:

① ادغامِ شفوی کی علامتیں بتائی جائیں، ادغامِ شفوی کی دو علامتیں ہیں: میم

ساکن ہو اور میم ساکن کے بعد دوسری میم ہو۔

② ہجے کا طریقہ سکھایا جائے۔

③ امثلہ سے قاعدہ کی تفہیم کرائی جائے اور قاعدہ ذہن نشین کرایا جائے۔

④ ادائیگی درست کرائی جائے۔ ⑤ قاعدہ کی تعبیر یاد کرائی جائے۔

ہجے کا طریقہ

میم ساکن کے بعد دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا، مثلاً جَعَلَ لَکُمْ مِنْ میں دیکھو! میم ساکن کے بعد دوسری میم ہے؛ اس لیے پہلی میم کو دوسری میم میں ملا کر پڑھیں گے اور ہجے اس طرح کریں گے:

جیم زبر جَ، عین زبر عَ: جَعَ، لام زبر لَ: جَعَلَ، لام زبر لَ، کاف میم پیش کُمْ، میم نون زیر مِنْ: جَعَلَ لَکُمْ مِن۔

ہجے رواں کی خوب مشق کرائیں، یہاں ہجے میں ایک میم کا نام نہیں لیا گیا؛ کیوں کہ اس کا ادغام ہو گیا ہے۔

اخفائے شفوی

اس میں چار امور پر محنت کی جائے:

① اخفائے شفوی کی علامتیں بتائی جائیں، اخفائے شفوی کی دو علامتیں ہیں: میم ساکن ہو اور میم ساکن کے بعد ب ہو۔

② امثلہ سے قاعدہ کی تفہیم کرائی جائے اور قاعدہ ذہن نشین کرایا جائے۔

③ ادائیگی درست کرائی جائے۔

④ قاعدہ کی تعبیر یاد کرائی جائے۔

اظہارِ شفوی

اس میں چار امور پر محنت کی جائے:

① اظہارِ شفوی کی علامتیں بتائی جائیں، اظہارِ شفوی کی دو علامتیں ہیں: میم ساکن ہو اور میم ساکن کے بعد ب اور میم نہ ہو۔

② امثلہ سے قاعدہ کی تفہیم کرائی جائے اور قاعدہ ذہن نشین کرایا جائے۔

③ ادائیگی درست کرائی جائے۔

④ قاعدہ کی تعبیر یاد کرائی جائے۔

مد کا بیان

بچوں سے سوالات کریں کہ: حروفِ مدہ کتنے ہیں؟ ان میں کتنا مد ہوتا ہے؟ جوابات طلب کرنے کے بعد بتائیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ حروفِ مدہ میں ایک الف مد ہوتا ہے؛ لیکن ایک الف سے زائد مد کرنا ہو تو اس کی چار صورتیں ہیں:

① حرفِ مد کے بعد ہمزہ الف کی شکل میں ہو تو دو سے تین الف مد ہوگا۔

② حرفِ مد کے بعد ہمزہ عین کے سرے کی شکل میں ہو تو تین سے چار الف مد ہوگا۔

③ حرفِ مد کے بعد جزم ہو تو چار سے پانچ الف مد ہوگا۔

④ حرفِ مد کے بعد تشدید ہو تو چار سے پانچ الف مد ہوگا۔ ایک نقشہ بنا کر یہ امور سمجھائیں:

حروفِ مدہ	حرکاتِ مدہ	صورتیں	تفصیلات
بَا اَ	بٰ اَ	ہمزہ الف کی شکل میں	دو الف مد ہوگا
بَاءَ	بٰ ءَ	ہمزہ عین کے سرے کی شکل میں	تین الف مد ہوگا
بَابْ	اٰلْ	حرفِ مد کے بعد جزم ہو	چار سے پانچ الف مد ہوگا
صَافَّ	صٰ فَّ	حرفِ مد کے بعد تشدید ہو	چار سے پانچ الف مد ہوگا

مد کی صورتیں سمجھا کر اب مد کے اقسام اور نام و ادائیگی بتائیں اور قواعد کی تعبیر زبانی کرائیں۔

نوٹ: مدود کی مقدار کے سلسلے میں فن کے ماہرین سے رجوع کریں یا فن کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں، یہاں نقشے میں جو مدود کی مقدار ذکر کی ہے وہ مکاتب کے بچوں کو آسانی کے ساتھ سمجھانے کے لیے ہے۔

مدِ منفصل کا بیان

بچوں کو اولاً بتائیں کہ حرفِ مد اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں گے یا الگ الگ کلمہ میں، اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ الگ کلمہ میں ہو تو اس کو ''مدِ منفصل'' کہتے ہیں اور اس میں دو الف مد ہوگا اور آسانی کے لیے بتائیں کہ حرفِ مد اور ہمزہ جب الگ الگ کلمہ میں ہوں تو ہمزہ الف کی شکل میں ہوگا، جب ہمزہ الف کی شکل میں ہو تو سمجھو کہ یہاں مدِ منفصل ہے، یاد رکھو! ہمزہ الف کی شکل میں ہونا مد منفصل کی علامت ہے، یہ قاعدۂ کلیہ نہیں، اکثریہ ہے۔

مدِ متصل کا بیان

حرفِ مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہو تو تین سے چار الف مد ہوگا اور اس صورت میں ہمزہ عین کے سرے کی شکل میں ہوگا۔

بچوں کو بتائیں کہ: جب ہمزہ عین کے سرے کی شکل میں ہو تو سمجھو کہ ہمزہ اور حرفِ مد ایک ہی کلمہ میں ہیں اور ہمزہ کا عین کے سرے کی شکل میں ہونا یہ مدِ متصل کی علامت ہے اور اس میں تین سے چار الف مد ہوگا۔

نوٹ: ہمزہ عین کے سرے کی شکل میں ہونا یہ مدِ متصل کی علامت ہے، یہ قاعدہ اکثریہ ہے، کلیہ نہیں ہے؛ چوں کہ بچے ایک کلمہ ہے یا الگ، یہ نہیں جان سکتے؛ اس لیے ان کو کوئی ایک علامت اور قرینہ بتانا ضروری تھا؛ تاکہ اس سے بچے جان لیں کہ ایک کلمہ ہے یا الگ الگ دو کلمے ہیں۔

تقابلی طریقہ

مثلاً بَیْضَاءَ میں صرف بَیْضَا لکھ کر کہیں: دیکھو! یہاں ہمزہ الف مدہ کے بعد لکھا نہیں ہے؛ اس لیے حرفِ مد الف کو صرف ایک الف کے برابر ہی کھینچ کر پڑھیں گے اور جب اس کے بعد ہمزہ لکھیں گے تو تین سے چار الف کھینچیں گے۔

ہجے کراتے وقت بھی اس کا خیال رکھیں، مثلاً: ب ی زبر بَیْ ض الف زبر ضَا: بَیْضَا (صرف ایک الف کے برابر مد کے ساتھ پڑھائیں) ہمزہ زبر ءَ: بَیْضَاءَ، حرفِ مد الف کے بعد ہمزہ آنے سے اب تین چار الف مد کے ساتھ پڑھائیں۔

خلاصۂ کلام: کبھی ہمزہ نکال کر، کبھی ہمزہ لگا کر پڑھائیں، اس سے قاعدہ کی

تفہیم زیادہ ہوگی، اسی طرح مدِ منفصل میں بھی قاعدہ کی تفہیم کرائیں، مثلاً فِیۡ اَمرِ نَا میں صرف فِیۡ پڑھائیں، پھر کہیں کہ: اب ساتھ میں اَمرِ نَا لگا کر پڑھو۔

قاعدہ کی تعبیرات

مدِ منفصل: حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو مدِ منفصل ہوگا، مدِ منفصل میں تین الف مد ہوگا۔

مدِ متصل: حرفِ مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو مدِ متصل ہوگا، مدِ متصل میں تین سے چار الف مد ہوگا۔

مدِ لازم کا بیان

(۱) بچوں کو سمجھائیں کہ حروفِ مدہ کے بعد یا حرکاتِ مدہ کے بعد جزم یا تشدید ہو تو چار سے پانچ الف مد ہوگا۔

(۲) امثلہ سے یہ بات ذہن نشین کرائیں اور ساتھ ساتھ ادائیگی درست کروائیں۔

(۳) مد کا نام بتائیں اور قاعدہ کی تعبیر یاد کرائیں۔

(۴) قاعدہ کی تفہیم کے لیے تقابلی انداز اختیار کیا جائے۔

قاعدہ کی تفہیم تقابلی انداز میں

مثلاً حَآجَّکَ بلیک بورڈ پر لکھیں اور ایک بچے سے پڑھوائیں، اس میں قاعدہ کے متعلق سوال کرنے کے بعد جیم کی تشدید نکال کر کسی بچے کے پاس پڑھائیں اور

سوال کریں کہ: اب کونسا مد ہوگا؟ بس! اس طرح حروفِ مدہ کے بعد تشدید نکلوا کر اور لگوا کر پڑھائیں اور قاعدہ کے متعلق سوال کرتے رہیں۔

مدِ لازم کی چار قسمیں ہیں:

① مدِ لازم کلمی مخفف۔ ② مدِ لازم حرفی مخفف۔

③ مدِ لازم کلمی مثقل۔ ④ مدِ لازم حرفی مثقل۔

مدِ لازم کلمی مخفف کی قرآن میں صرف ایک ہی مثال ہے اور حرفی مخفف کی امثلہ حروفِ مقطعات میں ہیں، یہ بچوں کا قاعدہ ہے؛ اس لیے ساری ہدایات اور ترتیب میں ان کا معیار سامنے رکھا گیا ہے اور مدِ لازم کے اقسام سے بحث نہیں کی گئی ہے۔

مد کے اقسام حروفِ تہجی میں

چار امور پر محنت کریں:

① دو حرفی الفاظ میں مد کا قاعدہ سمجھایا جائے۔

② سہ حرفی الفاظ میں مد کا قاعدہ سمجھائیں۔

③ دو حرف کو ملا کر پڑھنے سے نون ساکن یا میم ساکن کا جو بھی قاعدہ بنتا ہو اس کو بھی سمجھائیں مثلاً: سین، شین دونوں کو ملا کر پڑھنے سے سین کے نون میں اخفا ہوگا۔

④ ادائیگی درست کروائیں۔

چاروں امور پر محنت کا طریقہ

حروفِ تہجی میں مد کی مشق کرانے کے لیے دو نقشے بنائیں: ایک دو حرفی الفاظ کا اور ایک سہ حرفی الفاظ کا، نقشے میں حروف پڑھنے کے اعتبار سے لکھیں، مثلاً: جیم، حا،

خا، دونوں نقشوں کا نمونہ آگے مذکور ہے:

با	تا
ثا	حا
خا	را
زا	زاء
طا	ظا
فا	ھا
یا	★

جیم	دال
ذال	سین
شین	صاد
ضاد	قاف
کاف	لام
میم	نون
واو	★

عین	غین	دونوں میں لین لازم ہوگا

بچوں کو سمجھائیں کہ: پہلے نقشے میں دو حرفی حروف ہیں، ان میں الف مدہ ہوگا؛ کیوں کہ الف سے پہلے زبر ہے اور دوسرے نقشے میں تین حرفی حروف ہیں، ان میں مدِ لازم ہوگا۔

دیکھو! جیم میں یا مدہ ہے، اس کے بعد میم ساکن ہے؛ اس لیے مدِ لازم ہوگا، اسی طرح دال میں الف مدہ ہے، اس کے بعد لام ساکن ہے؛ اس لیے مدِ لازم ہوگا، اسی طرح تمام حروف میں مد کا قاعدہ سمجھائیں۔ عین اور غین میں یائے لین ہے اور اس کے بعد جزم ہے؛ اس لیے یہ لین لازم ہوگا۔

مد کی رعایت کے ساتھ پوری تختی پڑھائیں، نیز بچوں کو بتائیں کہ سین اور شین دونوں کو ملا کر پڑھیں تو دونوں میں مدِ لازم کے علاوہ سین کے نون میں اخفا بھی ہوگا؛

کیوں کہ نون ساکن کے بعد شین آیا ہے جو اخفا کے پندرہ حروف میں سے ہے، اسی طرح شین اور صاد دونوں کو ملا کر پڑھیں تو شین کے نون میں اخفا بھی ہوگا اور صاد میں مدِ لازم کے علاوہ اس کے دال میں قلقلہ ہوگا۔

عین اور غین میں لین لازم کے علاوہ عین کے نون میں اظہار ہوگا؛ چوں کہ نون ساکن کے بعد حروفِ حلقی میں سے غین آئی ہے، اسی طرح لام اور میم کو ملا کر پڑھیں تو مدِ لازم کے علاوہ لام کے میم میں ادغامِ شفوی ہوگا۔

زا دو طرح پڑھی جاتی ہے:

① صرف الف کے ساتھ جیسے: زا؛ اس لیے ایک الف مد ہوگا۔

② بعض حضرات الف کے بعد ہمزہ بھی پڑھتے ہیں تو یہاں مدِ متصل ہوگا؛ یعنی تین سے چار الف مد ہوگا۔

یہ بات بچوں کو نہ سمجھائیں؛ بلکہ ان کے پاس تو صرف ایک الف مد کے ساتھ ہی پڑھائیں۔

نوٹ: جن حروف کے نام دو حرفی ہیں ان کو ''مسرودی'' بولتے ہیں، جو عربی و فارسی میں الف کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، جیسے: با، تا، ثا؛ اس لیے مدِ اصلی؛ یعنی ایک الف کے برابر مد ہوگا اور اردو میں یائے مجہول کے ساتھ پڑھتے ہیں، جیسے: بے، تے۔

جن حروف کے نام سہ حرفی ہیں اگر ان کو الٹ کر پڑھنے سے وہی نام رہے، جیسے نون، میم تو ان کو ''مکتوبی'' کہتے ہیں اور اگر الٹ کر پڑھنے سے وہ نام نہ رہے، جیسے جیم وغیرہ تو ان کو ''ملفوظی'' کہا جاتا ہے، مکتوبی اور ملفوظی میں مدِ لازم ہوگا۔

یہ بات صرف معلمین کے لیے ذکر کی ہے، بچوں کو سمجھانے کی ضرورت نہیں،

ان کو سابقہ طریقے پر قواعد سمجھائیں۔

حروفِ مقطعات

ان چاروں کاموں کے بعد حروفِ مقطعات میں مداور نون ساکن ومیم ساکن کے قواعد کا اجرا اور ادائیگی صحیح کرائیں۔ حروفِ مقطعات یہ ہیں:

الٓمّٓ	الٓمّٓصٓ	الٓرٰ	الٓمّٓرٰ	کٓھٰیٰعٓصٓ	طٰهٰ	طٰسٓمّٓ
طٰسٓ	یٰسٓ	صٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	قٓ	نٓ	۞

معلمین حضرات یہ تو جانتے ہی ہیں کہ ان حروف کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں، مقطعات کے معنیٰ ہیں کٹے کٹے حروف؛ یعنی الگ پڑھے جانے والے حروف، مطلب یہ ہے کہ ان حروف سے کلمے نہیں بنائے جاتے اور ان کا تلفظ ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نہیں کیا جاتا؛ بلکہ یہ پورے پورے پڑھے جاتے ہیں۔

ان حروف میں سے جن میں بیچ کا حرف مدہ یا لین ہے تو ان میں مد بھی ہوتا ہے؛ چنانچہ قرآن میں ان حروف پر مد کی علامت بھی بنی ہوئی ہے، ایسے ہی جہاں ادغام یا اخفا کا قاعدہ پایا جاتا ہے وہاں ان قاعدوں کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے، جیسے کہ الٓمّٓ میں لام میں مدِ لازم اور لام کے میم میں ادغامِ شفوی اور میم میں مدِ لازم اور حٰمٓ عٓسٓقٓ میں عین میں مدِ لین لازم اور عین کے نون میں اخفا۔

یہ قواعد بچوں کو ذہن نشیں کرائے جائیں، حروفِ تہجی کے بیان میں مشق ہو گئی ہے؛ اس لیے یہاں ان قواعد کا سمجھنا نہایت آسان ہو گا۔

یہاں صرف سوالات کریں گے تو بچے جوابات دیں گے۔

اگر آسانی ہو اور بچوں کا حافظہ ساتھ دے تو حروفِ مقطعات زبانی یاد کرا دیں، حضرت مولانا نور محمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ: حروفِ مقطعات کا طلبہ کو حفظ کرا دینا موجبِ برکت ہے۔

''را'' کا بیان

۱	رامفتوح	پُر	۱۱	راساکن ماقبل ضمہ	پُر
۲	رامضموم	پُر	۱۲	راساکن ماقبل کسرہ	باریک
۳	رامکسور	باریک	۱۳	راساکن ساکن ماقبل فتحہ	پُر
۴	رامنون دو زبر سے	پُر	۱۴	راساکن ساکن ماقبل ضمہ	پُر
۵	رامنون دو پیش سے	پُر	۱۵	راساکن ساکن ماقبل کسرہ	باریک
۶	رامنون دو زیر سے	باریک	۱۶	راساکن ماقبل زیر؛ لیکن مابعد حروفِ مستعلیہ	پُر
۷	رامشددہ مفتوحہ	پُر	۱۷	راساکن ماقبل زیر عارضی	پُر
۸	رامشددہ مضمومہ	پُر	۱۸	راساکن ماقبل زیر الگ کلمہ میں	پُر
۹	رامشددہ مکسورہ	باریک	۱۹	راساکن سے پہلے ی ساکن ہو	باریک
۱۰	راساکن ماقبل فتحہ	پُر	۲۰	راپر کھڑا زبر ہو	پُر

بچوں سے سوال کریں کہ: کل حروف کتنے ہیں؟

ان میں کتنے حرف پُر پڑھے جاتے ہیں؟ وہ کون کون سے ہیں؟

بچے جواب دیں تو آپ بورڈ پر وہ تمام حروف لکھ لیں (خ،ص،ض،ط،ظ،غ، ق)، پھر بچوں سے کہیں: ان کو حروفِ مستعلیہ کہتے ہیں جو ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں، نَصْرْ میں را ساکن اور اس سے پہلے ص ساکن اور اس سے پہلے نون پر زبر ہے؛ اس لیے را پر ہوگی۔اسی طرح دوسری مثالیں سمجھائیں اور قاعدہ ذہن نشین کرائیں کہ یہ ۷ حروف ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ باقی بائیس حروفِ مستفلہ ہیں جو باریک پڑھے جاتے ہیں؛ لیکن ان میں سے تین (الف، را، اللہ کا لام) کبھی پُر، کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں، الف تو پُر حرف کے بعد پُر ہوگا اور باریک حرف کے بعد باریک پڑھا جائے گا، الف مدہ کے بیان میں اس کی مشق ہوگئی ہے۔

را کی پانچ حالتیں ہیں: ① را متحرک جیسے: حَرَمًا ② را منون جیسے: نَارٌ ③ را مشدد جیسے: شَرِّ۔ ④ را ساکن جیسے: اَرْسَلْنَا۔ ⑤ را پر کھڑا زبر جیسے: یَرٰی۔

ہر مثال میں را کی حالت کے متعلق سوال کریں اور بتائیں کہ: اب ہم ان پانچوں حالتوں کے اسباق ان شاء اللہ! پڑھیں گے۔

را متحرکہ کا بیان

تین مثالیں بورڈ پر لکھیں: ایک را مفتوحہ کی، ایک را مضمومہ کی اور ایک را مکسورہ کی، مثلاً: رَبَّهٗ، رُسُلُ، اَمْرِهِمْ، پھر سمجھائیں کہ: را پر زبر یا پیش کی حرکت ہو تو را پُر ہوگی؛ اس لیے پہلی دو مثالوں میں را پُر ہوگی اور زیر کی حرکت ہو تو باریک ہوگی؛ اس لیے اَمْرِهِمْ میں را باریک ہوگی، چند مثالوں سے قاعدہ سمجھائیں۔

حرکات کے بیان میں پہلے ہی سال میں مثالوں میں ادائیگی سکھا دی گئی ہے؛ اس لیے یہاں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی؛ بلکہ یہ قاعدہ آسان ہے؛ اس لیے حرکات کا بیان پڑھاتے وقت ہی ہمارے اساتذہ یہ قاعدہ بتا دیتے ہیں اور اس کی مشق بھی کرا دیتے ہیں۔

رامنون کا بیان

را پر دو زبر اور دو پیش کی تنوین ہو تو را پُر ہوگی اور دو زیر کی تنوین ہو تو باریک، مثالوں سے سمجھائیں، اسی طرح را مشددہ کی مثالیں لا کر اس کی مشق کرائیں۔

را ساکنہ کا بیان

اَرْسَلْنَا، قُرْآنٌ، اِصْبِرْ تین مثالیں بورڈ پر لکھیں!

پھر بچوں سے کہیں کہ: را ساکن ہو تو اس کو پُر پڑھیں گے یا باریک؟ پھر بتلائیں کہ: اس کے لیے را ساکن سے پہلے والے حرف کو دیکھیں، اگر را ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر یا پیش ہو تو را پُر ہوگی جیسے اَرْسَلْنَا میں را ساکن سے پہلے ہمزہ پر زبر ہے؛ اس لیے را پُر ہوگی اور قُرْآنٌ میں را ساکنہ سے پہلے پیش ہے؛ اس لیے را پُر ہوگی۔ اور اگر را ساکنہ سے پہلے زیر ہو تو را باریک، جیسے: اِصْبِرْ میں را ساکن سے پہلے ''ب'' کے نیچے زیر ہے؛ اس لیے ''را'' باریک ہوگی۔

بہر حال! بچوں کو سمجھائیں کہ جس طرح را ساکن کو جزم کے قاعدہ کی وجہ سے پہلے والے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں اسی طرح اس کو پُر پڑھیں یا باریک اس کے لیے اس سے پہلے والے حرف کو دیکھیں گے، اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر، زیر

ہوتو باریک اور اگر را ساکن سے پہلے بھی کوئی حرف ساکن ہوتو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھیں گے، جیسے: نَصْرْ ، يُسْرْ ، كِبْرْ .

دیکھو! پہلی مثال نَصْرْ میں را ساکن سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہے؛ اس لیے ''ر'' پُر ہوگی اور دوسری مثال يُسْرْ میں را ساکن سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہے اور اس سے پہلے والے حرف پر پیش ہے؛ اس لیے ''ر'' پُر ہوگی اور تیسری مثال كِبْرْ میں را ساکن سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہے اور اس سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہے؛ اس لیے ''ر'' باریک ہوگی۔

را ساکن ہمیشہ کب باریک ہوتی ہے؟

بچوں کو سمجھائیں کہ: را ساکن سے پہلے اگر ی ساکن ہوتو را ہمیشہ باریک ہوگی؛ چاہے اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو، جیسے: خَيْرْ ، بِغَيْرْ۔

الغرض! را ساکنہ سے پہلے یائے لین ہو یا یاءِ مدہ تو را باریک ہوگی، یائے لین کی مثال تو اوپر موجود ہے، یا مدہ کی مثال: خَبِيْرْ ، بَصِيْرْ۔

مثالوں سے قاعدہ کی تفہیم کرائیں، نیز تفہیم کے لیے سوالات بھی کریں، مثلاً خَيْرْ میں ی کا ایک نقطہ نکال دیا جائے تو را پر ہوگی یا باریک؟

اس طرح کے سوالات سے قاعدہ ذہن نشین ہوگا۔

را ساکن ہمیشہ پُر کب ہوگی؟

﴿اِرْصَادًا ، قِرْطَاسٍ ، فِرْقَةٍ ، لَبِالْمِرْصَادِ ، مِرْصَادًا﴾

پہلے آپ بچوں سے سوال کریں کہ: حروفِ مستعلیہ کتنے ہیں؟ اور کون کون

سے؟ بچوں سے جوابات طلب کر کے مذکورہ بالا مثالوں میں سے پہلی مثال لیں اور بچوں سے کہیں: دیکھو! اِرْصَادًا میں راساکن سے پہلے ہمزہ کے نیچے زیر ہے؛ اس لیے را باریک پڑھنی چاہیے؛ لیکن راساکن کے بعد حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی بھی حرف اسی کلمہ میں مفتوح آئے تو را ہمیشہ پر ہوگی، یہاں مثال میں حروفِ مستعلیہ میں سے صاد آیا ہے؛ اس لیے را پُر ہوگی، اسی طرح باقی مثالیں سمجھائیں۔

بچوں کو سمجھائیں کہ: یہاں دو باتیں دیکھیں گے: ایک راساکن ہو، دوم اس کے بعد حروفِ مستعلیہ ہوں، سوالات سے یہ بات ذہن نشین کرائیں، مثلاً سوال کریں کہ: فِرْقَةٍ میں قاف کی جگہ کاف ہو تو را باریک ہوگی یا پر؟

مِرْصَادًا میں صاد کی جگہ سین ہو تو را پر ہوگی یا باریک؟

قِرْطَاسٍ میں راساکن کو زیر دے کر قِرِطَاسٍ پڑھیں تو را پر ہوگی یا باریک؟

نوٹ: قرآنِ پاک میں اس قاعدہ کی یہی پانچ مثالیں ہیں۔

قاعدہ: راساکن کے بعد حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف اسی کلمہ میں مفتوح آئے تو راساکن پُر ہوگی۔

راساکن سے پہلے زیرِ عارضی کا بیان

بچوں کو بتائیں کہ: زیر کی دو قسمیں ہیں: (۱) اصلی (۲) عارضی۔

پھر ان کو سمجھائیں کہ: ایک زیر تو ایسا ہوتا ہے جو ہمیشہ باقی رہتا ہے، جیسے فِرْعَوْنَ میں راساکن سے پہلے فا کا زیر ہمیشہ باقی رہتا ہے، جو زیر ہمیشہ باقی رہتا ہو وہ اصلی ہے اور جو زیر ہمیشہ باقی نہ رہتا ہو وہ عارضی ہے، جیسے: اِرْكَعُوْا میں راساکن سے

پہلے ہمزہ کے نیچے زیر ہے؛ اس لیے راساکن باریک پڑھنی چاہیے؛ لیکن جب واو کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو نہ ہمزہ پڑھا جائے گا، نہ اس کا زیر؛ بلکہ وَارْكَعُوْا پڑھیں گے، ہجے اس طرح کروائیں: واو را زبر وَرْ، کاف زبر کَ: وَارْکَ، عین واو پیش عُوْ: وَارْكَعُوْا. دیکھو! یہاں ہمزہ اور اس کا زیر جب آگے واو کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تو پڑھا نہیں جاتا اور جب واو کے ساتھ نہیں ملاتے تو پڑھا جاتا ہے؛ لہذا یہ زیر عارضی ہے، کبھی پڑھا جاتا ہے، کبھی نہیں۔

پھر ایک بار بتائیں کہ: جو زیر ہمیشہ پڑھا جاتا ہے وہ زیر اصلی اور جو ہمیشہ نہ پڑھا جاتا ہو وہ عارضی، دو چار بچوں سے سوال کریں کہ:

زیرِ عارضی کس کو کہتے ہیں؟ زیرِ اصلی کس کو کہتے ہیں؟

سوالات کے بعد اب قاعدہ یاد کرائیں: راساکن سے پہلے زیر عارضی ہو؛ یعنی ہمیشہ باقی نہ رہتا ہو تو را باریک نہیں ہوگی، پُر ہوگی، اسی طرح دوسری مثالیں حل کروائیں۔ بچے اب تک تو ان شاء اللہ! غور وفکر کے عادی ہو گئے ہوں گے؛ اس لیے یہ قاعدہ سمجھنا دشوار نہیں ہوگا۔

راساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا، فِرْعَوْنَ﴾ دو مثال بورڈ کی ایک طرف لکھیں، پھر بچوں کے پاس ہجے رواں کروا کے حل کروائیں، اس کے لیے پہلی مثال دوبارہ دو ٹکڑوں میں لکھیں، مثلاً: رَبِّ، اِرْحَمْهُمَا، پھر دونوں کی ہجے اور رواں پڑھائیں، اس کے بعد بچوں سے کہیں: اب دونوں کلمے کو ملا کر پڑھیں گے؛ اس لیے اِرْحَمْهُمَا کا الف اور اس کا زیر

دونوں نہیں پڑھیں گے؛ بلکہ را ساکن کو رَبِّ کی ب کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے، پہلے ہجے کریں گے: را با زبر رَبَ، با را زیر بِرْ: رَبِرْ، حا میم زبر حَمْ، ھ پیش ہُ: رَبِّ ارْحَمْہُ، میم الف زبر ما: رَبِّ رْحَمْھُمَا۔

ہجے رواں دو چار بچوں کے پاس پڑھوا کر پھر ان سے سوال کریں کہ: را ساکن سے پہلے زیر ہو تو را پُر ہو گی یا باریک؟

جواب طلب کر کے ان سے کہیں کہ: یہاں را ساکن سے پہلے ب کے نیچے زیر ہے؛ اس لیے را باریک ہونی چاہیے؛ لیکن یہ باریک نہیں ہو گی، پُر ہو گی؛ کیوں کہ را ساکن اور اس سے پہلے زیر الگ الگ کلمے میں ہیں، رَبِّ ایک کلمہ ہے، اِرْحَمْھُمَا دوسرا کلمہ ہے، را ساکن سے پہلے زیر ایک کلمہ (لفظ) میں ہونا چاہیے، جیسے دوسری مثال فِرْعَوْنَ میں دیکھو! را ساکن اور زیر ایک ہی کلمے میں ہیں، اسی طرح چند مثالوں سے قاعدہ کی تفہیم کرائیں، پھر قاعدہ کی عبارت یاد کرائیں۔

قاعدہ: را ساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں ہو تو را پُر ہو گی۔

نوٹ: اگر بچے اپنی عمر کے لحاظ سے نہیں سمجھ پا رہے ہیں تو یہ قاعدہ، اسی طرح اس سے پہلے والا قاعدہ ابھی چھوڑ دیں، بعد میں قرآن کے اساتذہ یہ قواعد سمجھا دیں گے۔

لفظ ''اللہ'' کا ''لام''

لفظ اللہ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کا لام پُر ہو گا اور زیر ہو تو باریک ہو گا، مثالوں سے قاعدہ سمجھائیں اور اسباق کی مثالیں ہجے اور رواں کے ساتھ مشق کرائیں۔

الف لام کا بیان

﴿وَالْقَمَرِ﴾ ﴿وَالشَّمْسِ﴾ بچوں کو سمجھائیں کہ بعض الفاظ کے شروع میں الف لام آتا ہے، جیسے یہاں مثال میں الف لام موجود ہے، کسی بچے کو کھڑا کر کے کہیں: تم بتاؤ! پہلی مثال میں کون کون سے حروف ہیں؟

اسی طرح سوال کریں کہ: دوسری میں کتنے حروف ہیں؟ اور کون کون سے؟

ان سے جوابات طلب کر کے پھر بتائیں کہ: الف لام جو شروع میں ہے اس میں الف ملا کر پڑھنے کی صورت میں تو کبھی بھی نہیں پڑھا جاتا اور لام کبھی پڑھا جاتا ہے، کبھی نہیں، کب نہیں پڑھا جائے گا؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ الف لام کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو الف اور لام دونوں نہیں پڑھیں گے، جیسے: وَالشَّمْسِ میں الف لام کے بعد ش پر تشدید ہے؛ اس لیے یہاں واو کو شین سے ملا کر پڑھیں گے اور الف لام دونوں کو نہیں پڑھیں گے، ہجے ہوگی:

واو شین زبر وَشْ، شین میم زبر شَمْ: وَشَمْ، شین زیر شِ: وشَمْسِ۔

اسی طرح دوسری مثال وَالْقَمَرِ میں الف لام کے بعد میم پر تشدید نہیں ہے؛ اس لیے لام کو تو پڑھیں گے، الف کو نہیں پڑھیں گے، بچوں کو یہ بھی سمجھا دیں کہ: الف لام کے بعد والے حرف پر تشدید نہ ہو تو لام پر جزم ہوگا۔

ہجے رواں پڑھا کر قاعدہ کی تفہیم کرائیں اور دیگر مثالوں سے اس قاعدہ کی خوب وضاحت فرمائیں، استاذِ محترم کو جب اطمینان ہو جائے کہ بچوں نے خوب سمجھ لیا ہے کہ لام کب پڑھا جائے گا اور کب نہیں تو اب قاعدہ یاد کروا سکتے ہیں۔

قاعدہ: الف لام حروفِ قمری کے شروع میں ہو تو صرف لام پڑھا جائے گا، الف کو نہیں پڑھیں گے، حروفِ قمری چودہ ہیں:

ا	ب	ج	ح	خ	ع	غ	ف	ق	ك	م	و	ھ	ی

الف لام حروفِ شمسی کے شروع میں ہو تو الف اور لام دونوں کو نہ پڑھیں گے؛ بلکہ تشدید والے حرف سے ملا کر پڑھیں گے، حروف شمسی چودہ ہیں:

ت	ث	د	ذ	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ل	ن

بچوں کو سمجھائیں کہ: الف لام کے بعد حروفِ شمسی پر تشدید ہوتی ہے اور حروفِ قمری پر جزم ہوتا ہے؛ اس لیے الف لام کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو یہ حرفِ شمسی ہوگا اور اگر جزم ہو تو یہ حرفِ قمری ہوگا، قاعدہ یاد نہ ہو تو زیادہ بوجھ بچوں پر نہ ڈالیں، صرف پڑھنا آجائے یہ کافی ہے۔

نوٹ: الف لام تعریف کے بیان کا تعلق زیادہ تر مشق کے ساتھ ہے؛ لہٰذا اسباق کی مثالیں ہجے رواں کے ساتھ خوب مشق کرائیں۔

وقف کا بیان

وقف کے معنی کلمہ کے آخر پر سانس توڑ کر آگے پڑھنے کے ارادہ سے تھوڑی دیر ٹھہرنا۔ بچوں کی آسانی کے لیے اس کو ہم ''آیت کرنا'' کہتے ہیں۔

وقف کا بیان چھ حصوں میں سمجھائیں:

① زبر، زیر، پیش اور دوزبر دوزیر دوپیش اور کھڑی زیر اور الٹا پیش پر آیت کرنا ہو تو آخری حرف پر جزم دے کر سانس توڑ دیں، اس کو آیت کرنا کہتے ہیں۔

بلیک بورڈ پر ایک نقشہ بنائیں:

زبر	زیر	پیش	دو زبر	دو زیر	دو پیش	کھڑا زبر	کھڑی زیر	الٹا پیش
بَ	بِ	بُ	بًا	بٍ	بٌ	بٰ	بٖ	بٗ

سمجھائیں کہ: ان سات جگہوں پر آیت کرنا ہو تو دو کام کریں گے:

① آخری حرف پر جزم دیں۔ ② سانس توڑ کر ٹھہریں۔

مثالوں سے قاعدہ کی مشق کرائیں، مثلاً زبر پر آیت کی پانچ مثالیں اور زیر، پیش پر آیت کی پانچ مثالیں، اسی طرح ہر مقام کی کم از کم پانچ پانچ مثالوں سے قاعدہ سمجھائیں۔ بتائیں کہ: تنوین میں سے دو زبر کی تنوین اور حرکاتِ مدہ میں سے کھڑا زبر پر آیت کا طریقہ ہم آگے پڑھیں گے، ان دونوں پر گول دائرہ بنا دیں۔

② بچوں کو سمجھائیں کہ: دو زبر کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے، پڑھا نہیں جاتا؛ لیکن جب دو زبر پر آیت کریں گے تو ایک زبر نکال کر ایک زبر کے ساتھ الف پڑھیں گے، مثالوں سے قاعدہ کی تفہیم کرائیں۔

③ بچوں کو سمجھائیں کہ: گول ۃ پر آیت کرنا ہو تو اس کو ہائے ساکنہ بنا دیں؛ چاہے اس پر کوئی بھی اعراب وعلامات ہو، بہت سے بچے ۃ پر جب دو زبر ہو تو اگلے قاعدہ کے مطابق ایک زبر کے ساتھ الف پڑھتے ہیں؛ اس لیے مثالوں سے سمجھائیں کہ دو زبر کے ساتھ الف اس وقت پڑھیں گے جب کہ دو زبر گول ۃ پر نہ ہو، گول ۃ تو ہمیشہ ہائے ساکنہ بن جائے گی۔

④ حروفِ مدہ، کھڑا زبر، جزم پر آیت کرنا ہو تو کچھ کرنا نہیں ہے، صرف سانس لینے سے اور وہاں رک جانے سے وقف ہو جائے گا۔

⑤ بچوں کو مدِ عارض وقفی کا قاعدہ سمجھانا نہ ہو تو صرف اتنی بات سمجھا دیں کہ: وقف والے حرف سے پہلے حرفِ مد ہو تو تین الف مد ہوگا، جیسے: مَافِیْ الصُّدُوْرِ۔

قاعدہ: حرفِ مد کے بعد سکون وقف کی وجہ سے آیا ہے؛ اس لیے مدِ عارض وقفی ہوگا، مدِ عارض وقفی میں تین الف کے برابر مد ہوگا۔ وقف والے حرف سے پہلے حرفِ لین ہو تو تین الف مد کر سکتے ہیں، مد کرنا ضروری نہیں ہے۔

قاعدہ: حرفِ لین کے بعد سکون وقف کی وجہ سے آیا ہے؛ اس لیے مدِ لین عارض وقفی ہوگا، اس میں تین الف کے برابر مد کر سکتے ہیں، جیسے: مِنْ خَوْفٍ۔

⑥ وقف کی وجہ سے آخری حرف کو ساکن بھی کرنا ہے اور تشدید کی وجہ سے آخری حرف ادا کرتے وقت دو حرف کی دیر لگے اس کا بھی خیال رکھنا ہے، مثلاً: یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ میں عَدُوْ پڑھنا بھی غلط ہے اور عَدُوْوَ پڑھنا بھی غلط ہے؛ بلکہ پڑھیں گے: عَدُوْوْ۔

معلم الاطفال ثانی میں یہ چند امور سامنے رکھ کر ہر بچے پر محنت کریں، مذکورہ تمام امور لے کر جب ہر بچے پر محنت ہوگی تو ان شاء اللہ! کوئی بچہ کمزور نہیں ہوگا اور قرآنِ پاک کی جماعت میں جانے سے قبل تجوید کے تمام ضروری قواعد کا اجراء اور اس کا استعمال کلمات اور آیاتِ قرآنی میں کر لے گا۔

امور پر محنت کا طریقہ

جماعت کے بچوں کو پانچ حلقوں میں تقسیم کر دیں، ہر حلقے میں تین طرح کے بچے رکھیں، مثلاً ایک جماعت میں ۳۵ / بچے ہیں تو دو ذہین، تین متوسط اور دو کمزور،

اس طرح ایک حلقے میں سات بچے ہوں گے، اگر جماعت میں بچے زائد ہیں تو ہر حلقے میں سات کے بجائے تعداد بڑھا دیں اور بچے کم ہوں تو تعداد کم کر دیں۔

ہر بچے پر عمومی و خصوصی محنت

ہر دن ایک یا دو حلقے پر حسبِ موقع حسبِ امور خصوصی محنت ہوگی اور باقی پر عمومی، واضح رہے جماعت ایک ہی ہوگی، سبق ایک ہوگا، جماعت کے جو حلقے کیے ہیں وہ صرف محنت کی ترتیب کے لیے ہیں، آپ جس امر پر محنت کرنا چاہتے ہیں اس میں ایک دن ایک حلقہ اور ٹیم کو خاص ہدف بنائیں، اس حلقے کے ہر بچے کو بورڈ پر پانچ سات منٹ استعمال کریں اور جس امر پر محنت جاری ہے وہ سمجھائیں، اس طرح ایک ہفتے میں وہ امر تمام بچوں کے ذہن نشین ہو جائے گا اور ہر دن ایک یا دو حلقے پر خصوصی محنت ہوگی اور باقی پر عمومی۔

کسی مکتب میں ایک ہی معلم ہو اور اس کے متعلق جو بچے ہیں وہ الگ الگ جماعت کے ہیں تو قاعدہ کی جماعت کے لیے کچھ وقت، مثلاً بیس منٹ یا تیس منٹ متعین کر کے مذکورہ ترتیب پر محنت کریں، ایسی صورت میں بچے بھی کم ہوں گے؛ اس لیے جماعت کے حلقے بھی کم بنیں گے، مثلاً جماعت میں دس بچے ہیں تو دو یا تین حلقے بنائیں اور متعین وقت ان پر حسبِ سابق محنت کرنے کے بعد ہر حصے کا ایک ذمّے دار بنا کر کام میں مشغول کر دیں اور خود دوسری جماعت پر محنت کریں۔

بچوں کے ہاتھوں میں پارۂ عم

معلم الاطفال حصہ ثانی یا بچوں کا تحفہ حصہ ثانی یا کسی بھی قاعدہ کے اکثر اسباق

ہو جائیں تو بچوں کے ہاتھوں میں پارۂ عم دیں اور ان کی حوصلہ افزائی فرما کر ان سے کہیں کہ: ہر بچہ پارۂ عم کی کسی سورت کے الفاظ خود حل کرنے کی کوشش کریں۔

آپ اولاً آیت کے کلمات حل کرنا سکھائیں، مثلاً سورۂ فیل کی دو تین آیات کے کلمات الگ الگ بورڈ پر لکھیں اور اس کے نیچے نمبرات لگا دیں اور بچوں کے پاس ایک ایک کلمہ حل کرائیں، دو تین دن اس طرح قرآنی کلمات حل کرنا سکھانے کے بعد بچوں سے کہیں کہ: اس طرح روزانہ پانچ دس کلمات خود حل کرو۔ نمونہ یہ ہے:

اَلَمۡ	تَرَ	كَيۡفَ	فَعَلَ	رَبُّكَ	بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ	①
۱	۲	۳	۴	۵	۶	

اَلَمۡ	يَجۡعَلۡ	كَيۡدَهُمۡ	فِيۡ تَضۡلِيۡلٍ	②
۷	۸	۹	۱۰	

سورۂ فاتحہ سے کلمات حل کرنا شروع کرائیں سورۂ فیل تک۔

بچوں سے کہیں کہ: مدرسہ کے اوقات کے علاوہ رات کو یا کسی بھی وقت صرف دس منٹ کم از کم مدرسہ کے لیے نکالو اور اس میں اس طرح کلمات حل کرو، دوسرے دن سبق سے پہلے سوال کرو کہ: کس نے گھر پر مدرسہ کا کام کیا؟ اور کلمات حل کیے؟ چلو بتاؤ! آج کون مدرسہ کا کام گھر پر کرے گا؟ اس طرح کے کلام سے بچوں کو ترغیب دیں اور بچوں کو معمول پر لانے کی محنت کریں، بچوں سے یہ نہ کہیں کہ: تو کیوں گھر پر کام نہیں کرتا؟ کیوں کلمات حل نہیں کرتا؟ اس سے بچے میں جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔

خلاصۂ کلام: کام کرنا سکھائیں، کام کا شوق پیدا کریں، کام دیں اور کام

کرنے کا عادی بنائیں۔ہم لوگ کام کرنا سکھاتے نہیں ہیں اور کام کا شوق پیدا نہیں کرتے، معمولات پر لانے کی کوئی محنت نہیں ہوتی محض حکم کر دیتے ہیں کہ: کل گھر پر سبق یاد کرنا اور شکایت کرتے ہیں کہ: ماحول نہیں دین کی طرف، مدرسہ کی طرف والدین کا رجحان کم ہے، بچے گھر پر سبق یاد نہیں کرتے وغیرہ۔

کلمات حل کرانے کے بعد آیات حل کرنا سکھائیں

اَلَمْ	تَرَ	كَيْفَ	فَعَلَ	رَبُّكَ	بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ	①
١	٢	٣	۴	۵	٦	

اَلَمْ	يَجْعَلْ	كَيْدَهُمْ	فِيْ تَضْلِيْلٍ	②
۷	۸	۹	۱۰	

دس سورتوں کے کلمات جب بچے حل کرلیں تو اب آیت پڑھنا سکھائیں، مثلاً بچوں سے کہیں: آیت کے پہلے تین کلمات ایک سانس میں بغیر اٹک کے پڑھو، تین چار مرتبہ پڑھنے سے ایک سانس میں تین کلمات پڑھ لو تو اب تین کلمات کے ساتھ چوتھا کلمہ بھی ایک سانس میں ملا کر پڑھنے کی کوشش کرو، پھر اس طرح پانچواں، اس طرح یہ آیت مکمل ہوگی۔

خلاصۂ کلام: آیت حل کرنا سکھانے کے بعد بچوں سے کہیں کہ: تم گھر پر یہ سورت خود حل کرو، چند روز کے بعد سنا جائے گا، چند روز کے بعد بچوں سے کہیں کہ: کسی نے سورت حل کرلی ہو تو سنائے، جو بچہ سنا دے تو اس کی تعریف کریں، اس کی وجہ سے دوسروں کا شوق بڑھے گا اور اس طرح قاعدہ کی جماعت کے بچے قاعدہ کے سال میں

ہی ۲۵ ؍سے ۳۰ ؍سورتیں خود حل کرلیں گے۔

قاعدہ پڑھانے کا غلط طریقہ

بہت سی جگہ احقر نے خود دیکھا کہ بچوں کو قواعد کی عبارتیں رٹائی جارہی ہیں؛ حالاں کہ بچے میں خود لفظ پڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے، مثلاً: طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ میں ط کے فتحہ کے بجائے زیر رکھ دیں تو وہ نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح کسی متحرک حرف کو مشدد بنا کر پڑھائیں تو نہیں پڑھ سکتے؛ بلکہ بعض بچے تو حروف کی شناخت بھی نہیں کرسکتے؛ اس لیے ان کو قواعد رٹانے یا سمجھانے کے بجائے ان میں الفاظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا ضروری ہے، قواعد تو قرآنِ پاک کی جماعت میں بھی یاد کرائیں جاسکتے ہیں؛ لیکن لفظ پڑھنے کی صلاحیت کا ہونا زیادہ ضروری ہے۔

قرآنِ پاک ناظرہ پڑھنے کے لیے خاص ضروری امر

ناظرہ قرآن خوانی کے لیے حروف کی شناخت کے بعد اعراب اور علامات کی شناخت اور اس کے مطابق کلمات کا پڑھنا ہے؛ اس لیے بچوں میں قرآنِ پاک کے کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے معلم الاطفال ثانی یا بچوں کا تحفہ ثانی یا کسی بھی قاعدہ میں قواعد نہ پڑھائیں۔

نون ساکن اور میم ساکن اور مد اور را کے قواعد سے زیادہ اہم اور ضروری حرکات، تنوین، جزم اور تشدید، حروفِ مدہ اور حرکاتِ مدہ کے بیانات ہیں، مذکورہ بیانات میں بچہ کمزور رہا تو ناظرہ قرآن خوانی میں کمزور رہنا یقینی ہے۔

پارۂ عم اور قرآنِ پاک پڑھانے کا طریقہ

پارۂ عم کے تین کام

① آیات حل کرنے کا طریقہ سکھانا۔
② قواعد کا اجرا۔
③ لہجہ اور روانی پر محنت۔

اجتماعی کام سے کامل فائدہ حاصل کرنے کے چار کام

① قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہیں اور غور سے سنیں۔
② اندر دیکھیں اور داہنے ہاتھ کی کلمۂ شہادت کی انگلی رکھیں۔
③ پڑھنے والے کے ساتھ خود بھی آہستہ آہستہ پڑھتے جائیں۔
④ یہ نیت کریں کہ قرآن نہ غلط پڑھیں گے اور نہ غلط سنیں گے۔

پارۂ عم پڑھانے کی ترتیب

پارۂ عم پڑھانے کا ایک آزمودہ اور مفید طریقہ پیش کرتا ہوں، برادرانِ مدرسین کرام سے اُمید کروں گا کہ وہ پارۂ عم کے آغاز سے قبل مذکور طریقۂ تدریس کا بغور مطالعہ کریں گے اور اس سے خوب مستفید ہوں گے، ان شاء اللہ! خاطر خواہ نتیجہ حاصل ہوگا۔

قیامِ مکاتب کے مقاصد میں سے ایک اہم اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر بچہ قرآنِ پاک مع صحت پڑھ سکے، اس کے لیے بطورِ مقدمہ تین امور از حد ضروری ہیں:

① مکمل حروف شناسی۔

② ہر بچہ حروف پر اعراب وعلامات لگا کر الفاظ بنا سکے اور بلا تامل پڑھ سکے۔

③ قواعد کی تفہیم اور اس کا استعمال، محض رٹا دینا کافی نہیں۔

مذکورہ تینوں امور کے لیے قرآنی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے، ان امور کے بعد ضرورت ہے کہ قرآنِ پاک شروع کرنے سے قبل ان امور کے اجرا کے ساتھ قرآنِ پاک کی آیات حل کرنے کا طریقہ سکھایا جائے جو آگے مذکور ہے، نیز لہجہ اور روانی پر محنت کی جائے، اس کے لیے پارۂ عم پڑھایا جاتا ہے؛ گویا پارۂ عم پڑھانے والے استاذِ محترم کو تین کام کرنے ہیں:

① آیات حل کرنے کا طریقہ سکھانا۔

② قواعد کا اجرا، اگر پہلے قواعد نہ بتائے گئے ہوں تو اب کم از کم ہر ماہ میں ایک قاعدہ سمجھانا اور یاد کرانا۔

③ لہجہ اور روانی پر محنت۔

پارۂ عم سورۂ ناس سے شروع کرانے کے بجائے سورۂ لم یکن (سورۂ بینہ)؛ یعنی آخری ربع سے شروع کیا جائے؛ کیوں کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الناس وغیرہ شروع کی سورتیں بہت سے طلبہ کو مدرسہ کے ماحول میں پہلے سے زبانی ہوتی ہیں؛ اس لیے وہ اپنا زبانی یاد کیا ہوا پڑھتے رہتے ہیں، حلِ آیت کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور نہ مدرس کی توجہ اس طرف جاتی ہے اور بعض مرتبہ مدرس کا ذہن بھی اس طرف نہیں جاتا کہ بچے میں حلِ آیات کی استعداد پیدا ہو رہی ہے یا نہیں۔

چوں کہ سورۃ الفاتحہ سے قرآن کا آغاز ہوا ہے، نیز اس میں دعا ہے؛ اس لیے تعلیمِ قرآن کا آغاز سورۃ الفاتحہ سے کرنے کے بعد بجائے سورۃ الناس کے سورۂ لم یکن سے شروع کیا جائے سورۃ الناس تک، پھر سورۂ فجر سے سورۃ القدر تک، پھر سورۃ النبا (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ) سے سورۃ الفجر تک (یا کوئی اور شکل جو بہتر ہو)۔

حلِ آیات کا طریقہ

چوں کہ بچوں میں عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو جانے کے بعد مع صحت مسلسل رواں پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے پارۂ عم پڑھایا جاتا ہے، مسلسل رواں کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہمارے یہاں کا پودرا میں اور نورانی مکاتب میں دو ترتیب ہیں:

ایک کا نام حلِ آیت اور دوسری کا نام حلِ سبق ہے۔

پارۂ عم میں حلِ آیت والی ترتیب اختیار کی جائے ،حلِ سبق کا استعمال قرآنِ پاک میں ہوگا۔

حلِ آیت کے کام

اِس ترتیب کے تین مرحلے ہیں:

① پہلا مرحلہ نہایت کمزور استعداد والے بچوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

② دوسرے مرحلے میں بورڈ کا استعمال ہوتا ہے اور اس میں پانچ کام ہیں، ان پانچ کاموں کے مجموعہ کا نام حلِ آیت رکھا ہے، یہ ہمارے دوستوں کی اصطلاح ہے۔

③ تیسرے مرحلے میں بورڈ کا استعمال نہیں ہوتا؛ بلکہ اس میں چار امور سامنے رکھ کر محنت ہوتی ہے۔

حلِ آیت کا پہلا مرحلہ

وہ بچے جن کی استعداد کمزور ہے اور بلا تأمل کلمات نہیں پڑھ سکتے؛ بلکہ سبق کے کلمات حل کرنے میں کافی کمزور ہیں تو ان پر حلِ آیت کے پہلے مرحلہ والی ترتیب سے محنت کی جاتی ہے، اس ترتیب کو ان شاء اللہ! میں آخر میں ذکر کروں گا، جو بچے سبق کے کلمات بآسانی حل کر سکتے ہیں ان پر محنت کرنے کے لیے حلِ آیت کے دوسرے مرحلہ والی ترتیب اختیار کی جائے، اس کا طریقہ حسبِ ذیل ہے۔

حلِ آیت کا دوسرا مرحلہ

اس طریقے میں پانچ کام کیے جاتے ہیں:

① حلِ الفاظ وکلمات۔ ② اعراب وعلامات کا اجرا۔ ③ قواعد کا اجرا۔

④ وقف واعادہ کا طریقہ۔ ⑤ روانی کی مشق۔

شروع میں دوتین لکیریں سبق کی مقدار متعین کی جائے اور اولاً بچے سبق کے کلمات گھر سے حل کرکے آئیں اس کا ماحول بنائیں، کلمات حل کرنا سکھائیں اور کام کا شوق پیدا کریں، ترغیب دیں، جو بچہ گھر سے کلمات حل کرکے آیا ہے اسے شاباشی دیں، حوصلہ افزائی کریں اور کہیں کہ: اچھے بچے اسی طرح اپنا کام گھر سے کرکے آتے ہیں، الغرض! مثبت انداز سے ماحول بنائیں۔

پہلا کام: حلِ الفاظ کا طریقہ

سبق پڑھانے کے لیے بورڈ کا استعمال کیا جائے، سبق کے کلمات مع اعراب الگ الگ بورڈ پر لکھیں اور ہر ایک کے نیچے نمبرات لکھیں، مثلاً:

لَمْ	يَكُنِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	وَالْمُشْرِكِيْنَ	مُنْفَكِّيْنَ	حَتّٰى
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ	رَسُوْلٌ	مِّنَ اللّٰهِ	يَتْلُوْا	صُحُفًا	مُّطَهَّرَةً	فِيْهَا	كُتُبٌ قَيِّمَةٌ
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵

بچوں کو دس منٹ کلمات حل کرنے کا موقع دیں اور ہر بچے کو مطالعہ اور حل کرنے میں مشغول کریں، بعدہ بچوں سے سوال کرکے تمام کلمات و الفاظ حل کرائیں، مختلف بچوں سے سوال کریں؛ یہاں تک کہ تمام کلمات کا دوتین بار تکرار ہوجائے، یہ پہلا کام ہے؛ یعنی حلِ کلمات و الفاظ۔

دوسرا کام: اعراب وعلامات کا اجرا

کلمات کے اعراب وعلامات کے متعلق کمزور بچوں سے خاص سوالات کریں،

مثلاً سوال کریں: لَمْ کے میم پر کیا ہے؟ میم کیسا ہے؟ اس کو کس طرح پڑھیں گے؟
اسی طرح دوسرے کلمات کے اعراب و علامات کے متعلق سوالات کریں، خاص کر کے تشدید و جزم اور حرکاتِ مدہ کے متعلق سوالات کریں۔

تیسرا کام: قواعد کا اجرا

مذکورہ پندرہ کلمات میں قواعد کا اجرا کریں، مثلاً:

کفروا میں واو کیسا ہے؟ اس میں کونسا قاعدہ ہے؟

من اهل الکتاب میں نون ساکن میں کونسا قاعدہ ہوگا؟

اظہار کس کو کہتے ہیں؟ حروفِ حلقی کتنے ہیں؟

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح تمام کلمات میں قواعد کا اجرا کرائیں۔

وقف واعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق

مناسب مقام پر وقف کا اور اعادہ کا نشان لگوائیں، مثلاً یہاں پانچ کلمات پر آیت کرانا ہے؛ اس لیے وَالْمُشْرِكِيْنَ پر آیت کا اس طرح ۞ کا نشان لگایا ہے، اور وہیں سے اعادہ کرانا ہے؛ اس لیے وہاں (ر) اس طرح کا نشان ہے۔

بہر حال! یہ (۞) وقف کا نشان ہے اور یہ (ر) اعادہ کا نشان ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ر وَالْمُشْرِكِيْنَ ۞ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۞ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۞ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۞

سمجھائیں کہ آیت کے بیچ میں وقف کرنا ہو تو وقف کا اور اعادہ کا طریقہ کیا ہے۔

روانی کی محنت

بچوں سے کہیں کہ: پورا سبق صرف چار سانس میں سنانا ہے، بیچ میں اٹک نہیں آنی چاہیے، پہلے پہلی آیت: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞﴾ کے تین کلمات دو تین مرتبہ پڑھو، پھر اس کے ساتھ چوتھا کلمہ ملا کر پڑھو، پھر پانچواں ملالو اور کوشش کرو کہ: پانچوں کلمے ایک سانس میں پڑھ سکو۔

اس طرح چاروں آیات میں روانی کی مشق کرائیں، یاد رہے کہ یہ تکرار روانی لانے کے لیے ہے، محض آیات رٹانا نہیں ہے، اسی طرح یومیہ دو تین لکیر سبق پڑھائیں، جب ایک صورت مکمل ہو جائے تو ایک دن بورڈ کا استعمال ترک کر دیں اور بچوں کو حلقوں میں بٹھائیں اور ایک بچہ پڑھے، باقی سنیں، آپ ان حلقوں کی نگرانی کریں اور ہر بچے کو سننے سنانے میں مشغول کریں، اس اجتماعی عمل میں مشغول کرنے اور اجتماعی کام سے کامل فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہم بچوں کو چار کام بتاتے ہیں:

① قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہیں اور غور سے سنیں۔

② اندر دیکھیں اور داہنے ہاتھ کی کلمۂ شہادت کی انگلی رکھیں۔

③ پڑھنے والے کے ساتھ خود بھی آہستہ آہستہ پڑھتے جائیں۔

④ یہ نیت کریں کہ قرآن نہ غلط پڑھیں گے اور نہ غلط سنیں گے، جہاں کسی سے غلطی ہوا اصلاح کریں گے۔

اگر کسی بچے سے غلطی ہو جائے اور بچے غلطی نہ نکالیں تو تمام سے کہیں کہ: تمھارے ساتھی سے غلطی ہوئی اور تم نے اصلاح نہیں کی؟

اسی طرح کسی بچے کو غافل پائے تو مثبت انداز سے اجتماعی کام میں مشغول کریں، مثلاً کہیں کہ: زید پانچ کاموں میں سے تمھارا کونسا کام چھوٹ رہا ہے؟

وہ اندر نہیں دیکھ رہا ہو تو بتائیں کہ: تمھارے سب کام چھوٹ رہے ہیں، کتنی نیکیاں چھوٹ گئیں؟ تمھارے دوستوں کی نیکیاں زیادہ ہو گئیں، ہر وقت ڈانٹ سے کام نہ لیں اور نہ غلط جملے استعمال کریں۔

کچھ دیر بچوں کو حلقوں میں استعمال کرنے کے بعد اجتماعی طور پر سبق سنیں، جس طرح سبق اجتماعی ہوتا ہے اس طرح سننا بھی اجتماعی ہوگا، ایک پڑھے، بقیہ سنیں اور کسی بچے سے غلطی ہو جائے تو دیگر بچے ہی اصلاح کریں۔

سورۂ بینہ سے سورۂ فاتحہ تک یہی ترتیب؛ یعنی حلِ آیت کا دوسرا مرحلہ جاری رکھیں اور ہر سبق میں حلِ آیت کے پانچ کام کرتے رہیں، ان شاء اللہ! روانی میں اضافہ ہوتا جائے گا، اس کے بعد حلِ آیت کا تیسرا مرحلہ شروع کریں۔

سبق یا تو سورۂ فجر سے شروع کریں سورۂ قدر تک یا سورۂ قدر سے شروع کر کے آخر پارہ تک نصاب مکمل کریں۔

حلِ آیت کا تیسرا مرحلہ

اس طریقے میں چار کام ہوتے ہیں: (۱) حلِ کلمات (۲) قواعد کا اجرا (۳) وقف واعادہ کا طریقہ (۴) روانی کی مشق۔

اس ترتیب میں اعراب وعلامات کا اجرا نہیں ہے؛ چوں کہ یہ قرآنی قاعدہ کا کام تھا پارۂ عم میں بطورِ آموختہ ایک ربع تک کرایا گیا، نیز اس ترتیب میں بورڈ کا استعمال نہیں

کیا جاتا۔

حلِ الفاظ کا طریقہ

سبق سے پہلے دس منٹ سبق کے کلمات حل کرنے میں بچوں کو مشغول کریں، استاذ یہ دیکھیں کہ: ہر بچہ حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد سوالات کے ذریعہ سبق کے الفاظ وکلمات مختلف بچوں کے پاس پڑھائیں، مثلاً سوال کریں:

زید! تم پہلا لفظ پڑھو۔

خالد! تم دوسرا پڑھو۔

اس طرح تمام الفاظ مختلف بچوں سے سوال کے ذریعہ حل کرائیں اور سوال کرنے میں کمزور بچوں کا انتخاب کریں۔

قواعد کا اجرا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۖ ۝١ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ ۝٢ لَيۡلَةُ
الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ ۝٣ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ
رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۛ ۝٤ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝٥

سبق کی آیات میں موجود قواعد کا اجرا کرایا جائے، مثلاً:

اِنَّا میں کونسا قاعدہ ہوگا؟

أَنزَلۡنَاه میں نون ساکن کے چار قواعد میں سے کونسا قاعدہ ہے؟

وَ مَا أَدۡرَاکَ میں کونسا مد ہوگا؟ الخ

وقف واعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق

آگے حلِ آیت میں مذکور ترتیب کے مطابق محنت جاری رکھیں۔

حلِ آیت کا پہلا مرحلہ

اگر بچے قرآنی قاعدہ کی جماعت میں کمزور رہ گئے ہیں اور الفاظ وکلمات پڑھنے میں ان کو دقت ہورہی ہے، الفاظ کے حل کرنے میں استاذ کے سہارے کی ضرورت ہے تو اس پر محنت کی ایک ترتیب ہے جس کا نام دوستوں نے حلِ آیت کا پہلا مرحلہ رکھا ہے، جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

سبق پڑھانے کے لیے بوڑد کا استعمال کیا جائے، مثلاً دولکیر بورڈ پر بغیر حرکات کے لکھی جائے:

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تأتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ ۞

اولاً بچوں کے پاس حروف شناسی کرائی جائے اور اس میں کمزور بچوں کو زیادہ استعمال کیا جائے، حروف شناسی کے بعد ایک دولفظ پر حرکات لگائیں، مثلاً: ﴿لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ پھر ان حرکات کے متعلق سوال کریں کہ:

یہ کون کونسی حرکت ہے؟ لام پر کیا ہے؟ میم پر کیا ہے؟

اب بچوں سے کہیں کہ: اتنا کون پڑھے گا؟ مختلف بچوں کے پاس پڑھائیں۔

پھر ﴿من اھل الکتاب﴾ پر حرکات لگا کر ماقبل کی طرح حل کرائیں، پھر ﴿والمشرکین منفکین﴾ پر اعراب لگا کر حل کرائیں، پھر ﴿حتی تأتیھم البینۃ﴾

کو حل کرائیں، اسی طرح پوری آیت کے الگ الگ کلموں کو حل کرائیں مثلاً:

لم یکن الذین کفروا	من اھل الکتاب	والمشرکین منفکین
۱	۲	۳

حتی تأتیھم البینة	رسول من اللہ	یتلوا صحفا مطھرة	فیھا کتب قیمة
۴	۵	۶	۷

آیتِ پاک کے ساتوں جملوں کو پہلے الگ الگ حل کرائیں، نیز اعراب و علامات کا اجرا کرائیں۔

آگے مذکور حلِ آیت کی ترتیب میں بچوں کے پاس حروف کی شناخت کرانے کی ضرورت نہیں تھی، نیز کلمات بچوں کے پاس حل کرائیں جاتے ہیں، حلِ الفاظ کے لیے بچوں کے پاس مطالعہ کرایا جاتا ہے اور اس ترتیب میں پہلے حروف کی شناخت کرائی جاتی ہے اور حلِ الفاظ اور اعراب و علامات کا اجرا بورڈ پر ایک ساتھ ہوتا ہے اور استاذ بورڈ پر الفاظ لکھنے کے ساتھ حلِ الفاظ میں بچوں کا معین و مددگار رہتا ہے۔

پہلے دو کام کے بعد اب تیسرا امر؛ یعنی روانی اور مکمل آیت پڑھنے کی استعداد پیدا کرنے کی محنت کرنا ہے، اس کے لیے اب بلیک بورڈ سے ہٹ کر پارۂ عم میں تمام بچوں کے پاس پنسل سے جہاں وقف کرنا ہے اور جہاں سے اعادہ کرنا ہے وہاں نشان لگوائیں، مثلاً مذکورہ آیت میں والمشرکین پر وقف کرنا ہے تو وہاں پر آیت کا نشان گول دائرہ لگوالیں اور جہاں سے اعادہ کرنا ہے وہاں بھی (ر) اس طرح نشان لگوالیں:

لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب ر والمشرکین ۞

اب پوری آیت ایک سانس میں پڑھائیں۔

پھر دوسرا حصہ اس طرح ایک سانس میں پڑھائیں:

والمشرکین منفکین حتی تأتیهم البینة ۞

اس ترتیب سے پڑھانے سے بچے میں آیتِ پاک پڑھنے کی طاقت پیدا ہوگی اور ناظرہ خوانی میں روانی آتی جائے گی، نیز وقف اور اعادہ کا طریقہ بھی بچہ سیکھ لے گا۔

ایک سورت اس طرح مکمل ہو جائے تو اب دوسری سورت (الزلزال) ماقبل میں مذکور ترتیب کے مطابق شروع کریں؛ یعنی سورت کے تمام اجزا بلیک بورڈ پر ماقبل کی ترتیب کے مطابق حل کرائیں، پھر بلیک بورڈ سے ہٹ کر پارۂ عم سے روانی اور مکمل آیت پڑھنے کی مشق کرائیں۔

خلاصۂ کلام: اس ترتیب میں ہر سورت میں حروف کی شناخت اور اعراب و علامات کی شناخت پہلے کرائی جاتی ہے، پھر ایک ایک لفظ حل کرایا جاتا ہے اور حلِ الفاظ میں استاذ کی رہبری اور مدد ضروری ہوتی ہے۔

اس ترتیب سے ایک ربع؛ یعنی سورۂ بیّنہ سے سورۂ ناس تک محنت کریں۔

ایک ربع کے بعد حلِ آیت کے دوسرے مرحلہ والی ترتیب اختیار کی جائے، سورۂ فجر سے سورۂ قدر تک۔

پھر آگے حلِ آیت کے تیسرے مرحلہ والی ترتیب اختیار کریں؛ یعنی بورڈ کا استعمال چھوڑ دیں اور پارۂ عم کے اندر خود بچوں کے پاس آیت حل کرائیں۔

نوٹ: بعض مدرسین بہت جلد فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ایک سانس میں بچہ پوری آیت نہیں پڑھ سکتا، یہ غلط ہے، بچوں کو ترغیب دیں کہ آپ پوری آیت پڑھ سکتے ہو، کوشش کرو، اگر آپ نے بچہ جہاں چاہے وہاں وقف کرنے دیا تو غلط وقف اور غلط

اعادہ کی عادت پڑ جائے گی۔

نیز آیت حل کراتے وقت کمزور بچوں کا خاص خیال کریں، جزم والے حرف، نیز مشدد حرف کو۔کس طرح پڑھا جاتا ہے۔سمجھائیں۔اسی طرح حروفِ قمری اور شمسی میں اکثر غلطی ہوتی ہے؛ لہذا اس کے پڑھنے کا آسان طریقہ بتادیں کہ: الف اور لام جہاں آئے وہاں الف تو کبھی نہیں پڑھا جاتا اور لام پر جزم ہو تو پڑھیں گے؛ ورنہ نہیں؛ بلکہ الف اور لام کے بعد والے حرف سے ملا کر پڑھا جائے گا جیسے: وَالشَّمۡسِ۔

ذہین بچے کی تعلیم کا طریقہ

کمزور بچوں پر محنت کی ترتیب وطریقہ ذکر کیا گیا، آگے جماعت کے فطین طلبہ کی تعلیم کا طریقہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تعلیم وتدریس میں انفرادی اختلافات؛ یعنی بچوں کی مختلف صلاحیتوں کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے؛ کیوں کہ اس کے بغیر تمام بچوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع بہم نہیں پہنچائے جاسکتے، تعلیمی نفسیات کے عنوان کے تحت اس باب میں گفتگو کی گئی ہے؛ تاہم یہاں چند باتوں کا اعادہ مناسب سمجھتا ہوں:

① انفرادی اختلافات پر روشنی ڈالنے کا مؤثر ذریعہ ذہنی آزمائشوں کا ہے، ان کی مدد سے متوسط، غبی، ذہین طلبہ کی بآسانی شناخت کی جاسکتی ہے۔

② انفرادی اختلافات مدرس کی انفرادی توجہ پر زور دیتے ہیں؛ تاکہ جماعت کا ہر طالبِ علم اپنی استعداد کے مطابق علم حاصل کرسکے۔

③ جس طرح سست رفتار بچوں کو عام طور پر اپنے حال پر رہنے دیا جاتا ہے،

اسی طرح فطین اور غیر معمولی ذہانت والے بچوں کی تعلیم کا مناسب بندوبست نہیں کیا جاتا؛ حالاں کہ ان کی تعلیم کا خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

ذہین طالبِ علم کی تعلیم کے تین طریقے مروج ہیں:

① اسراع ② نصاب کی وسعت ③ مستقل الگ جماعت کا قیام۔

نصاب کی توسیع

ان تمام کی تفصیل یہاں مقصود نہیں ہے؛ لیکن ہمارے گجرات کے مکاتب میں سب سے بہتر طریقہ نصاب کی توسیع ہے۔

یہ طریقہ فطین بچوں کے مسائل کا بہترین حل ہے، وہ رہتے تو اسی جماعت میں ہیں جس میں ان کے ہم عمر موجود ہوتے ہیں؛ لیکن ان کا نصاب عام بچوں سے زیادہ ہوتا ہے، یہ اضافہ ان کی ذہنی تسکین اور تعلیم کی وسعت کا باعث ہوتا ہے؛ لیکن مدرس اس طریقے کے استعمال کے وقت یہ ضرور خیال رکھے کہ بعض ذہین بچوں کی قابلیت مدِ نظر رکھنے سے دوسرے بچوں میں اپنی کمی اور ناکامی کا احساس نہ ہو۔

بہر حال! اس طریقے میں فطین بچوں کے مسائل کا حل پوشیدہ ہے؛ اس لیے اس طریقے کو ملحوظ رکھتے ہوئے پارۂ عم کے بچے کو آگے کیسے بڑھایا جائے؟ اس سلسلے میں ایک آزمودہ طریقہ پیش کرتا ہوں:

ذہین بچوں کو مکلف بنائیں کہ: تم خود سورۂ نبا سے مطالعہ کرو اور یومیہ ایک صفحہ یا آدھا صفحہ خود حل کرنے کی کوشش کرو، جب دو تین صفحے حل کر لو تو آ کر سنا دو، جب کوئی بچہ سنا دے تو اس کی حوصلہ افزائی فرمائیں جس سے وہ خود بھی آگے بڑھے گا اور

دوسرے بچے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔آپ دیکھیں گے کہ: کچھ ایام میں چند بچے پارۂ عم خود مکمل کرلیں گے، جب پارۂ عم مکمل ہوجائے تو پہلا پارہ ان کے پاس بذریعہ مطالعہ حل کرائیں۔

نوٹ: ذہین بچوں کو آگے بڑھانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو جماعت سے الگ کردیا جائے؛ بلکہ جماعت کے اسباق اور دیگر اجتماعی امور میں شریک کرکے آگے بڑھایا جائے۔

آموختہ کی ترتیب

درجاتِ حفظ میں جس طرح بعنوان ''سبق کا پارہ''؛ یعنی گذشتہ سات اسباق روزانہ سنے جاتے ہیں اسی طرح مکتب میں بھی روزانہ گذشتہ تین اسباق ہمارے یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کا پودرا اور نورانی مکاتب میں سننے کا معمول ہے، اس کی ترتیب یہ ہے کہ آموختہ اجتماعی طور پر ہوگا، کسی ایک بچے کے پاس پڑھائیں، باقی بچے سنیں، ایک بچہ آدھا صفحہ پڑھ لے تو دوسرے کے پاس آدھا صفحہ پڑھائیں۔

سبق یا آموختہ سننے میں حسبِ ذیل چند امور کا خیال رکھیں:

① سبق یا آموختہ اجتماعی طور پر سنیں، ایک بچہ پڑھے اور سارے بچے سنیں۔

② اگر بچہ غلطی کرے تو فوراً استاذ خود نہ بتادیں؛ بلکہ بچے کو خود اپنی اصلاح کرنے کا موقع دیں۔

③ اگر وہ خود اپنی اصلاح کرلے تو اس سے سوال کریں کہ: پہلے آپ نے کیا غلطی کی تھی؟ جواب دے تو فبہا؛ ورنہ دوسروں سے سوال کریں۔

④ اگر سبق سنانے والا بچہ اپنی اصلاح خود نہ کر سکے تو دوسرے بچوں سے سوال کریں کہ: اس نے کیا غلطی کی ہے؟ دوسرے بچوں کے جواب کے بعد سبق سنانے والے بچے سے کہا جائے کہ: غلطی کی اصلاح کر کے پڑھو۔

نوٹ: اس طرح اجتماعی طور پر سننے سے طلبہ کی پوری توجہ سبق کی طرف ہوگی اور غلطی کی اصلاح اجتماعی طور پر ہوتی رہے گی؛ بلکہ غلطی پر واقفیت اور صحیح و غلط کے درمیان فیصلہ کی استعداد بھی پیدا ہوگی، دو دو، تین تین بچے اپنے پاس بلا کر سنا جائے تو مذکورہ بالا فوائد حاصل نہ ہوں گے اور وقت بھی زیادہ صرف ہوگا۔

سبق پڑھانے کا غلط طریقہ

بعض مدرسین کے سبق پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آیت کا ایک ٹکڑا پڑھاتے ہیں اور طلبہ اس کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں، اس طرح گویا آیت رٹائی جا رہی ہے؛ اس لیے بچے رٹا ہوا پڑھ لیتے ہیں، حلِ آیت کی استعداد نہیں ہوتی، ایسے بچوں کو درمیان آیت سے یا درمیان سورت سے پڑھایا جائے تو نہیں پڑھ پاتے، مثلاً سورۂ بینہ میں:

۞ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۞ سے پڑھایا جائے تو نہیں پڑھ سکتا، پھر اُسی بچے کو شروع سورت سے پڑھایا جائے تو وہ شروع سے پڑھتے پڑھتے آیت کا مذکور حصہ بھی پڑھ لے گا؛ حالاں کہ یہی حصہ پہلے نہیں پڑھ سکا تھا، اس کی وجہ یہی ہے کہ آیت حل کرنے کا طریقہ سکھایا نہیں گیا؛ بلکہ رٹایا گیا ہے۔

دوسری غلطی

ایک بڑی غلطی بعض مدرسین یہ بھی کر رہے ہیں کہ ایک مکمل جماعت جوان کو دی

جاتی ہے وہ ان کے ٹکڑے کرکے ایک کے اندر سے تین چار جماعت کر دیتے ہیں، مثلاً ۲۵ر طلبہ نے پارۂ عم ایک ساتھ شروع کیا؛ لیکن چند ایام کے بعد استاذِ محترم نے یہ ایک جماعت چار جماعت میں تبدیل کردی اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ سب کے سبق کے درمیان ایک دو سورت کا فرق ہوتا ہے، مثلاً ایک جماعت سورۂ تکاثر پڑھ رہی ہے، دوسری سورۂ ہمزہ، سال کے آخر میں تو نصاب سب کا پورا ہوگا تو پھر ایک جماعت کو الگ الگ جماعت میں تقسیم کرنے کا کیا مطلب؟

اِس ترتیب میں بہت سے نقصانات ہیں: ایک ظاہری نقصان تو یہ ہے کہ جب ایک جماعت کو چار حصے میں تقسیم کر دیا گیا تو استاذ مدرسہ کے ایک سو بیس (۱۲۰) منٹ میں سے ایک جماعت کے لیے صرف تیس منٹ فارغ کرسکے گا؛ گویا بچہ آپ کو ایک سو بیس (۱۲۰) منٹ دے رہا ہے اور آپ ان پر تیس منٹ صرف کر رہے ہیں اور بچہ آپ سے صِرف تیس منٹ استفادہ کرتا ہے، باقی نوے (۹۰) منٹ میں سے کافی منٹ ضائع ہو جائیں گی اور پارۂ عم کا سبق سننا، نیا سبق پڑھانا، اردو کا قاعدہ پڑھانا، اس کا سبق سننا، یہ سارے کام صرف تیس منٹ میں کرنے ہیں، نتیجہ یہ ہوگا کہ آخری جماعتوں کے لیے استاذ وقت نہیں نکال سکے گا؛ لہٰذا دوسری جماعتیں پیچھے ہوتی جائیں گی، ان کے پیچھے رہنے کی وجہ ہماری یہ غلط ترتیب ہے۔

اکثر معلمین کو شکایت رہتی ہے کہ تعداد زیادہ ہے، وقت کی قلت ہے تو اس میں ہمارے اِس غلط طریقے کا بھی دخل ہے، احقر نے جو طریقہ سبق پڑھانے کا ذکر کیا ہے آپ اس پر عمل کرکے دیکھیں، تمام امور کے مطابق عمل کرنے کے بعد بھی ضرور آپ دو گھنٹے میں سے کچھ منٹ کمزور بچوں کے لیے نکال سکیں گے، جن کو آپ دیگر بچوں کو کام

میں مشغول کر کے کمزور بچوں کی کمزوری دور کرنے میں صرف کر سکیں گے۔

صحت اور لہجے پر محنت

تمام بچے ایک لہجے میں قرآنِ پاک پڑھیں اس کے لیے کوئی ایک آسان صحیح لہجہ جسے بچے بسہولت اخذ کر سکیں متعین کر کے پارۂ عم کی چند سورتیں بذریعۂ ٹیپ بار بار سنائی جائیں، سنتے سنتے تمام کا لہجہ ایک ہو جائے گا۔

حروف کی صحت

سب سے پہلے تمام بچوں کو جانچ لیں کہ حروف کی ادائیگی صحیح ہے یا نہیں؟ جس حرف کی ادائیگی صحیح نہ ہو اس کو صحیح کرائیں، روزانہ سبق شروع کرنے سے قبل دو تین بچوں کو کھڑا کر کے ان سے الف سے یا تک پوری تختی مع صحت سنیں۔

قواعد کی رعایت

حروف کی صحیح ادائیگی اور قواعد کی رعایت کے ساتھ سبق مشق کرائیں؛ چاہے گذشتہ سالوں میں بچوں کو قواعد یاد نہ کرائے گئے ہوں، چند سورتیں اس طرح مشق کرانے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ بچے قواعد یاد نہ ہونے کے باوجود قواعد کی رعایت کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھ رہے ہیں، اظہار، ادغام، اخفا کا قاعدہ معلوم نہیں ہے؛ لیکن بچے اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور ادغام کی جگہ ادغام کر رہے ہیں، یہ قرآنِ پاک کی خصوصیت ہے۔

نوٹ: رعایتِ قواعد کے ساتھ سبق مشق کرانے کے ساتھ ساتھ ایک مہینے میں کم از کم ایک قاعدہ سکھائیں، مثلاً نون ساکن اور تنوین کی چار حالتوں میں سے پہلے

مہینے میں اظہار اور دوسرے میں ادغام اور تیسرے میں اخفا کا قاعدہ سکھائیں، اس طرح ایک سال میں کافی قواعد مستحضر ہو جائیں گے۔

ایک غلط نظریہ

پارۂ عم پڑھانے والے استاذ کی ذمّے داری ہے کہ وہ صحت کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھائے؛ چاہے گذشتہ سالوں میں نورانی قاعدہ یا احسن القواعد یا اور کوئی قاعدہ پڑھانے والے استاذ نے صحت کا خیال کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

بہت سے مکاتب میں جانا ہوا وہاں کے اساتذہ کا ایک نہایت غلط نظریہ ہے کہ قرآن کی صحت تو دار العلوم میں ہوگی، مکتب میں نہیں؛ حالاں کہ بہت سے مکاتب ہیں جہاں بچے مع صحت عمدہ لہجہ میں قرآن پڑھتے ہیں۔

ذرا غور کیجیے! اگر اللہ پاک نے سوال کر لیا کہ: تم نے غلط قرآن کیوں پڑھایا؟

تو کیا ہم یہ جواب دے سکتے ہیں کہ: مع صحت قرآن پڑھانا دار العلوم کے مدرسین کی ذمّے داری تھی، ہماری نہیں؟

اور کیا مکتب کے سارے بچے دار العلوم میں داخلہ لیں گے جہاں ان کا قرآن صحیح ہو سکے؟

ظاہر ہے کہ اکثریت ایسی ہے جو دار العلوم میں جانے والی نہیں ہے تو کیا یہ ہمیشہ غلط قرآن پڑھتے رہیں گے؟

حضرت تھانویؒ کا ملفوظ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ہے کہ: جو مدرس صحت کے

ساتھ قرآن نہیں پڑھاتا اس کے لیے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔

تجوید کی معتبر کتب میں بھی امام جزریؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ (جمال القرآن ص: ۱۰/۱۱)

خدا کے واسطے اپنی ذمّے داری کو سمجھیے اور امت کے بچوں پر رحم کیجیے، اگر آپ کوشش اور ذمّے داری کے احساس کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو ناحق بچوں کی عمر اور استعداد برباد نہ کریں، اس کا گناہ چوری اور رہزنی سے بھی بدتر ہے؛ کیوں کہ مال اور اسباب پھر بھی مل سکتا ہے؛ لیکن گذری ہوئی عمر واپس نہیں آسکتی، نیز بگڑی ہوئی استعداد عام طور پر درست نہیں ہوتی۔

قرآنِ پاک پڑھانے کی ترتیب

پہلے ایک پارہ تک حلِ آیت کے تیسرے مرحلہ والی ترتیب ہی سے محنت کی جائے، ایک پارہ کے بعد آپ محسوس کریں کہ سبق کی آیات بہت آسانی سے بچے حل کر لیتے ہیں تو محنت کا طریقہ بدلیں اور ایک دوسرے طریقے سے محنت کریں جس کا نام حلِ سبق ہے، یہ بھی محنت کے ایک طریقہ کا نام ہے جو دوستوں نے رکھا ہے اور یہ ہمارے نورانی مکاتب کی اصطلاح ہے۔

حلِ سبق کا طریقہ

مذکورہ ترتیب میں پانچ امور پر محنت ہوتی ہے:

① مشکل الفاظ کا حل۔ ② نمونہ پیش کریں؛ یعنی استاذ خود مشق کرکے پڑھیں اور طلبہ سنیں۔ ③ مشق کا وقت دیں۔ ④ وصول کریں؛ یعنی بغیر اٹک کے آیت کا ایک حصہ پڑھائیں۔ ⑤ کبھی کبھی قواعد کا مذاکرہ کریں۔

مشکل الفاظ کا حل

سبق میں جو کلمات بچوں کے لیے ادائیگی کے اعتبار سے یا خواندگی کے اعتبار سے مشکل ہو سکتے ہیں وہ بورڈ پر لکھے جائیں اور ان سے متعلق بچوں سے گفتگو کریں اور حل کرا لیں؛ تا کہ مسلسل روانی میں مشکلات نہ ہو۔

نمونہ پیش کریں؛ یعنی استاذ پڑھیں اور طلبہ سنیں

استاذِ محترم عظمت، احترام کے ساتھ خود سبق پڑھیں اور بچے سنیں، استاذ اسی جگہ وقف کریں جہاں بچوں کے پاس وقف کرانا ہے اور وہیں سے اعادہ کریں جہاں سے بچوں کے پاس اعادہ کرنا ہے۔

جب استاذ پڑھے تو تمام طلبہ قلم ساتھ رکھیں اور استاذ نے جہاں وقف کیا ہے وہاں وقف کا نشان لگائیں اور جہاں سے اعادہ کیا ہے وہاں اعادہ کا نشان لگائیں۔

اس لیے معلمین حضرات سے درخواست ہے کہ سبق پڑھانے سے پہلے خود اس سبق کو کسی نماز کے بعد بطورِ مشق پانچ بار پڑھیں اور اسی جگہ وقف کریں جہاں سبق میں وقف کرانا ہے اور اسی جگہ سے اعادہ کریں جہاں سے سبق میں بچوں کے پاس اعادہ کرانا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سبق پڑھانے سے پہلے استاذ سبق کی مکمل تیاری کریں، پھر سبق پڑھائیں۔

مشق کا وقت دیں

بچوں کے پاس پہلی آیت کی مشق کرائیں، کہیں کہ: ایک سانس میں مطلوبہ حصہ

بغیر اٹک کے پڑھنے کی کوشش کرو، چند منٹ ان کو مشق میں لگائیں، بعدہ مختلف بچوں سے سنیں، مختلف بچوں سے سننے کے بعد ایک پڑھائے، بقیہ پڑھیں، اسی کا نام وصول ہے، اسی ترتیب سے روزانہ سبق پڑھائیں، ان شاء اللہ! بچوں میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت اور روانی میں اضافہ ہوتا جائے گا، دو تین پارے اس طرح محنت کر لی جائے تو بچہ کچھ دیر مطالعہ کے بعد کسی بھی جگہ سے قرآنِ پاک پڑھ سکے گا۔

مثلاً ایک بچے کے پانچ پارے ہوئے ہیں؛ لیکن اس کو بیسویں پارے کا کوئی صفحہ پڑھنے کو کہا جائے اور اس کو دس پندرہ منٹ مطالعہ کا وقت دیا جائے تو ان شاء اللہ! مع صحت وروانی سنائے گا؛ یعنی بچے میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت ہوگئی، وہ بچہ درجۂ حفظ میں داخلہ کے قابل ہوگیا۔

اکثر جگہ دیکھا کہ والدین چاہتے ہیں کہ بچے کو حافظ بنائیں اور بچے کو بھی حفظ کا شوق ہے؛ لیکن ناظرہ کچا ہونے کی وجہ سے مدرسوں میں اس کا داخلہ نہیں ہوتا؛ حالاں کہ مکتب میں سات سال رہا اور ناظرہ مکمل بھی کیا، پھر بھی صحت تو درکنار ناظرہ پڑھنا بھی دشوار ہے؛ بلکہ ناظرہ قرآنِ پاک مکمل ہوجانے کے باوجود اگر کسی پارے کا ایک صفحہ بطورِ مطالعہ دیا جائے اور دس پندرہ منٹ کے بعد سنا جائے تو بھی نہیں سنا سکتا، یہ مکتبوں کے غلط طریقۂ کار کا نتیجہ ہے۔

احقر نے اکثر دیکھا ہے کہ مکتبوں کا غلط طریقہ بچوں کو درجاتِ حفظ میں جانے سے مانع بن رہا ہے؛ اسی لیے اب بڑے اداروں میں دینیات کا نظام قائم کیا جارہا ہے؛ تاکہ بچے ناظرہ کی کمی کے باعث حفظ کی دولت سے محروم نہ رہیں۔

نوٹ: شروع میں حلِ آیت کے بعد حلِ سبق میں صرف ایک آیت کی مشق کے

لیے دو چار منٹ دیں، پھر اس کو بغیر اٹک کے چند طلبہ کے پاس پڑھائیں، پھر دوسری آیت کے لیے دو چار منٹ مشق کا موقع دیں، اس طرح چار پانچ آیات سبق ہوگا اور طلبہ کو ایک ساتھ مکمل سبق مشق کرنے کی تکلیف نہیں ہوگی۔

دو تین پاروں کے بعد مکمل سبق مشق کرنے کے لیے وقت دیا جائے اور مکمل سبق کی آیات کا ہر حصہ بغیر اٹک کے سنیں۔

حلِ آیت وحلِ سبق والے پروگرام کی بنیاد

بچوں کی صلاحیتیں کلمات کا ادراک کرنے میں مختلف ہوتی ہے، مثلاً ایک بچے کی آنکھیں ایک وقت میں تین کلمات کا ادراک کرسکتی ہیں اور ایک کی دو کلمات اور ایک کی ایک کلمہ کا ادراک کرتی ہیں، مثلاً:

جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ۞ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ ۞

اس سبق کی وقف کی پہلی مطلوبہ مقدار میں چھ کلمات ہیں:

جَزَاؤُهُمۡ	عِنۡدَ	رَبِّهِمۡ	جَنَّاتُ	عَدۡنٍ	تَجۡرِی

① ایک بچے کی آنکھیں ایک وقت میں چار کلمات کا ادراک کرتی ہیں۔

② ایک بچہ ایک وقفہ میں تین کلمات کا ادراک کرتا ہے۔

③ ایک بچہ دو کلمات کا ایک وقت میں ادراک کرتا ہے۔

④ ایک میں صرف ایک کلمہ کے ادراک کی صلاحیت ہوتی ہے۔

اس کا نام خواندگی کی نفسیات میں ''آنکھوں کی چھلانگ کی وسعت'' ہے، پہلے

نمبر والے بچے کی آنکھوں کی چھلانگ وسیع ہے؛ اس لیے اس کی آنکھیں صرف ڈیڑھ چھلانگ میں مطلوبہ مقدار تک پہنچ جائے گی اور دوسرے نمبر والا بچہ دو چھلانگ میں وہاں تک پہنچ جائے گا، یہ دونوں طرح کے بچے ادنیٰ کوشش سے ایک سانس میں پوری آیت پڑھ لیں گے؛ اس لیے ضروری ہے کہ جو بچے ایک دو کلمات کا ادراک کرتے ہیں ان کے ادراک کرنے کی صلاحیت بڑھائی جائے اور محنت کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے کہ اس سے ان کی آنکھوں کی چھلانگ کی وسعت بڑھتی رہے۔

خوب محنت ضروری نہیں، ترتیب سے محنت مقصود ہے۔

احقر نے حلِ آیت والی جو ترتیب آگے ذکر کی ہے اس سے ان شاء اللہ! کلمات کے ادراک کی صلاحیت بڑھے گی؛ بلکہ اس ترتیب کو ہم نے نورانی مکاتب میں بخوبی آزمالیا ہے اور ہمارے احباب اس ترتیب سے ہزاروں بچوں میں روانی کی صلاحیت پیدا کر چکے ہیں۔

نوٹ: اگر بچے میں کم از کم ایک کلمہ کے ادراک کی صلاحیت ہے اور ایک کلمہ بلا تأمل پڑھ سکتا ہے تو پارۂ عم میں ایک ربع تک حلِ آیت کی دوسرے مرحلہ والی ترتیب سے محنت کریں، اس کے بعد بقیہ پارۂ عم اور قرآنِ پاک میں نصف یا ایک پارہ جو مناسب ہو حلِ آیت کی تیسرے نمبر والی ترتیب سے محنت کریں اور جب کلمات کا ادراک بڑھ جائے اور کلمہ کے بجائے اس کی آنکھیں ایک جملہ کا ادراک کرنے لگے تو حلِ سبق کی ترتیب سے محنت کریں۔

لیکن اگر بچہ ایک کلمہ میں الجھا ہوا ہے اور ایک کلمہ کا ادراک کرنے میں بھی دشواری ہو رہی ہے اور ایسا کمزور ہے کہ ایک دم سے کلمہ نہیں پڑھ سکتا؛ بلکہ ایک کلمہ میں بھی اس

کی آنکھیں وقفہ کررہی ہے تو اس کے لیے حلِ آیت کی پہلی ترتیب سے محنت کریں۔

اگر بچے میں ایک کلمہ پڑھنے کی بالکل بھی صلاحیت نہیں، مثلاً حروف کی شناخت نہیں ہے یا اعراب وعلامات کے مطابق لفظ نہیں پڑھ سکتا تو مسلسل رواں کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ اس میں کلمہ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کی جائے، اگر قرآنِ پاک کی جماعت میں ایسا کمزور بچہ ہے جو ایک کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتا تو اس پر محنت کی ایک ترتیب ہے جس کا نام ''ایمرجنسی پروگرام'' ہے، بحمداللہ! وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے، ان شاءاللہ! آگے پیش کیا جائے گا۔

پارۂ عم میں ہجے کا سلسلہ

بعض مکاتب میں پارۂ عم ہجے کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، اس سے بچے ہجے کے عادی بنیں گے اور جب تک کسی کلمہ کی ہجے نہ کرلیں آگے نہیں بڑھ پائیں گے؛ یعنی بچے کلمہ میں ہی الجھے رہیں گے اور کلمات کے ادراک میں وسعت نہیں ہوگی جس کی وجہ سے قرآنِ پاک کی ایک آیت بھی پڑھیں گے تو اٹک اٹک کر پڑھیں گے، پھر تقریباً اس طرح پڑھنے کے وہ عادی بن جائیں گے۔

اس لیے میں بار بار کہتا ہوں کہ: ہجہ سکھائیں؛ لیکن عادی نہ بنائیں، اگر بچہ کسی جگہ کسی کلمہ پر رک جائے تو وہ ہجے سے کلمہ حل کرلے اور آگے نکل جائے، بس! ہجے کا اتنا فائدہ ہے؛ اس لیے پارۂ عم ہجے کے ساتھ نہ پڑھائیں؛ بلکہ ہجے کے جو کام ہیں وہ سب حلِ آیت والی ترتیب میں موجود ہیں۔

ہجے میں چار کام ہوتے ہیں: ① حروف کی شناخت ② اعراب کی شناخت

③ اعراب کے مطابق حرف کی خواندگی ④ حروف کی ترکیب۔

مثلاً فَعَلَ کی ہجے ہے: ف زبر فَ ،ف یہ پہلا کام؛ یعنی حرف کی شناخت، زبر یہ دوسرا کام؛ یعنی اعراب کی شناخت اور فَ یہ تیسرا کام؛ یعنی اعراب کے مطابق حرف کی خواندگی، پھر اسی طرح: ع زبر عَ پڑھنے کے بعد دونوں کو ملائیں گے: فَعَ ، یہ چوتھا کام؛ یعنی حروف کی ترکیب۔

یہ سارے کام حلِ آیت کی پہلی قسم میں موجود ہیں اور حلِ آیت کی پہلی ترتیب کا استعمال کمزور بچوں پر محنت کے لیے کیا جاتا ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوا۔

روانی کے لیے ضروری امور

خواندگی میں مہارت پیدا کرنے کے لیے تین امور ضروری ہیں:

① آنکھ کی چھلانگوں کی وسعت؛ یعنی چھلانگوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہو، آنکھ ایک ہی وقفے میں زیادہ سے زیادہ الفاظ ادراک کر سکے۔

② نگاہ کے مرتکز کرنے کا وقت کم ہو؛ یعنی ایک جگہ نگاہ مرتکز کرنے کے بعد اس مرکز پر زیادہ عرصہ نہ ٹھہرے، پڑھنے والا جتنا اس عمل میں مشاق ہوتا جاتا ہے وہ اپنی نگاہ کو کم سے کم مدت کے لیے مرتکز کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

③ آنکھوں کی حرکات کی باقاعدگی: خواندگی کی نمایاں صفت آنکھوں کی باقاعدگی ہے؛ یعنی آنکھوں کی حرکت آگے پیچھے کے بجائے باقاعدہ ہو؛ یعنی چھلانگیں باقاعدہ آگے کی طرف بڑھیں اور دائیں سے بائیں باقاعدہ چلتی جائیں۔

نوٹ: چھلانگ لگاتے وقت آنکھ ایک وقت میں کتنا فاصلہ طے کرتی ہے؟

تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت یہ فاصلہ یکساں نہیں ہوتا، عبارت کے الفاظ اور پڑھنے والے کی قابلیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ فاصلہ مختلف ہوتا ہے؛ لیکن مشق کرتے رہنے سے یہ فاصلہ زیادہ سے زیادہ ہوتا جائے گا اور روانی میں اضافہ ہوگا۔

جیسا کہ معلوم ہوا کہ خواندگی میں مہارت پیدا کرنے کے لیے تین امور ہیں: حلِ آیت والے محنت کے طریقے سے ایک امر تو حاصل ہو جائے گا اور آنکھوں کا ادراک بھی ان شاء اللہ! بڑھ جائے گا اور حلِ سبق والی ترتیب سے آنکھوں کی چھلانگ میں مزید وسعت کے ساتھ باقی دو امور بھی حاصل ہو جائیں گے۔

خلاصۂ کلام: تینوں امور کے لیے مشق ضروری ہے، جتنی مشق ہوگی اتنی ہی آنکھوں کی حرکت میں باقاعدگی ہوگی اور نگاہ کے مرتکز کرنے کا وقت کم ہوتا جائے گا اور چھلانگوں کی وسعت بڑھتی جائے گی۔

روانی کا مفہوم

روانی اور رفتار میں فرق ہے، روانی کا مطلب یہ ہے کہ: مطلوبہ وقف کی مقدار میں اٹک نہ ہو اور ایک کلمہ مکرر نہ ہو، رفتار مطلوب نہیں ہے، روانی مطلوب ہے، بغیر روانی لہجے پر محنت نہیں ہوگی۔

مسلسل رواں کی مہارت کے لیے خواندگی نفسیات میں جو امور ضروری ہیں ان تمام کی رعایت کے ساتھ حلِ آیت اور حلِ سبق والی ترتیب تیار کی ہے، دوستوں نے اس ترتیب کو آزمایا بھی ہے اور اس ترتیب سے وہ حضرات بہت سے طلبہ میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا کر چکے ہیں۔

ایمرجنسی پروگرام

الفاظِ قرآنی کے لیے تین ضروری امور

① حروف کی شناخت۔
② اعراب وعلامات کی شناخت۔
③ اعراب وعلامات کے مطابق بلا تامل الفاظ کا پڑھنا۔

ایمرجنسی پروگرام پیش کرنے کی ضرورت

احقر نے مکاتب میں تعلیمی جائزہ کے دوران محسوس کیا کہ اکثر مکاتب میں تعلیم کی بنیاد کمزور رہی ہے، نیز یہ بھی محسوس کیا کہ جس ترتیب سے پڑھایا جارہا ہے اس کی وجہ سے بچوں کی صلاحیت ابھرنے کے بجائے ماند ہوجاتی ہے، پھر یہ کمزوری آنے والے سالوں میں بھی باقی رہتی ہے اور اگلی جماعتوں کے اساتذہ بھی ایسے بچوں کو کمزور سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، اس طرح مکاتب میں بہت سے بچے ضائع ہوجاتے ہیں اور سات سال تک مدرسے میں حاضری کے باوجود قرآن خوانی کی دولت سے محروم رہتے ہیں۔

خود احقر نے کئی مکاتب میں دیکھا کہ: ہر جماعت میں ضائع ہونے والے چند بچے ہیں، نیز بعض اساتذہ نے بھی بار بار احقر سے دریافت کیا کہ: ان بچوں کی کمزوریاں کس طرح دور کی جائیں؟ تو دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ جو بچے قرآن کی جماعت میں ہیں اور قرآن نہیں پڑھ سکتے ان کی کمزوریاں دور کرنے اور ناظرہ خوانی کی استعداد پیدا کرنے کے لیے اساتذہ کی خدمت میں ایک پروگرام پیش کیا جائے؛ تاکہ اساتذہ اس کے مطابق محنت کرکے بچوں میں ناظرہ خوانی کی استعداد پیدا کرسکیں اور کسی حد تک بچوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔

ایمرجنسی پروگرام

قرآن پڑھانے والے اساتذہ کو اکثر مکاتب میں ایک مسئلہ درپیش رہتا ہے کہ ایک بچہ کسی ایسی جگہ سے آیا ہے، جہاں مکتب کی تعلیم کا صحیح نظام نہیں تھا یا والدین گھر پر

ہی بذریعہ ٹیوشن تعلیم دلا رہے تھے؛ لہذا ابنیادی تعلیم کمزور رہی اور یہ بچہ کمزور رہ گیا ہے یا اپنے مدرسہ کا ہی بچہ ہے اور گذشتہ سالوں میں اس پر محنت نہیں ہوئی اور بچہ کمزور رہ گیا تو اب قرآن کی جماعت میں اس پر کس طرح محنت کی جائے؟ اس کے لیے یہ ایک پروگرام ہے، جس کا نام ''ایمرجنسی پروگرام'' رکھا ہے، جس کی وجہ سے ان شاء اللہ! محنت کی راہیں ہموار ہوں گی۔

طلبہ کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ طلبہ کی استعداد اور صلاحیتیں یکساں نہیں ہوتیں، اسی اصول کے پیشِ نظر ناظرہ قرآن خوانی میں روانی کے اعتبار سے بچے مختلف ہوتے ہیں، مثلاً ذیل میں ایک آیتِ کریمہ ہے، اس میں الفاظ کا ادراک کرنے کے اعتبار سے بچوں کی صلاحیتیں مختلف ہوں گی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

مثلاً: ایک بچے کی آنکھیں صرف ایک لفظ کا ادراک کرتی ہیں۔

ایک بچے کی آنکھیں دو لفظ کا ادراک کرتی ہیں۔

ایک بچے کی آنکھیں تین لفظ کا ادراک کرتی ہیں۔

لیکن جو بچہ ایک لفظ کا ادراک کرنے سے بھی معذور ہو وہ مسلسل رواں کیسے پڑھ سکے گا؛ اس لیے محنت کی صحیح ترتیب یہ ہے کہ اس کمزور بچے میں ایک کلمہ پڑھنے کی صلاحیت اولاً پیدا کی جائے، روانی کی محنت کے لیے جو ترتیب آگے ذکر کی ہے اس کا

آغاز ہی حلِ الفاظ سے ہے۔

الفاظِ قرآنی کے لیے ضروری امور

الفاظِ قرآنی کی خواندگی کے لیے تین امور ضروری ہیں:

(۱) حروف کی شناخت۔

(۲) اعراب وعلامات کی شناخت؛ یعنی حرکات، تنوین، جزم، تشدید، حرکاتِ مدہ وغیرہ۔

(۳) اعراب وعلامات کے مطابق بلا تأمل الفاظ کا پڑھنا۔

مذکورہ تفصیلات کے مطابق لفظ پڑھنے کے لیے کم از کم نو (۹) بیانات میں پختگی ضروری ہے، نو (۹) بیانات کا نقشہ ذیل میں موجود ہے:

مفردات	مرکبات	حرکات کا بیان
تنوین کا بیان	جزم کا بیان	تشدید کا بیان
حروفِ مدہ	حرکاتِ مدہ	الف لام کا بیان

تعلیمی رکاوٹ کی پیمائش

بچہ الفاظ قرآنی خود نہیں پڑھ سکتا اس کا مطلب اس کی تعلیم کا سلسلہ کسی ایک بیان تک جا کر رکا ہوا ہے، صرف سالوں کے اعتبار سے رجسٹر میں آگے بڑھ گیا ہے؛ اس لیے سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کمزور طالبِ علم کی تعلیم کا سلسلہ کہاں رُکا ہوا ہے؟ اور کہاں سے محنت کا سلسلہ شروع کرنا ہے؟

اس کے بغیر محنت کا صحیح نتیجہ ملنا مشکل ہے۔

خلاصۂ کلام: قرآن پڑھنے کے لیے اولاً لفظ پڑھنے کی طاقت کا ہونا ضروری ہے اور لفظ پڑھنے کے لیے پہلے حروف کی شناخت اور بعد میں حرکات، تنوین، جزم، تشدید، حرکاتِ مدہ، الف لام کا بیان بچہ نہ صرف سمجھا ہوا ہو؛ بلکہ ہر بیان کی خوب مشق ہو یہ بہت ضروری ہے، جب تک مذکورہ بالا امور میں پختگی نہ ہو تو ناظرہ پختہ نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ جس بچے کے لیے ایک لفظ پڑھنا دشوار ہے وہ مسلسل رواں عبارت کیسے پڑھ سکتا ہے؟ اس لیے جو بچہ ناظرہ خوانی میں کمزور ہو تو دیکھا جائے کہ مذکورہ بالا نو امور میں سے کہاں کمزوری ہے؟ اس کو پہلے دور کیا جائے، ان امور میں پختگی کے بعد ہی رواں عبارت پڑھنا ممکن ہے۔

تعلیمی سطح کی پیمائش کا طریقہ

جو بچہ ناظرہ خوانی میں کمزور ہے تو پہلے یہ دیکھا جائے کہ وہ الفاظِ قرآنی پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر الفاظِ قرآنی نہیں پڑھ سکتا تو سب سے پہلے کسی آیتِ پاک کے صرف حروف پڑھا کر معلوم کریں کہ:

حروف کی شناخت ہے یا نہیں؟

مفردات و مرکبات کی شناخت ہوئی ہے یا نہیں؟

اگر مفردات ہی کی شناخت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرکبات کی شناخت بھی نہیں ہے اور کام شروع سے ہی باقی ہے اور اگر مفردات میں شناخت ہے، مرکبات میں نہیں ہے تو کام مرکبات سے باقی ہے اور نو (۹) امور میں سے صرف ایک امر ہوا ہے؛ لہٰذا دوسرے امر سے کام شروع کرنا ہوگا۔

اگر حروف کی شناخت ہے تو متحرک لفظ پڑھائیں اور معلوم کریں کہ: متحرک لفظ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں پڑھ سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کام حرکات کے بیان سے شروع کرنا ہے، اگر پڑھ سکتا ہے تو اب آگے منون لفظ پڑھائیں، اسی طرح مجزوم لفظ، بعدہ حروفِ مدہ اور حرکاتِ مدہ اور مشدد لفظ سے متعلق بھی سوال کریں اور معلوم کریں کہ: بچہ کون سے بیان میں کمزور ہے؟

ایک بات یاد رہے کہ اگر بچہ حرکات میں کمزور ہے تو اس کا مطلب تنوین اور جزم وتشدید تمام بیان میں کمزور ہوگا اور اگر متحرک لفظ پڑھ سکتا ہے، مجزوم لفظ نہیں پڑھ سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مشدد لفظ بھی نہیں پڑھ سکتا؛ کیوں کہ ہر بیان کا ماقبل کے بیان سے ربط ہے۔

الغرض! ہر بیان سے متعلق جانچ کریں اور معلوم کریں کہ: کام کہاں سے باقی ہے؟ اور کس بیان سے محنت شروع کرنی ہے؟

کمزور طلبہ کی درجہ بندی

محنت کی آسانی اور طریقۂ محنت کی سہولت کے پیشِ نظر کمزور طلبہ کو اولاً دو درجات میں ہم تقسیم کرتے ہیں:

① لفظ بھی نہیں پڑھ سکتا۔

② الفاظِ قرآنی پڑھ سکتا ہے؛ لیکن روانی نہیں ہے، ایک آیت پڑھنا یا آیت کا ایک جملہ پڑھنا دشوار رہے۔

جو بچے الفاظ نہیں پڑھ سکتے ہیں، ان کو تین درجات میں تقسیم کرتے ہیں:

① مفردات ومرکبات میں کمزور ہیں تو یہ درجۂ اولیٰ والے ہیں۔

② حرکات یا تنوین کے بیان سے کمزور ہیں تو یہ درجۂ ثانیہ والے ہیں۔

③ جزم یا تشدید سے کمزور ہیں تو درجۂ ثالثہ میں ان کا شمار ہوگا۔

اس طرح کمزور طلبہ کو چار درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

درجۂ اولی	مفردات ومرکبات
درجۂ ثانیہ	حرکات وتنوین
درجۂ ثالثہ	جزم، تشدید، الف لام، حروفِ مدہ، حرکاتِ مدہ
درجۂ رابعہ	الفاظ پڑھ سکتا ہے، آیت میں روانی نہیں ہے؛ بلکہ آیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھ لیتا ہے۔

بذریعۂ پیمائش؛ یعنی پیمائش کا جو طریقہ آگے بتایا گیا اس کے مطابق جانچ کر کے کمزور بچوں کی درجہ بندی کر دی جائے اور معلوم کیا جائے کہ:

ہمارے مکتب میں کتنے بچے درجۂ اولی میں ہیں؟ کتنے بچے درجہ ثانیہ میں ہیں؟ کتنے بچے درجۂ ثالثہ میں؟ اور کتنے درجۂ رابعہ میں ہیں؟

اس طرح ہر مکتب و مدرسہ والے اپنے مدرسے کے تعلیمی معیار اور سطح کو معلوم کر لیں؛ تاکہ محنت کی صحیح ترتیب سامنے آئے اور ترقی کی رفتار کا علم بھی ہو سکے۔

محنت کی نئی راہ

کمزور بچوں کی درجہ بندی کرنے کے بعد اب سوال ہوتا ہے کہ اس پر محنت کس طرح کی جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درجۂ اولی والوں کو درجۂ اولی سے نکال کر

ثانیہ میں لانے کی محنت کرنی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک بچے کو حروف کی شناخت ہی نہیں ہے، وہ آنے والے ماہ میں مسلسل رواں ناظرہ پڑھنے لگے، یہ ممکن نہیں ہے، اس کے باوجود اس ناچیز نے سنا اور بعض مکاتب میں دیکھا کہ: ذمّے دار حضرات کی طرف سے اساتذہ کو ہدایت دی گئی کہ آنے والے ماہ میں ان بچوں کی کمزوری دور ہوجانی چاہیے، اب استاذ پریشان ہے کہ اس بچے پر محنت کس طرح کی جائے؟ احقر سے سوال کیا گیا کہ: کوئی ایسی ترتیب بتائی جائے کہ صرف ایک ماہ میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت بچے میں پیدا ہوجائے۔

محنت کا صحیح قدم یہ ہے کہ بچہ کمزوری کے جس درجے میں ہے اس میں سے نکالنے کی محنت کی جائے؛ یعنی درجۂ اولیٰ سے ثانیہ میں لانے کی، پھر ثانیہ سے ثالثہ میں لانے کی محنت، بعدہ رابعہ میں لانے کی محنت کی جائے، اس کے بعد درجۂ رابعہ سے نکال کر مسلسل رواں پر لانے کی محنت ہوگی۔

ترقی کی رفتار کا علم

اس ترتیب سے محنت کے نتیجے میں اساتذہ کی محنت کا اندازہ ہمارے سامنے ہوگا اور بچہ کس رفتار سے ترقی کر رہا ہے اس کا علم بھی ہوگا، کس بچہ کی کمزوری، کون سی کمزوری، کتنے وقت میں دور ہوئی اور کس ترتیب سے دور ہوئی؟ استاذِ محترم کو ان شاء اللہ! اس کا صحیح اندازہ ہوگا اور استاذ کے تجربے میں اضافہ ہوتا جائے گا، بعد کے سالوں میں اس طرح کے کمزور طلبہ پر اپنے تجربہ کی روشنی میں محنت کر کے بہت جلد کم وقت میں کمزوری دور کر سکے گا۔

محنت کا طریقہ
درجۂ اولیٰ والوں پر محنت

ایک بچہ قرآنِ پاک کی جماعت میں ہے اور حروف کی شناخت بھی نہیں ہے، ظاہر ہے کہ یہ بچہ جماعت کے ساتھ چلنے کے قابل نہیں ہے؛ کیوں کہ جماعت کو ایک صفحہ سبق آگے دیا جاتا ہے اور یہ ایک صفحہ کیا؟ ایک لفظ خود نہیں پڑھ سکتا ہے، اس کو جماعت کے ساتھ کس طرح چلایا جائے؟

یہ ایک سوال ہے اور ناچیز سے بار بار اساتذہ کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا رہا ہے۔

میں نے دیکھا کہ: بعض اساتذہ تو ایسے طلبہ کو مرفوع القلم سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، یہ مسکین صرف مکتب آتا ہے اور بیٹھ کر واپس ہوتا ہے اور بعض اساتذہ اس کو جماعت سے الگ کر کے وقت ملا تو ایک آیت یا دو آیت رٹا رٹا کر پڑھاتے ہیں، بچہ استاذ سے آواز سنتا ہے اور سنی ہوئی آواز نقل کر کے سناتا ہے، اس طرح سال بھر ربع یا نصف پارہ رٹا کر پڑھا دیتے ہیں، کچھ وقت تک رٹی ہوئی آواز محفوظ ہے؛ اس لیے یہ بچہ رٹے ہوئے حصے میں سے پڑھ سکتا ہے، بعد میں رٹی ہوئی آواز میں خلط ہو گیا یا آواز محفوظ نہ رہی تو رٹا ہوا حصہ بھی پڑھ نہیں سکے گا؛ اس لیے محنت کا یہ طریقہ بھی غلط ہے۔

محنت کی صحیح ترتیب یہ ہے کہ کام جہاں سے باقی ہو وہاں سے شروع کیا جائے، ایک بچہ گیارہ سے بیس (۲۰ سے ۱۱) کی جماعت میں ہے اور قرآن نہیں پڑھ پا رہا ہے،

پیمائش سے معلوم ہوا کہ مرکبات میں حروف کی شناخت نہیں ہے؛ البتہ مفردات میں حروف کی شناخت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نو (۹) امور میں سے پہلے امر پر محنت کی ضرورت نہیں ہے، اب دوسرے امر سے کام شروع کرنا ہے؛ یعنی مرکبات کے بیان سے محنت شروع کرنی ہوگی۔

ایسے کمزور بچوں پر محنت کے لیے اولاً چند روز پندرہ منٹ یا دس منٹ نکالیں اور جماعت کا جو سبق چل رہا ہے اسی سبق میں مرکبات کی شکلیں سمجھائیں، اس بچے کا سبق جماعت کا جو سبق چل رہا ہے اسی صفحے کے حروف ہیں۔

آپ کی دس پندرہ منٹ کے علاوہ بقیہ وقت میں اس بچے کو کسی ذہین بچے کے متعلق کر دیا جائے اور اس کو یہ ذمّے داری دی جائے کہ وہ سبق کے اندر حروف کی شناخت کرائے اور مفرد و مرکب حروف سنے، دس روز میں ان شاء اللہ! حروف کی مکمل شناخت ہوجائے گی، حروف کی شناخت کے لیے دوبارہ اس بچے کے ہاتھ میں تختی یا قاعدہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

دو چار روز میں معلوم ہوجائے کہ بچہ کون سے حروف میں زیادہ غلطی کرتا ہے مثلاً عین اور غین کی شناخت میں اکثر غلطی ہوتی ہے تو ذہین بچہ (جس سے اس کمزور کو متعلق کیا ہے) سے کہیں کہ: سبق میں حروف کی شناخت کے بعد کسی صفحے سے صرف عین اور غین کو آج تلاش کرائے، اسی طرح دوسرے دن ف، ق تلاش کرائے۔

دس دن میں حروف کی شناخت نہیں ہوئی تو کام اسی طرح جاری رکھا جائے، ایک ماہ میں تو ان شاء اللہ! درجۂ اولی سے نکل کر یہ بچہ ثانیہ میں داخل ہوجائے گا۔

درجۂ ثانیہ والوں پر محنت کا طریقہ

حرکات کا بیان

اس بیان میں تین کام کرنے ہیں:

① حرکات لگانے کے بعد مفرد حرف کی رواں۔

② دو حرفوں کو ملا کر پڑھنا سکھائیں۔

③ سہ حرفی و چار حرفی الفاظ کی رواں۔

جب مرکبات میں بھی حروف کی شناخت ہوگئی تو تیسرا امر حرکات کا بیان ہے، اس پر محنت شروع کی جائے، جماعت کا سبق جس صفحے پر چل رہا ہے اسی صفحے کے مفرد حروف پر حرکات لگا کر پڑھنا سکھائیں، مثلاً جماعت کا سبق بارھواں پارہ ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ
مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷

اس صفحے میں جو مفرد متحرک حروف ہیں اس کو پڑھنا سکھائیں:

وَمَا میں وَ اور مِنْ میں مِ، فِيْ میں فِ۔

دو چار روز کے بعد دو حرفی و سہ حرفی متحرک لفظ پڑھنا سکھائیں، جیسے:

وَهُوَ، خَلَقَ، عَرْشُهُ میں شُهُ، وَيَعْلَمُ میں وَ یَ اور لَمُ۔

الغرض! جماعت کا جو سبق چل رہا ہے اسی سبق کے متحرک الفاظ اس بچے کا سبق ہے، جب متحرک الفاظ بچہ برابر پڑھنے لگے تو اب آگے والا امر؛ یعنی تنوین کا بیان شروع کریں، جماعت کا جو سبق چل رہا ہے اس کے متحرک و منون الفاظ اس بچے کا سبق ہے۔

خارجی محنت

بچے کو مشغول کرنے کے لیے مدرسے میں چند تختیاں بنی ہوئی ہونی چاہیے، مثلاً دو حرفی الفاظ کی ایک تختی ہو جس میں سو (۱۰۰) دو حرفی الفاظ ہوں، ایک تختی سہ حرفی الفاظ کی سو (۱۰۰) الفاظ پر مشتمل ہو اور ایک تختی چہار حرفی متحرک الفاظ کی ہو۔

ضرورت کے مطابق ایک ایک تختی بچے کو دے کر مشغول رکھیں اور کسی ذہین بچے سے ایسے بچوں کو متعلق کر کے الفاظ کی مشق کرائیں۔

مفتاح القرآن میں (احقر نے ایک قاعدہ ترتیب دیا ہے) حرکات کے بیان میں دو حرفی، سہ حرفی و چہار حرفی قرآنِ پاک کے تقریباً ۲۰۰ / الفاظ ذکر کیے ہیں، یہ کتاب بھی ان شاء اللہ! بچے کے لیے مفید ہوگی؛ اس لیے الگ سے یہ کتاب یا اور کوئی کتاب یا قاعدہ جس میں الفاظ کا ذخیرہ ہو بچے کو دیا جائے اور اس کے الفاظ بچے کو خود حل کرنے دیں؛ تاکہ بیان کی فہم اور اس کی خوب مشق ہو جائے۔

تنوین کا بیان

بچہ جب متحرک کلمات اچھی طرح پڑھنے لگے تو اب تنوین کا بیان حرکات کے

بیان کے مشل شروع کرائیں، ۲۰/روز حرکات کے بیان کے لیے اور ۱۰/روز تنوین کے لیے، اس طرح ایک بچہ ان شاء اللہ! ۳۰/دن میں درجۂ ثانیہ سے نکل کر ثالثہ میں آجائے گا، اس طرح کل دو ماہ میں ان شاء اللہ! بچہ ترقی کر کے درجۂ اولی وثانیہ سے آگے بڑھ کر ثالثہ میں داخل ہوجائے گا، اگر کسی بچے کی رفتار زیادہ سست ہے اور وہ دو ماہ میں ان دونوں درجوں سے نہیں نکل پایا تو محنت اسی ترتیب سے جاری رکھیں۔

جزم کا بیان

تنوین کے بعد جزم کے بیان پر محنت کریں، ناظرہ خوانی کی کمزوری اکثر جزم اور تشدید کے بیان میں کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے؛ لہذا اس بیان کو اچھی طرح سمجھائیں، پہلے یہ بتائیں کہ:

ساکن کس کو کہتے ہیں؟ اور ساکن حرف کو کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

پہلے دو حرفی الفاظ میں جزم کی مشق کرائیں، پھر سہ حرفی الفاظ میں درمیانی حرف مجزوم جیسے: لَسْتَ، پھر سہ حرفی میں آخری حرف پر جزم، جیسے: لَهُمْ، اس طرح چار حرفی الفاظ اور ڈبل جزم کی امثلہ تختی میں حل کرائیں؛ یعنی ہر طرح کے الفاظ کی تختیاں مدرسہ میں ہونی چاہیے اور ساتھ ساتھ قرآنِ پاک میں جماعت کا جو سبق چل رہا ہے اسی سبق کے متحرک اور منون اور مجزوم الفاظ پڑھائیں، یہی الفاظ اس بچے کا سبق ہے۔

تشدید کا بیان

تشدید کی تمام صورتوں کی مشق کرائی جائے، تشدید کی تقریباً اٹھارہ صورتیں ہیں،

ان میں اکثر جو ضروری ہیں ان کو معلم الاطفال حصہ اول اور بچوں کا تحفہ نامی کتاب میں جمع کیا ہے، اس کے مطابق ہر صورت کی تختیاں بنالی جائیں اور ہر قسم کے الفاظ کی خوب مشق کرائیں۔

الف لام کا بیان

جزم اور تشدید کے بیانات کے بعد الف لام کا بیان سمجھنا بچے کے لیے آسان ہوگا؛ اس لیے اب الف لام کا بیان سمجھائیں، قرآن میں روانی کی کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بچہ جہاں الف لام والا لفظ آتا ہے تو رُک جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ اب اس لفظ کو کیسے پڑھا جائے؟ استاذ جب یہ لفظ بتادے تو آگے چلتا ہے، پھر جب اس طرح کا لفظ آتا ہے تو رک جاتا ہے؛ اس لیے الف لام کا بیان سمجھائیں۔

بچے کی آسانی کے لیے صرف اتنا سمجھا دیں کہ الف لام میں لام پر جزم ہو تو لام کو پڑھیں گے، الف نہیں پڑھا جائے گا، جیسے: مِنْ بَعْدِ الْمَوْت اور لام پر جزم نہ ہو تو الف اور لام دونوں کو نہ پڑھا جائے، جیسے: خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَ الأَرْضَ۔

جماعت کے اسباق میں ایسے جتنے الفاظ آتے ہیں سمجھا کر پڑھائیں، اس بچے کا سبق جماعت کے سبق میں موجود متحرک، منون اور مجزوم و مشدد اور الف لام والے الفاظ ہیں۔

حرکاتِ مدہ، حروفِ مدہ، لین

حرکات اور حرکاتِ مدہ کا فرق سمجھائیں، دونوں کی ادائیگی درست کروائیں، بچوں کو حرکات کی درازی سے روکیں اور حرکاتِ مدہ کی درازی کا اہتمام کرائیں، بعدہ

حروفِ مدہ اور حروفِ لین کا قاعدہ سمجھائیں، اس کی ادائیگی درست کرائیں۔

متحرک، منون، مجزوم، مشدد، الف لام قمری و شمسی اور حروفِ مدہ و حرکاتِ مدہ والے الفاظ اس بچے کا سبق ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ جماعت کا جو بھی سبق چل رہا ہے اس کے تمام الفاظ اس بچے کا سبق ہے۔

آیتِ پاک کے الفاظ پڑھائیں اور اعراب و علامات کا اجرا کرائیں، مثلاً: وَ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا میں سوال کریں کہ:

واو پر کیا ہے؟ نون پر کیا ہے؟ مشدد حرف کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

اَلْفَافًا میں لام کیسا ہے؟ ساکن حرف کس طرح پڑھا جائے گا؟

فًا میں کیا ہوگا؟ وغیرہ۔

اس طرح دس دن الفاظ کی مشق کرائیں، اس طرح پانچ ماہ میں ان شاء اللہ! بچہ درجۂ ثالثہ سے نکل کر رابعہ میں داخل ہو جائے گا۔

نمبر شمار	موضوع	ایام	نمبر شمار	موضوع	ایام
۱	مفردات	۱۰	۶	حروفِ مدہ و لین	۱۰
۲	مرکبات	۱۵	۷	حرکاتِ مدہ	۱۰
۳	حرکات	۲۰	۸	تشدید	۲۰
۴	تنوین	۱۰	۹	الف لام کا بیان	۱۰
۵	جزم	۲۰	۱۰	عمومی مشق	۱۰

ششماہی سے پہلے تقریباً ۱۳۵/دن ہوتے ہیں، اس میں سابقہ ترتیب پر اگر

بچے پر محنت کی جائے تو امید ہے کہ اس میں قرآنی الفاظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے گی۔

الفاظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو اب اس میں مسلسل رواں کی استعداد پیدا کرنا ہے؛ یعنی کمزوری کے آخری درجہ، درجۂ رابعہ سے نکالنے کی محنت کرنی ہوگی، اس کا طریقہ ان شاء اللہ! آگے پیش کیا جائے گا۔

محنت کی غلط ترتیب

جو بچہ قرآنِ پاک کے الفاظ نہیں پڑھ سکتا؛ بلکہ جس کو حروف کی شناخت نہیں یا حروف کی شناخت ہے؛ لیکن اعراب وعلامات سے واقف نہیں اور نہ اس کے مطابق لفظ پڑھ سکتا ہے اس کو اعراب وعلامات سے واقف کرانا اور اس میں الفاظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنا یہ پہلا کام ہے۔

لیکن ناچیز نے دیکھا کہ بعض اساتذہ جو محنت کا جذبہ رکھتے ہیں وہ آیتِ پاک کے ایک ایک جملہ کو رٹا رٹا کر پڑھاتے ہیں اور یہ مسکین صرف آوازیں سنتا ہے اور ان آوازوں کو واپس لوٹاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اکتاہٹ محسوس کرتا ہے؛ لہٰذا تعلیم کا شوق بھی ختم ہوجاتا ہے اور ایسے بچے غیر حاضریاں کرنے لگتے ہیں اور ہم ان کی کمزوری کو غیر حاضری میں کھپا کر اپنی ذمّے داری سے دامن جھاڑ لیتے ہیں۔

دوسرا نقصان اس طرح رٹا کر پڑھنے کا یہ ہوگا کہ کچھ مدت کے بعد جو آوازیں اس نے محفوظ کر رکھی تھیں وہ بھول گیا یا ان میں خلط ہوگیا تو بچے کے لیے رٹائی ہوئی آیت کا ٹکڑا پڑھنا بھی دشوار ہوجائے گا اور آپ کی محنت ضائع ہوگی۔

الغرض! محنت کی یہ غلط ترتیب ہے، اس کا کوئی حاصل نہیں ہے۔

ذمّے دار حضرات سے ایک گذارش

ماہ کے دوران کمزور طلبہ پر جس طرح کی محنت ہوئی ہو امتحان اور جائزہ بھی اسی کا لینا چاہیے، مثلاً ایک بچے کو درجۂ ثانیہ سے نکالنے کے لیے حرکات کا بیان پڑھایا گیا اور متحرک لفظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کی گئی ہے تو امتحان میں قرآنِ پاک کے متحرک الفاظ ہی پڑھائیں، اگر امتحان لینے والا ممتحن قرآنِ پاک کی آیات پڑھائے تو ظاہر ہے یہ بالکل غلط ہے، انصاف کے خلاف ہے۔

بعض دوستوں نے شکایت بھی کی کہ ہم نے بچے کی کمزوری دور کرنے کے لیے ناچیز کے بتائے ہوئے ایمرجنسی پروگرام کے تحت بچوں میں الفاظ پڑھنے کی استعداد پیدا کرنے کی محنت شروع کی اور امتحان میں ممتحن نے قرآنِ پاک کی آیات پڑھائیں اور کیفیت لکھ دی کہ بچہ کمزور ہے اور محنت کی ضرورت ہے اور ممتحن کی کیفیت دیکھ کر استاذِ محترم کو ذمّے دار حضرات کی طرف سے تنبیہ کی گئی، جس کی وجہ سے استاذ اپنی محنت کی صحیح ترتیب چھوڑ کر پھر آیات کے جملے رٹا رٹا کر پڑھانے پر مجبور ہوا۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں نقصان طالب علم کا ہوگا۔

کیا ایک ڈاکٹر کینسر کے مریض کا علاج کر رہا ہو، اس سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ: آپ نے بخار کا علاج کیوں نہیں کیا؟

یا ایک قلب کے امراض کا ماہر قلب کے مریض کا علاج کر رہا ہو، اس کا مواخذہ کیا جاتا ہے کہ: آپ نے ٹوٹی ہوئی ہڈی کا علاج کیوں نہیں کیا؟

یا یہ سوال ہوا کہ: ایک ماہ ہوگیا ابھی تک کینسر کا مرض کیوں دور نہیں ہوا؟

ظاہر ہے کہ مرض کی نوعیت کے اعتبار سے علاج میں وقت درکار ہوتا ہے، بس! اسی طرح یہاں بچے کی کمزوری کے اعتبار سے وقت درکار ہوگا۔

ناظرہ خوانی میں روانی کی محنت

بچے میں الفاظ پڑھنے کی طاقت پیدا ہوگئی تو اب مسلسل رواں عبارت (یعنی پوری آیت) پڑھنے کی استعداد پیدا کرنے کے لیے پروگرام میں دو امر خاص ہیں:

① حلِ آیت ② حلِ سبق۔

نوٹ: بہت سے طلبہ ایسے ہوتے ہیں کہ آیت کے الفاظ تو حل کر لیتے ہیں؛ لیکن پوری آیت مسلسل پڑھنا ہو تو نہیں پڑھ سکتے ہیں، اس کا علاج بھی حلِ آیت ہی ہے، بہت سے مکاتب میں میں نے خود دیکھا کہ: ایسے طلبہ کو بھی کمزور سمجھ کر چھوڑ دیا گیا؛ حالاں کہ پہلے دس امور میں بچہ پختہ ہے؛ اسی لیے ایک لفظ پڑھ سکتا ہے، رواں عبارت پڑھنے کے لیے صرف مشق کی ضرورت ہے، یہ ضرورت حلِ آیت اور حلِ سبق سے پوری کی جاسکتی ہے۔

الغرض! ناظرہ خوانی میں روانی کی محنت کے لیے یہ دو امر ہیں: حلِ آیت اور حلِ سبق، یہ دونوں کوئی فنی اصطلاحات نہیں ہیں؛ بلکہ محنت کی دو ترتیب ہیں، ان کی تعبیر کے لیے یہ دو نام دوستوں کے مشورہ سے رکھے ہیں، دونوں ترتیب کی وضاحت آگے ہو چکی ہے؛ لیکن یہاں دوبارہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں؛ چوں کہ ماقبل میں حلِ آیت کی ترتیب میں پانچ امور پر محنت کا ذکر تھا اور یہاں صرف تین امور پر محنت کا ذکر ہے؛

اس لیے ذیل میں دونوں ترتیب کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

صحتِ حروف اور صحتِ لفظی

ایمرجنسی پروگرام میں صحتِ حروف اور صحتِ لفظی کا ذکر نہیں ہے؛ چوں کہ صحت تو اول روز ہی سے شروع ہو جاتی ہے؛ اس لیے کہ آیت کی صحت الفاظ کی صحت پر اور الفاظ کی صحت حروف کی صحت پر موقوف ہے؛ اس لیے جہاں اول روز سے حروف کی شناخت کرائی جائے وہاں حروف کی صحت پر خاص محنت کی جائے، حروف کی ادائیگی غلط نہ ہو اس کا خیال رکھیں، حروف کی صحیح ادائیگی صحت کا پہلا قدم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ بچہ حرکات کھینچ کر نہ پڑھے، اس کا خیال رکھیں، نیز حرکاتِ مدہ اور حروفِ مدہ کی رعایت کرائیں۔

حلِ آیت کی ترتیب

حلِ آیت کی ترتیب میں پانچ کام ہیں؛ لیکن ایمرجنسی پروگرام میں صرف تین کام ہیں: ① حلِ الفاظ ② وقف اور اعادہ کا طریقہ ③ روانی کی مشق۔

یہاں اعراب وعلامات کا اجرا نہیں ہے؛ کیوں کہ الفاظ کی مشق کے دوران ان کا اجرا کرا لیا گیا ہے، نیز یہاں قواعد کا اجرا بھی نہیں ہے؛ چوں کہ قواعد پڑھائے نہیں گئے اور کمزور بچوں کو ابھی اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

حلِ الفاظ

مثلاً گیارہ سے بیس کی جماعت کا سبق پندرہ پارہ کے شروع سے ہے تو آگے

سبق پڑھانے کے دوران آیت کے الفاظ الگ الگ پہلے اس بچے سے حل کرائیں:

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	لَيْلًا	بِعَبْدِهٖ	اَسْرٰى	سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ
۵	۴	۳	۲	۱

لِنُرِيَهٗ	حَوْلَهٗ	بٰرَكْنَا	اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ
۹	۸	۷	۶

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ	مِنْ اٰيٰتِنَا
۱۱	۱۰

آیاتِ مذکورہ میں نمبر کے مطابق جو الفاظ ہیں الگ الگ پہلے تمام پڑھوائیں۔

وقف اور اعادہ کا طریقہ اور روانی کی مشق

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پر ایک آیت کرنے کے لیے نشان لگوائیں اور مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پر اعادہ کا نشان لگوائیں، دوسرا وقف مِنْ آیاتِنَا پر ہوگا، وہاں تو وقفِ مطلق کا نشان لگا ہوا ہے، تیسری سانس میں: اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ، اس طرح تین سانس میں آیت پڑھائیں، نمونہ ذیل میں موجود ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا / مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ۞ الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۞ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

یہ (/) اعادہ کا نشان ہے اور یہ (۞) وقف کا نشان ہے۔

پہلا حصہ: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا / مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى

الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ۞

دوسرا حصہ: مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۞

تیسرا حصہ: اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

تین سانس میں مکمل آیت ایک مرتبہ سے تو نہیں پڑھ پائے گا؛ لیکن اس کو مکلف بنائیں کہ مشق کرو اور کوشش کرو، میں صرف تین سانس میں مکمل آیت سنوں گا، الفاظ کے حل کرنے کے بعد روانی کے لیے یہ مشق اور تکرار مفید ہوگا۔

جس طرح غلط ترتیب میں الفاظ یا آیت کے جملے رٹائے جارہے تھے اس میں اور یہاں حلِ آیت میں الفاظ یا جملوں کے تکرار میں فرق ہے؛ کیوں کہ یہاں حلِ الفاظ کے بعد تکرار سے بچے کی آنکھیں ایک سے دو الفاظ اور دو سے تین الفاظ کا ادراک کرے گی، الغرض! غلط ترتیب میں الفاظ یا جملوں کا تکرار اور حلِ آیت والی ترتیب میں الفاظ کے حل کرنے کے بعد جملوں کی تکرار میں بہت بڑا فرق ہے، وہاں صرف ایک زبانی عمل ہے اور یہاں زبان کے ساتھ آنکھوں کی چھلانگ کی وسعت کے لیے اور روانی کے حصول کے لیے تکرار ہے، یہ بات اساتذہ اچھی طرح سمجھ لیں۔

روزانہ اس طرح سبق کی ایک دو آیات بچے کے پاس حل کرائیں، ایک پارہ تک اس طرح مشق کرانے سے بچے میں آیت حل کرنے اور آیتِ پاک پڑھنے کی طاقت پیدا ہو جائے گی اور ناظرہ خوانی میں روانی آتی جائے گی اور ساتھ ساتھ وقف اور اعادہ کا طریقہ بھی یہ بچہ سیکھ لے گا۔

حلِ سبق کی ترتیب

اگر بچہ ایک آیت کا مطلوبہ حصہ آسانی سے پڑھنے لگے تو اب آگے دوسری ترتیب؛ یعنی حلِ سبق والی محنت شروع کریں، جس کا ذکر آگے ہو چکا ہے۔

حلِ سبق میں چار کام کرنے ہیں:

① مشکل الفاظ کا حل۔

② سبق خود پڑھ کر سنائیں۔

③ مشق کا وقت دیں۔

④ بغیر اٹک کے آیت کا ہر حصہ پڑھائیں۔

اگر کمزور بچوں کی مستقل جماعت بنائی گئی ہے تو حسبِ سابق چاروں کام کرتے رہیں اور اگر جماعت میں ایک دو بچوں پر ہی ایمرجنسی پروگرام کے تحت محنت کی جارہی ہے تو اولاً سبق کے مشکل الفاظ حل کرادیں۔

مشکل الفاظ کا حل

مشکل الفاظ ۔ جو سبق میں ہیں ۔قرآن میں ہی پہلے حل کرادیں، اسی طرح ادغامِ مثلین یا متجانسین یا متقاربین میں سے کوئی ایک ہو تو بچے کے لیے لفظ پڑھنا دشوار ہوجاتا ہے، مثلاً ادغامِ مثلین کی مثال ہے: ﴿قَدْ دَخَلُوْا﴾ اور متجانسین کی مثال ہے: ﴿عَبَدْتُّمْ﴾ اور متقاربین کی مثال ہے: ﴿مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ ان تمام مثالوں میں تشدید سے پہلے ساکن ہے؛ اس لیے بچے پریشان ہوتے ہیں کہ اس لفظ کو کس طرح پڑھا جائے؟

کیوں کہ ان کو سمجھایا گیا ہے کہ مشدد حرف کو دوبار پڑھا جاتا ہے: ایک مرتبہ پہلے والے حرف سے ملا کر اور ایک مرتبہ خود اس کی حرکت کے ساتھ؛ لیکن یہاں مشدد حرف سے پہلے ساکن ہے اور ساکن حرف کو بھی تنہا پڑھا نہیں جاتا؛ بلکہ پہلے والے حرف سے ملایا جاتا ہے، ادغام کی مثالوں میں تشدید اور ساکن دونوں جمع ہو گئے ہیں؛ لہذا ان کو کس طرح پڑھا جائے؟

آپ ان کو صرف اتنا بتا دیں کہ: تشدید والے حرف سے پہلے ساکن حرف ہو تو ساکن حرف پڑھا نہیں جاتا۔

مشق کا وقت دیں

بچے کو مکلف بنائیں کہ: وہ آیت کے ہر حصے کو ایک سانس میں پڑھنے کی مشق کرے اور اس کے لیے اس کو کچھ وقت دیں۔

بغیر اٹک کے آیت کا ہر حصہ پڑھائیں

ظاہر ہے کہ جماعت کا سبق تو ایک صفحہ چل رہا ہوگا؛ لیکن ایسے بچوں کو موقع دینا ہے جن پر ایمرجنسی پروگرام کے تحت محنت ہو رہی ہے؛ اس لیے ایسے بچوں کو مشق کا موقع دینے کے بعد سبق کی ابتدائی چند آیات ان سے سنیں۔

خلاصۂ کلام: ایمرجنسی پروگرام کو سامنے رکھ کر کمزور بچے پر محنت کی جائے گی تو بتدریج مکمل سبق حل کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی، روانی میں اضافہ ہوگا اور دوسرے بچوں کے ساتھ یہ بھی ایک اچھا طالبِ علم شمار کیا جائے گا، جو پہلے جماعت کا

ایک عضوِ معطل بنا ہوا تھا، اب وہ جماعت کے دیگر بچوں کے ساتھ ان شاء اللہ! قدم سے قدم ملا کر چلے گا۔

لہجے پر محنت

بچہ جب روانی سے پڑھنے لگے تو اب لہجے پر قابو حاصل کر سکتا ہے، نفسیاتی اعتبار سے بچہ آٹھ سال کی عمر میں نقالی کر سکتا ہے؛ اس لیے کلاس کے دیگر بچوں کا سن سن کر کلاس کے بچوں کا لہجہ اختیار کر لے گا، روانی سے پہلے نقالی کرنے کی استعداد نفسیاتی اعتبار سے پیدا ہو گئی تھی؛ لیکن روانی نہ ہونے کی وجہ سے لہجے پر قابو پانا ممکن نہیں تھا۔

نوٹ: اگر کسی مکتب میں لہجے پر محنت نہیں ہوئی اور کلاس کے ایک بھی طالبِ علم کا لہجہ درست نہیں ہے تو اساتذہ میں سے جس کا لہجہ اچھا ہو ان کے پاس چند رکوع پڑھوا کر بذریعہ ٹیپ ان کا لہجہ محفوظ کر لیا جائے اور بار بار بچوں کو سنایا جائے؛ بلکہ ساتھ ساتھ پڑھنے پر مکلف کریں، ان شاء اللہ! چند ہی روز میں کچھ بچے یہ لہجہ اختیار کر لیں گے۔

قواعد کی تفہیم

صحتِ حروف اور صحتِ لفظی اور حروفِ مدہ اور حرکاتِ مدہ کی رعایت کے ساتھ ساتھ دیگر قواعد کا عامل ضرور بنائیں، چند روز عمل کروانے سے بچہ عامل بالتجوید بن جائے گا؛ چاہے قاعدہ جانتا نہ ہو، قاعدہ کے مطابق پڑھے گا، یہ قرآن کی خصوصیت ہے، ایک حافظ بچہ عالم بالتجوید نہیں ہوتا؛ لیکن عامل بالتجوید ضرور ہوتا ہے؛ اس لیے آپ قواعد پر عمل کروائیں گے تو بچہ اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور غنہ کی جگہ غنہ کرے گا؛

حالاں کہ وہ قواعد نہیں جانتا اور اگر اس بچے کو قواعد کی تفہیم اور استحضار کرادیا جائے تو یہ بچہ عامل بالتجوید کے ساتھ ساتھ عالم بالتجوید بھی بن جائے گا اور پوری بصیرت کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھے گا۔

اگر روانی پر قابو ہو اور مناسب ہو تو آپ پندرہ دن میں ایک قاعدہ مثلاً نون ساکن کی چار حالتوں میں سے اظہار کو سمجھا سکتے ہیں، اس طرح نون ساکن کی چاروں حالتیں دو ماہ میں آپ مستحضر کرواسکتے ہیں۔

خاص جماعت کا قیام

دو چار جماعتوں میں چند بچے کمزور ہوں اور قرآن نہ پڑھ پاتے ہوں، مثلاً: (۴ سے ۱۰) (۱۱ سے ۲۰) (۲۱ سے ۳۰) تینوں جماعتوں میں کچھ بچے کمزور ہیں اور سب کی بیماری اور علاج بھی ایک ہی ہے؛ یعنی محنت کی ترتیب ایک ہے تو ان تمام کو جمع کر کے ایک جماعت بنادی جائے، پھر جب علاج مکمل ہو جائے اور بچے آپ کے ایمرجنسی پروگرام کی وجہ سے ناظرہ خوانی میں کامیاب ہو جائیں اور اپنی جماعت کے ساتھ چلنے کے قابل ہو جائیں تو اب ان کو ان کی جماعت میں شریک کر دیں۔

کمزور بچے جن میں الفاظ پڑھنے کی صلاحیت نہیں تھی، ان میں مذکورہ ترتیب سے الفاظ پڑھنے کی صلاحیت ہو جائے تو ان کو پارۂ عم دیا جائے اور ایک دو سورتیں حل کرنا سکھانے کے بعد بقیہ سورتیں خود ان کو حل کرنے دیں؛ کیوں کہ اب آنکھوں کا ادراک ایک لفظ سے بڑھانا ہے اور لفظ سے جملہ اور جملے سے آیت تک آنکھوں کا ادراک لے جانے کی محنت شروع کرنی ہے؛ اس لیے پارۂ عم مفید ہوگا؛ کیوں کہ اس میں

آیات چھوٹی ہیں؛ اس لیے بچہ آسانی سے اس کی کوشش کرسکتا ہے۔

''مفتاح القرآن'' اور ''بچوں کا تحفہ'' کے ہر بیان میں پارۂ عم سے الفاظ جمع کیے گئے ہیں؛ اس لیے ''مفتاح القرآن'' یا ''بچوں کا تحفہ'' پڑھنے کے بعد پارۂ عم پڑھنا اِن شاء اللہ! بہت آسان ہوگا اور بہت جلد روانی کی مشق ہوجائے گی۔

ایمرجنسی پروگرام کی خصوصیت

ایمرجنسی پروگرام میں خواندگی کی نفسیات کے تینوں امور کی رعایت کی گئی ہے، ایک بچہ جو ایک لفظ کا ادراک نہیں کرسکتا تھا اس میں پہلے ایک لفظ کا ادراک کرنے کی صلاحیت پیدا کی گئی، بعد میں آنکھوں کا ادراک بڑھانے کے لیے حلِ آیت سے کام لیا گیا اور حلِ سبق کی ترتیب سے خواندگی کے لیے بقیہ دونوں ضروری امور پر محنت ہوگئی۔

بہرحال! ایمرجنسی پروگرام میں خواندگی کی نفسیات کا مکمل لحاظ کیا گیا ہے۔

آخر میں ایک گذارش ہے کہ ایمرجنسی پروگرام پر عمل کے دوران صبر واستقامت سے محنت کرتا رہے، یہ نہایت ضروری ہے؛ ورنہ پروگرام مفید نہیں ہوگا۔

ایک واقعہ

ایک مکتب میں ناچیز کے مشورے سے کمزور طلبہ کی ایک جماعت بنائی گئی اور ایمرجنسی پروگرام کے تحت ان پر محنت شروع کی گئی، دس دن کے بعد ہی استاذِ محترم کا فون آیا کہ: دس دن ہوگئے، بچے قرآن پڑھ نہیں پا رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو پروگرام ایک سال کا ہو اس کا نتیجہ دس دن میں کیسے ظاہر ہوگا؟ جو

بچے ابھی الفاظ نہیں پڑھ سکتے ان میں دس دن میں مسلسل رواں کی صلاحیت کیسے پیدا ہو جائے گی؟ معلوم ہوا کہ استاذ نے پروگرام کو سمجھا ہی نہیں تھا۔

پھر بعد میں معلوم ہوا کہ استاذ نے ایک ماہ کے اندر ہی پروگرام پر عمل ترک کر دیا اور اپنی غلط ترتیب سے محنت شروع کی جس سے آج تک فائدہ نہیں ہوا تھا، پھر سال بھر غلط ترتیب سے محنت جاری رکھی؛ لیکن محنت لاحاصل رہی، اس کے باوجود بھی غلط ترتیب پر استقامت ہے اس پر افسوس ہوتا ہے۔

اگر کسی بچے کے پاؤں میں فیکچر ہو تو کیا وہ فی الحال دوڑ کے مسابقہ میں حصہ لے سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا، دوڑ کے مسابقہ میں حصہ لینے کے لیے پہلا کام یہ ہے کہ اس کا آپریشن کر کے اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑا رہ سکے، پھر بذریعہ ورزش اس کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ لکڑی کے سہارے چل سکے، پھر بغیر لکڑی کے سہارے چلنے کی مشق کرائی جائے گی، پھر وہ از خود دوڑنے کی جتنی مشق کرے گا اس حساب سے مسابقہ میں وہ نمبر حاصل کرے گا۔

ظاہر ہے کہ ان کاموں کے لیے ایک لمبی مدت درکار ہے، اگر پاؤں کا علاج کیے بغیر اس کو دوڑایا جائے گا تو مسابقہ میں کبھی بھی وہ چل نہیں سکے گا؛ بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے چلنے سے بھی معذور رہے گا۔

بس! اسی طرح جو بچہ ایک لفظ نہیں پڑھ سکتا، اس میں پہلے لفظ پڑھنے اور اس کے بعد مسلسل رواں کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک لمبی مدت درکار ہے، جس طرح ٹوٹے ہوئے پاؤں کا علاج کیے بغیر بچہ دوڑ کے مسابقہ میں حصہ نہیں لے سکتا، اسی

طرح اس میں لفظ پڑھنے کی صلاحیت پیدا کیے بغیر مسلسل رواں عبارت پڑھائی جائے؛ بلکہ رٹائی جائے تو وہ بچہ کبھی بھی قرآن کی ایک آیتِ پاک بھی نہیں پڑھ سکے گا۔

اس لیے آپ صبر واستقامت کے ساتھ پروگرام کے مطابق محنت کرتے رہیں اور بچہ جب تک کمزوری کے جس درجے میں ہے اس سے نہ نکل جائے تب تک آگے والے پروگرام پر عمل نہ کریں۔

حوصلہ افزائی

پروگرام پر عمل کے دوران حوصلہ بڑھانے والے کلمات سے حوصلہ افزائی فرما کر بچے کو آگے بڑھائیں، ایسے کلمات سے احتراز کریں جن سے حوصلہ پست ہوتا ہے۔

زمانۂ ماضی کی سچی حکایتیں سنائیں، مثلاً بچے سے کہیں کہ: گذشتہ سالوں میں ایک بچہ بہت کمزور تھا، وہ استاذ کی ہدایات پر عمل کر کے محنت کرتا رہا تو ماشاءاللہ! بہت اچھا قرآن پڑھنے والا طالبِ علم بنا، تم کو تو اللہ نے بہت اچھی صلاحیت اور آواز دی ہے، اگر استاذ کی ہدایات پر عمل کر کے محنت کرتے رہے تو مجھے قوی امید ہے کہ کلاس میں سب سے اچھا قرآن پڑھو گے۔

ایک گذارش

کمزور بچوں پر محنت کا جو طریقہ اور پروگرام ناچیز نے پیش کیا ہے، وہ بحمد اللہ! بہت مفید ثابت ہوا ہے، بہت سے مکاتب میں کمزور بچے جو ناظرہ خوانی سے محروم تھے الحمدللہ! وہ آج بہت اچھا قرآن پڑھ رہے ہیں، آپ اس پروگرام کے مطابق محنت

کر کے دیکھیں، آپ کی محنت کیا خوب رنگ لاتی ہے؟

میں نے اکثر مکاتب میں دیکھا ہے کہ جماعت کے کمزور بچوں کو کند ذہن سمجھ کر چھوڑ دیا گیا اور اس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی؛ بلکہ بعض جگہ زیادہ سے زیادہ نیچے کی جماعت میں صرف منتقل کیا گیا، آگے اس پر کوئی محنت نہیں ہوئی اور اگر کسی نے توجہ کی بھی تو محنت کا صحیح طریقہ نہ ہونے کی وجہ سے محنت کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا جس کی وجہ سے وہ مسکین کئی سال تک مدرسے میں حاضری دیتا رہا، پھر بھی ناظرہ خوانی سے محروم رہا۔

کیا کسی مریض کو مرض کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے؟ یا اس کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے؟ بلکہ طبیب حضرات بڑے مریض کا زیادہ خیال رکھتے ہیں اور اپنے عملے کو بھی اس کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔

ایک مشورہ

اگر کوئی طالبِ علم ذہنی اعتبار سے بہت کمزور ہو اور ایمرجنسی پروگرام کے مطابق درجۂ اولیٰ یا ثانیہ سے مکمل صحیح محنت کے باوجود نہ نکل پائے اور دو چار تجربہ کار معلمین کی رائے بھی یہی ہو کہ اس بچے کا کمزوری کے ان درجوں سے نکل پانا دشوار ہے تو اب آخری درجہ میں پارۂ عم کی چند سورتیں اور اذکارِ صلوٰۃ، نیز کلماتِ اسلام اور چند دعائیں زبانی کرا دیں اور نماز کا طریقہ اور محفوظات اور متفرقات میں سے بچہ جو زبانی کر سکتا ہو زبانی کرا دیں، تقریباً ایسا بچہ کتاب میں بھی نہیں چل پاتا؛ اس لیے چند مسائل محفوظ کرا سکتے ہوں تو کرا دیں۔

الغرض! حسبِ استعداد ایک مستقل نصاب تیار کیا جائے اور اس پر محنت کی

جائے اور اسی کا امتحان لیا جائے اور اسے عضوِ معطل بنا کر ہرگز نہ چھوڑیں۔

بنیادی تعلیم کا غلط نظام اور غلط طریقہ

قرآنِ پاک پڑھنے کے لیے چار امور ضروری ہیں:

① حروف کی شناخت۔

② اعراب وعلامات کی شناخت۔

③ اعراب وعلامات کے مطابق حروف جوڑ کر بلا تأمل لفظ پڑھنے کی قوت۔

④ صحت کے لیے ضروری قواعد کا استحضار اور تفہیم۔

ان تمام امور کے لیے مکاتب میں مختلف قاعدے پڑھائے جاتے ہیں، مثلاً: نورانی قاعدہ، احسن القواعد، اشرف القواعد، افضل القواعد، معلم الاطفال، بچوں کا تحفہ وغیرہ، ان قاعدوں کے پڑھانے کا مقصد بچے میں لفظ پڑھنے کی قوت پیدا کرنا ہے؛ تاکہ آگے پارۂ عم میں آیت پڑھنے کی استعداد پیدا کی جا سکے؛ لیکن ان جماعتوں کے پڑھانے والے اساتذہ اکثر مکاتب میں طریقۂ تعلیم سے ناواقف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بچے کمزور رہ جاتے ہیں، وہ حضرات بچوں میں لفظ پڑھنے کی طاقت پیدا کرنے کے بجائے روزانہ دو چار الفاظ ہجے رواں کے ساتھ پانچ منٹ میں پڑھا دیتے ہیں، اس طرح بچہ قاعدہ رٹ لیتا ہے؛ لیکن بیان کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے قاعدہ کے علاوہ دوسرے الفاظ نہیں پڑھ سکتا؛ اس لیے ابتدائی جماعت کے پڑھانے والے اساتذہ سے گذارش ہے کہ وہ ہر بیان کو سمجھا کر پڑھائیں اور بیان کی مشق کرا کر بچے میں اتنی استعداد پیدا کریں کہ وہ کوئی بھی لفظ بلا تأمل فوراً پڑھ لے۔

خلاصۂ کلام

بنیادی تعلیم کے اس غلط طریقے اور غلط نظام کی وجہ سے بچے کمزور رہ جاتے ہیں؛ اس لیے بنیادی تعلیم مضبوط کیجیے اور جن بچوں کی بنیاد کمزور رہ گئی ہے اور اگلی جماعتوں میں آ گئے ہیں ان کی کمزوری دور کرنے کے لیے سابقہ پروگرام پر عمل کریں۔

اساتذۂ کرام سے دردمندانہ گذارش ہے کہ ان بچوں کی طرف خاص توجہ کریں، یہ کند ذہن نہیں ہیں؛ بلکہ تلاوتِ قرآن کے لیے جن بنیادی چیزوں کی ضرورت تھی ان میں کمزوری ہے؛ اس لیے آپ اگر بنیادی چیزیں پختہ کرادیں گے تو نہ صرف کمزوری دور ہوگی؛ بلکہ ایک حد تک گذشتہ سالوں کی تلافی ہوجائے گی اور یہ بچے تلاوتِ قرآن کی عظیم نعمت کی محرومی سے محفوظ ہوجائیں گے۔

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ: اللہ پاک اس پروگرام کو اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے نافع بنائیں اور بچوں کو قرآن سے جوڑنے کا ذریعہ بنائیں، امین یارب العالمین۔

محفوظات کا نظام

محفوظات کے عناوین

حفظِ سور	کلماتِ اسلام	وظائفِ نماز	مسنون دعائیں
سنن وآداب	سوالات	اسمائے حسنی	احادیث
نماز کی عملی مشق اور اس کی نگرانی			

فائدہ: ان تمام عناوین کے تحت ضروری اور اہم مفید علمی ذخائر کو دیدہ زیب اور حسنِ اسلوب کے ساتھ نورانی مکاتب کی کاوش ومحنت سے ایک رسالہ "محفوظات کا آسان نصاب" مرتب کیا گیا ہے، جس میں بچوں کی عمر واستعداد کا لحاظ کرتے ہوئے ہر ہر جماعت کا الگ الگ مستقل نصاب رکھا گیا ہے، جس کو آسان، مختصر، جامع اور مفید بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ رسالہ طلبہ وطالبات کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

محفوظات کے عناوین

محفوظات کے عناوین آٹھ ہیں: (۱) حفظِ سور (۲) کلماتِ اسلام (۳) وظائفِ نماز (۴) مسنون دعائیں (۵) سنن وآداب (۶) اسلامی معلومات پر مشتمل سوالات و جوابات (۷) اسمائے حسنی (۸) احادیث۔

حفظِ سور

پارۂ عم کی آخری سورتیں حسبِ نصاب زبانی کرائی جائیں؛ تاکہ نماز صحیح ہو؛ چوں کہ نماز کا اہم رکن قراءتِ قرآن ہے۔

حفظِ سور میں سات باتیں ملحوظ رکھیں:

(۱) حفظ میں پختگی۔ (۲) حروف کی صحیح ادائیگی۔

(۳) صحیح الفاظ (۴) قواعد کی رعایت۔

(۵) رفتار میں کمی (حدراً یا تدویراً) (۶) عمدہ لہجہ۔

(۷) صحیح مقام پر وقف۔

حفظِ سور کا مقصد نماز میں پڑھی جانے والی چند سورتیں صحیح صحیح یاد کرانا ہے؛ تاکہ نماز درست ہو؛ لیکن بعض مکاتب میں دیکھا کہ بچے محفوظ کی ہوئی سورتیں اس طرح پڑھ رہے کہ حروف کی ادائیگی بالکل غلط ہے، نیز الفاظ بھی تبدیل کر کے غلط پڑھتے ہیں، جیسے: **علم الیقین** کی جگہ **علم الیقیم**، خلاصہ یہ کہ حفظِ سور کا مقصد بالکل فوت ہوجاتا ہے؛ اس لیے مذکورہ بالا امور کا لحاظ کر کے سورتیں یاد کرائیں۔

سورتیں حفظ کرنے کی ترتیب

جس سورت کو حفظ کرانا ہے بچوں سے کہا جائے کہ: وہ سورت پارۂ عم میں ناظرہ پڑھیں اور پڑھتے وقت مذکورہ بالا ساتوں امور کا لحاظ کریں، ایک متعین مقدار ناظرہ پڑھانے کے بعد ان سے کہیں کہ: اب اس کو اسی طرح زبانی یاد کرو۔

نوٹ: حروف شناسی والے بچوں کو تعوذ اور تسمیہ اور نورانی قاعدہ اور بچوں کا تحفہ وغیرہ والے بچوں کو سورۂ فاتحہ سے آگے ابھی یاد نہ کرائیں؛ کیوں کہ وہ اندر دیکھ کر ابھی پڑھ نہیں سکتے؛ اس لیے ان کو یاد کرانے کا صرف ایک طریقہ ''آواز کی نقل'' ہی ہے اور اس صورت میں بچے کے صرف حافظہ ہی سے کام لے سکتے ہیں؛ اس لیے بہتر یہ ہے کہ جب یہ بچوں کا تحفہ یا نورانی قاعدہ حصۂ دوم میں آنے کے بعد خود پارۂ عم کی سورتیں پڑھنے لگیں تو اب حفظ کے لیے کسی سورت کا مکلف بنائیں، سورۂ فاتحہ تو روزانہ مدرسہ میں اجتماعی اعمال میں سنتے رہتے ہیں؛ اس لیے اسے یاد کرنا آسان ہوگا۔

کلماتِ اسلام اور وظائفِ نماز

کلماتِ اسلام اور وظائفِ نماز میں چھ باتیں ملحوظ رکھیں:

(۱) حفظ میں پختگی۔ (۲) حروف کی صحیح ادائیگی۔

(۳) صحیح الفاظ۔ (۴) رفتار میں کمی۔

(۵) صحیح مقام پر وقف (۶) نماز میں وظائف کا وقت۔

مکاتب میں اساتذۂ کرام کا کلماتِ اسلام اور نماز کے اذکار اور مختلف اوقات کی

مختلف دعائیں اور اذکارِ ماثورہ زبانی کرانے کا معمول رہا ہے؛ لیکن بچوں کے سامنے کوئی کتاب نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اساتذہ کلمات یا اذکار کے الفاظ زبانی پڑھاتے ہیں اور بچے پڑھتے ہیں، اس طرح ان تمام محفوظات کو یاد کرنے اور یاد رکھنے میں کافی دشواریاں پیش آتی ہیں، بچے سنا ہوا محفوظ کرتے ہیں اور سننے میں غلطی کے سبب غلط الفاظ محفوظ ہوتے ہیں؛ بلکہ اکثر دیکھا کہ بچے کلمات اور وظائفِ نماز میں بہت فاحش غلطی کرتے ہیں۔

بعض اساتذہ موقع ومحل کی دعائیں کاپی میں لکھواتے ہیں اور بچے گجراتی زبان میں لکھتے ہیں اور غلط لکھا ہوا ہی یاد کرتے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ گجراتی زبان میں بچے لکھیں گے تو الفاظ کے حروف میں تو اغلاط ہوگی ہی، مثلاً ص کی جگہ س اور ط کی جگہ ت وغیرہ؛ اس لیے بچوں کے پاس کلماتِ اسلام اور مسنون دعاؤں کی کوئی کتاب ہونی چاہیے جس میں بچے اولاً کتاب میں دیکھ کر صحیح صحیح پڑھیں، اس کے بعد زبانی کریں۔

نوٹ: اسی مقصد کے پیشِ نظر ہمارے نورانی مکاتب میں ’’محفوظات کا آسان نصاب‘‘ نامی رسالہ تیار کیا گیا ہے، جس میں ہر ہر جماعت کا الگ الگ نصاب وقف و اعادہ کی علامت کے ساتھ موجود ہے۔

نماز میں وظائف کا وقت

مثلاً تشہد یاد کرانے کے بعد بتائیں کہ:

نماز میں تشہد کب پڑھا جاتا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

اسی طرح درودِ پاک نماز میں کب پڑھا جائے گا اور اس کا حکم کیا ہے؟

اگر کوئی مصلی آخری رکعت کے قاعدے میں درودِ پاک نہ پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟ وغیرہ۔

مسنون دعائیں

مسنون دعاؤں میں چھ باتیں ملحوظ رکھیں:

(۱) حفظ میں پختگی (۲) حروف کی صحیح ادائیگی۔

(۳) صحیح الفاظ (۴) رفتار میں کمی۔

(۵) صحیح مقام پر وقف (۶) عمل کی ترغیب۔

عمل کی ترغیب کا طریقہ

فضائل سنائے جائیں، مدرسہ شروع ہوتے ہی سبق شروع نہ کردیں؛ بلکہ طلبہ سے چند منٹ گفتگو کریں، مثلاً کلاس کے ایک طالبِ علم سے کہیں کہ:

بتاؤ! آپ آج کس طرح سو کر اٹھے تھے؟

پھر سوال کریں: ہمارے نبی ﷺ کا طریقہ کیا ہے؟ کون بتائے گا؟

کسی بچے سے جواب طلب کرنے کے بعد بچوں سے سوال کریں کہ: کل کون سنت پر عمل کرے گا؟

اس طرح روزانہ نیت کرائیں اور ترغیب دیتے رہیں۔

سنن وآداب

سنن وآداب میں تین کام مدِ نظر رکھیں:

① جاری سال کے سنن و آداب یاد کرائیں۔

② گذشتہ سالوں کے سنن و آداب میں سے کسی ایک کا یومیہ مذاکرہ۔

③ عمل کی ترغیب۔

یومیہ مذاکرہ

تمام آداب اور سنن کا ترتیب وار یاد رکھنا دشوار ہے، تعطیلات میں بچے سب کچھ بھول کر آتے ہیں؛ اس لیے گذشتہ سالوں کے آداب وسنن محفوظ رکھوانا دشوار ہوتا ہے؛ اس لیے آداب وسنن میں کم از کم جاری سال کے آداب یاد کرادیں اور گذشتہ سالوں کے آداب وسنن ہفتے میں ایک دو بار کتاب کے اندر سے تعلیم کرایا کریں، بار بار تکرار سے بغیر ترتیب کے تو ان شاء اللہ! آداب وسنن ذہن میں محفوظ ہو جائیں گے اور بعد کی زندگی میں اس پر عمل کرسکیں گے اور مقصود بھی یہی ہے۔

نوٹ: بچوں کو داعی بنا کر گھر بھیجیں، ان سے کہیں کہ: تم نے جو سنن اور آداب اور مسنون کلمات واحادیث یاد کی ہیں وہ اپنے بھائی بہن اور والدین کو سنانا، دوسرے روز ان سے سوال کریں کہ:

کل کس نے احادیث اپنے گھر والوں کو سنائی ہیں؟

جس نے سنایا ہو اس کو سب کے سامنے شاباشی دیں، اس کا اثر یہ ہوگا کہ اکثر بچے دوسرے روز یہ کام کریں گے اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ احادیث اور سنن وآداب بچوں کو پختہ یاد ہو جائیں گے، ان کو رٹا کر یاد رکھوانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور آپ کا کام بھی گھر گھر پہنچے گا اور بچہ نیک باتوں کا داعی بنے گا۔

حفظِ حدیث

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

میری امت میں سے جس شخص نے میری چالیس احادیث یاد کرلیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو میری شفاعت میں داخل فرمائے گا۔

حفظِ حدیث کا درجہ محفوظات میں مستحب کا سمجھو، حفظِ سور، کلماتِ اسلام، موقع و محل کی مسنون دعائیں اولاً پختہ کرائیں، مذکورہ امور میں بچہ کمزور ہو تو حفظِ حدیث، اسمائے حسنیٰ وغیرہ ابھی یاد نہ کرائیں۔

حفظِ حدیث کا ایک آسان طریقہ

مدرسے کے اینٹرینس (Entrance) میں جہاں نوٹس بورڈ ہوتا ہے وہاں ایک بورڈ پر ایک حدیث لکھی جائے اور ہر استاذ اپنے طلبہ سے سوال کریں کہ: آج بورڈ پر نئی حدیث لکھی گئی ہے، آپ میں سے کس نے پڑھی؟

اگر کوئی بچہ پڑھ کر آیا ہے تو اس کی تعریف کریں اور کہیں کہ: جب بھی آپ لوگ مدرسہ آئیں یا گھر جائیں تو بورڈ پر دیکھیں کہ: کوئی نئی چیز لکھی گئی ہے یا نہیں؟ نیز روزانہ آتے جاتے اس کو پڑھا کریں اور اپنے گھر والوں اور دوستوں کو بتایا کریں۔

اس طرح بچے بورڈ پر لکھی عبارتوں کے پڑھنے کے عادی بنیں گے اور چند دنوں میں یہ حدیث رٹنے کے اہتمام کے بغیر بچوں کو یاد ہو جائے گی۔

ایک ہفتے کے بعد ہر استاذ اپنی درس گاہ کے بچوں سے سوال کریں کہ: بورڈ پر

لکھی گئی حدیث کس کو یاد ہوگئی؟

جو بچے سنائیں ان کو شاباسی دیں، باقی کو ترغیب دیں کہ: یہ حدیث یاد کرلیں، دس بارہ دن بعد بورڈ پر دوسری حدیث لکھیں، اس طرح ان شاء اللہ! پورے مدرسے کے بچے ایک ماہ میں کم از کم دو حدیثیں تو نصاب کے علاوہ اجتماعی طور پر یاد کرلیں گے۔

بچوں کو داعی بنائیں

جب بچے حدیث یاد کرلیں تو ان سے کہیں کہ: آپ یہ حدیث اپنے گھر میں اپنے والدین بھائی بہن کو اور محلہ یا اسکول میں کم از کم پانچ دوستوں کو سنائیں۔

بچوں کو بتائیں کہ:

آپ اسکول میں اپنے دوستوں کو چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم جب یہ حدیث سنائیں تو نہایت پیار سے کہیں کہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو یہ فرماتے ہیں اور یہ سکھاتے ہیں۔

نماز کی عملی مشق

اتوار کا دن اسکول کی چھٹی کا ہے؛ اس لیے اس دن مدرسے کا وقت عام دنوں کے مقابلے میں نصف گھنٹہ بڑھا دیا جائے اور اس میں لڑکے اور لڑکیوں کو الگ کر کے چند حلقوں میں تقسیم کر کے فرض، نفل، وتر، نمازِ جنازہ اور صلوٰۃ التسبیح وغیرہ نمازوں کی عملی مشق کرائیں، اگر کسی مکتب میں مدرسے کی چھٹی بھی اتوار کو ہوتی ہو تو ہفتے میں کسی بھی ایک دن نماز، وضو کی عملی مشق کرائیں۔

وضو کی عملی مشق اور نگرانی

تمام طلبہ کو وضو خانہ لے جا کر استاذ عملاً وضو کر کے ایک بار بتائیں، پھر کسی طالبِ علم کے پاس وضو کرائیں اور دوسرے طلبہ کو اس کی طرف متوجہ رکھا جائے، دو تین ہفتوں کے بعد یہ بھی بلوائیں کہ:

وضو میں کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت؟

نیز بچہ وضو کے طریقے کے مطابق تمام سنن اور آداب کی رعایت کے ساتھ وضو کر رہا ہے یا نہیں؟

نیز منہ، ہاتھ، پیر برابر دھو رہا ہے یا نہیں؟

سر کا مسح صحیح کر رہا ہے یا نہیں؟ اس کی مکمل نگرانی رکھیں۔

ابتدائی جماعتوں کے لیے نماز کی مشق کا طریقہ

استاذ پہلے نماز کا طریقہ زبانی بتائیں، اس کے بعد عملی مشق کرائیں، اولاً تو صرف نماز کی صورت ہی کی مشق کرائیں، قیام کی سنتیں، قراءت کی سنتیں، رکوع اور سجدہ کی سنتوں میں ابھی نہ الجھائیں، یہ ابتدائی جماعت ہے، صرف وضو، اور نماز کا عملی طریقہ بتائیں؛ تاکہ نماز کا خاکہ بچوں کے ذہن میں آجائے۔

طلبہ کو صفوں میں کھڑا کیا جائے اور ان میں سے ایک کو امام بنائیں، اولاً نیت کرنا سکھائیں، بعدہ کسی بچے کے پاس تکبیر کہلائیں، پھر نماز شروع کرائیں اور جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی جائے تو ثنا امام کے ساتھ سب بچے بلند آواز سے پڑھیں، پھر امام

قراءت کریں تو باقی بچے خاموش سنیں اور رکوع، سجدہ اور قومہ کی تسبیح سب بچے بلند آواز سے پڑھیں، اسی طرح قاعدۂ اولی اور اخیرہ میں تشہد، درود شریف اور دعا بلند آواز سے سب پڑھیں، اسی ترتیب سے باری باری ہر طالبِ علم کو موقع دیا جائے۔

اس طرح پانچوں فرض نمازوں کی مشق کرائیں اور پانچوں کے درمیان، نیز سرّی اور جہری نماز کے درمیان کا فرق سمجھائیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو کیا پڑھیں گے؟ اور انفرادی نماز پڑھتے وقت کیا کیا پڑھیں گے؟

فرض نمازوں کے بعد نفل اور وتر کی نماز کی صورت زبانی سمجھائیں، بعدہ عملی مشق کرائیں۔

بڑی جماعتوں کے لیے نماز کی مشق کا طریقہ

فرض، نفل، واجب تمام نمازوں کی صورت بچوں کی سمجھ میں آجائے تو اب نماز کی تمام سنتیں اور آداب کی رعایت کے ساتھ مشق کرائیں، مثلاً ایک بچہ قیام کی سنتیں پہلے سنائے، پھر سنت کے مطابق قیام کرے، باقی بچے دیکھیں، اسی طرح تمام ارکان کی مشق کرائی جائے، بعدہ نمازِ جنازہ، صلوۃ التسبیح کی مشق کرائیں۔

نورانی مکاتب میں اجتماعی اعمال کا نظام

گجرات کے دیہاتوں میں الحمد اللہ! بڑے بڑے مکاتب ہیں، ہر مکتب میں ایک وقت میں پانچ سو (۵۰۰) یا ہزار (۱۰۰۰) بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور مدرسہ کا وقت اکثر جگہ صبح کا ہے، صبح میں مدرسہ شروع ہوتے ہی تمام بچوں کو ایک جگہ جمع کر کے

کلمات اور دعائیں پڑھائی جاتی ہیں، اس کو اجتماعی اعمال کہا جاتا ہے، کاپودرا مکتب میں، نیز نورانی مکاتب میں اس کا ایک خاص نظام ہے جو حسبِ ذیل ہے۔

اجتماعی اعمال کی ترتیب

اگر تمام بچوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے، جیسے اکثر مکاتب میں ہوتا ہے تو ابتدائی بچوں کا اتنا وقت ضائع ہوگا؛ چوں کہ بہت سی باتیں ان سے متعلق نہیں ہوتیں؛ اس لیے مدرسہ کے تمام طلبہ کو دو شعبوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے:

پہلے شعبہ میں قاعدہ اور پارۂ عم کی جماعت کے طلبہ ہوتے ہیں، اس شعبے میں حمد و نعت کے علاوہ سات امور ہیں اور دوسرے شعبے میں قرآنِ پاک کے بچے جمع ہوتے ہیں، دوسرے شعبے میں گیارہ امور ہیں اور ہر استاذ سے ایک جماعت کے طلبہ متعلق ہیں، وہ نقشے کے مطابق اس جماعت کے مطلوبہ طلبہ تیار کرکے دوسرے روز اجتماعی اعمال میں پیش کرتے ہیں، مثلاً کسی استاذ سے متعلق جماعت نمبر سات ہے تو بدھ کے روز تین بچے تیار کرکے جمعرات کو پیش کرنا ہوتا ہے۔

اکثر مکاتب میں صبح صدر مدرس یا کسی ایک استاذ کی موجودگی میں تمام بچے ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں اور ایک بچہ کلمات اور اذکارِ صلوٰۃ وغیرہ پڑھتا ہے اور تمام بچے پڑھتے ہیں، اکثر بچے غلط پڑھتے ہیں اور غلط الفاظ ان کو یاد ہوتے ہیں؛ اس لیے اجتماعی اعمال کا ہمارے یہاں یہ نظام بنایا گیا ہے کہ ایک بچہ پڑھے اور باقی سنیں، اس طرح کلاس کے ہر بچے کو باری باری استعمال کیا جائے، ایک کلاس کے روزانہ دو چار بچے استعمال ہوں گے، اس طرح چند دنوں میں سب کی باری آجائے گی۔

اگر کلمات اوراذ کارِ صلوٰۃ وغیرہ میں حفظ یا صحت کے اعتبار سے عمومی کمی محسوس ہو تو چند حلقوں میں قرآن کے طلبہ کو تقسیم کر دیا جائے اور ہر حلقہ کسی استاذ سے متعلق کر دیا جائے، پھر ہر طالبِ علم پر محنت کی جائے، اس طرح پورے مدرسے میں متفرقات کا نظام قابو میں آجائے گا۔

اجتماعی اعمال کا نقشہ

امور/ایام	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
تلاوت	۷	۶	۵	۴	۷
حمد و نعت	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی
احادیث	۶	۷	۵	۵	۴
اسمائے حسنیٰ	۵	۷	۶	۴	۵
سوالات	۴	۵	۶	۷	۷
سیرت پاک	۷	۶	۷	۴	۵
کلمات	۴	۵	۶	۷	۶
وظائف نماز	۷	۴	۵	۶	۷
دعائیں	۴	۶	۷	۵	۶
سنن وآداب	۵	۴	۷	۶	۵
قواعد تجوید	۵	۶	۴	۷	۶
اردو عبارت	۶	۵	۴	۶	۷

جماعت نمبر:۱، ۲، ۳ کے لیے اجتماعی اعمال کا نقشہ

امور/ایام	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
تلاوت	۳	۳	۲	۲	۳
حمد و نعت	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی	اجتماعی
کلمات	۲	۳	۱	۳	۲
دعا	۱	۲	۳	۱	۲
سنن و آداب	۳	۲	۱	۳	۱
سوالات	۲	۱	۳	۲	۲
قواعد تجوید	۲	۲	۳	۱	۳
حروف تہجی	۱	۱	۲	۲	۳

اردو کتابیں کس طرح پڑھائیں؟

عقائد	فقہ	سیرتِ پاک
اخلاق	مشقی کتاب	اردو قاعدہ

نورانی مکاتب کے نصاب میں ایک نیا اہم کارنامہ

نورانی مکاتب کے نصاب میں حالات کو سامنے رکھ کر چند اہم باتوں کا اضافہ بھی ضروری سمجھا گیا، اس میں سے کچھ چیزیں تو عام طور پر مکاتب کے نصاب میں ہی نہیں ہے؛ لیکن آج کے حالات میں اس کی ضرورت بہت زیادہ محسوس کی گئی، ان چیزوں کو بھی ان نصاب میں بڑھایا گیا:

① مختصر اسلامی تاریخ۔

② ملک بھارت کی آزادی میں مسلمانوں کا کردار۔

③ بعض وہ نئے فرقے جو خود کو مسلمان بتلاتے ہیں ان کا کسی قدر تعارف۔

④ دارالعلوم دیوبند کا مختصر تعارف اور تاریخ۔

⑤ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں۔

یہ ایک نیا اہم ترین کام جو ہمارے بڑوں کے مشورے سے اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مکاتب کے کام

حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رئیس فلاح دارین سے ناچیز نے اکثر سنا ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ: مکتب کے پانچ کام ہیں:

① صحتِ قرآن ② صحتِ عقائد ③ مسائل۔

④ سیرتِ پاک وسیرتِ صحابہ ⑤ اخلاق۔

محفوظات ان پانچوں کاموں میں شامل ہے؛ لیکن آج کل اس سلسلے میں مکاتب میں کافی کمزوریاں نظر آرہی ہیں، اس کی طرف توجہ کم ہے؛ اس لیے محفوظات کو بھی مستقلاً الگ سے ان کاموں میں شریک کرلیا جائے، اس اعتبار سے مکاتب کے یہ چھ کام ہیں: پانچ مذکورہ بالا اور ⑥ محفوظات۔

صحتِ قرآن اور محفوظات کا نظام اور طریقۂ تعلیم پہلے ذکر کر دیا گیا ہے، بقیہ چاروں کے لیے مختلف اردو کتابیں شائع ہوئی ہیں:

① دینی تعلیم کا رسالہ: جمعیتِ علمائے ہند کی طرف سے ایک کتاب دینی تعلیم کا رسالہ نامی چند قسطوں میں شائع ہوئی جس میں چاروں امور: صحتِ عقائد، مسائل، سیرتِ پاک وسیرتِ صحابہ اور اخلاق موجود ہیں۔

② اسلامی تعلیم: دارالعلوم کنتھاریہ سے پانچ قسطوں میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں چاروں قسم کے عناوین شامل کیے گئے ہیں۔

③ بہشتی ثمر: دو حصے ہیں، عقائد اور مسائل کے عناوین اس میں موجود ہیں۔

④ تعلیم الاسلام: چار حصے ہیں، اس میں عقائد ومسائل، سوال وجواب کے

انداز میں مذکور ہیں۔

⑤ اللہ کے رسول ﷺ: بچوں کے لیے سیرت کی کتاب ہے، اس کے لیے ایک مشقی کتاب ہے جس کا نام ہے ''ہمارے نبی ﷺ'' جس کو کاپودرا مکتب کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔

⑥ رسولِ عربی ﷺ: سیرت کی کتاب ہے۔

نورانی مکاتب میں اردو کتابوں کا نظام

ہمارے کاپودرا مکتب اور نورانی مکاتب میں پارۂ عم اور قرآنِ پاک کی ابتدائی جماعت میں عقائد و مسائل کے لیے ''تعلیم الاسلام'' کے اول دو حصے پڑھائے جاتے ہیں اور آخری جماعتوں میں ''بہشتی ثمر'' حصہ اول، دوم پڑھاتے ہیں اور قرآنِ پاک مکمل ہو جانے کے بعد دور کی جماعت میں ''بہشتی زیور'' پڑھائی جاتی ہے۔

سیرتِ پاک کے لیے ابتدائی جماعت میں ''اللہ کے رسول ﷺ'' کے ساتھ مشقی کتاب ''ہمارے نبی ﷺ'' اور بڑی جماعتوں میں رسولِ عربی ﷺ'' پڑھائی جاتی ہے۔

سیرتِ خلفائے راشدین کے لیے ''خلافتِ راشدہ'' دور و آموختہ کی جماعت میں پڑھائی جاتی ہے یا بڑی جماعت کے بچوں کو بطورِ مطالعہ دی جاتی ہے جس کی اساتذہ نگرانی کرتے رہتے ہیں اور اگر بچہ کمزور ہو تو خلفائے راشدین کے رسائل بطورِ مطالعہ دیے جاتے ہیں۔

اخلاق کے لیے ''دینی تعلیم کا رسالہ'' نمبر ۹ پڑھاتے ہیں اور ''دینی تعلیم کا رسالہ''

نمبر ۸ کی صبح اجتماعی اعمال میں کتابی تعلیم ہوتی ہے۔

محفوظات کے لیے ''گلدستۂ اطفال'' ابتدائی جماعت کے لیے اور ''محفوظات'' حصہ اول اور ''محفوظات'' حصہ ثانی آخر کی جماعتوں کے لیے، یہ تمام کتابیں کا پودرا مکتب اور نورانی مکاتب سے شائع ہوئی ہیں۔

نورانی مکاتب کے اکثر مکاتب چھوٹی چھوٹی بستیوں میں یا کھیت اور جنگل کے علاقوں میں چل رہے ہیں اور اگر کوئی مکتب شہر میں ہے تو مدرسہ کا وقت بہت کم ہے؛ لہذا کتابوں کا نصاب کم اور آسان رکھا گیا ہے۔

محفوظات کی کتاب کے علاوہ عقائد و مسائل کے لیے ''تعلیم الاسلام'' کے چار حصے، اور سیرت کے لیے ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' اور خلفائے راشدین کی سیرت کے لیے رسالہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسالہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور رسالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور اخلاق کے لیے ''دینی تعلیم کا رسالہ (۹)'' آخری جماعت کو پڑھایا جاتا ہے۔

نورانی مکاتب میں اردو کتابوں کا جدید نظام و نصاب

نورانی مکاتب میں اور اسی طرح دوسرے اکثر مکاتب میں مذکورہ بالا نصاب ہی برسوں سے رائج اور جاری ہے جو یقیناً مفید ہے؛ لیکن بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر اور دینی رجحان کی کمی اور ایمانی و علمی فقدان کے باعث بنیادی دینی باتوں کی طرف صرف سرسری توجہ دی جاتی ہے۔

نیز مختلف مضامین کی مختلف اور متعدد کتابیں ہونے کی وجہ سے کافی طویل اور لمبا

نصاب معلوم ہوتا تھا جس میں بہت سی باتیں مکرر بھی ہیں اور عام اسکول اور ٹیوشن والے ماحول ومزاج کی وجہ سے طلبہ کے پاس وقت اور سال بھی بہت کم ہوتے ہیں، جس کی بنا پر اکثر طلبہ مذکورہ نصابی کتابیں یا تو سرسری پڑھ کر نصاب پورا کر لیتے ہیں یا پھر صرف بعض کتابیں پڑھتے ہیں اور بعض چھوڑ دی جاتی ہیں اور نصاب کی تکمیل اور تعلیم کا نظام دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔

نیز عقائد وفقہ، سیرت وآداب ہر مضمون کے لیے مستقل حصے؛ بلکہ کتابوں کی ضرورت پڑتی تھی اور ظاہر ہے کہ جب مضامین مختلف حصے؛ بلکہ کتابوں میں بکھرے ہوئے ہوں گے تو اس سے پورا فائدہ حاصل کرنا مشکل کام ہے؛ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ کتابوں کی تعداد اور ضخامت کو کم کر کے طلبہ کے ذہنوں کے ظاہری بوجھ کو ہلکا کیا جائے، نیز مضامین کی تکرار کو ختم کر کے نصاب وکتاب کی طوالت وضخامت کو مختصر ومحدود کیا جائے، نیز بکھرے ہوئے مضامین کو بالترتیب یک جا کر کے طلبہ کے ذہنوں کو الجھنے اور منتشر ہونے سے بچایا جائے اور تمام امور کی رعایت کے ساتھ سال بھر میں آسانی کے ساتھ کما حقہ نصاب کی تکمیل ہو جائے۔

لہٰذا ذمّے دارانِ نورانی مکاتب نے اس اہم کام کی ذمّے داری اپنے سر لی اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے الحمد للہ! ایک ایسا منظم نصاب ونظام بنایا جس میں مذکورہ بالا تمام باریکیوں کا خوب لحاظ رکھا گیا ہے اور طلبہ کی نفسیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس نصاب کو مختصر اور جامع ومفید بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے، نیز سال بھر میں نصاب کی تکمیل آسانی کے ساتھ ہو سکے اس کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

نورانی مکاتب کی اس کاوش کا نام ہمارے مشفق ومحسن اور مرشد شیخ الحدیث

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ نے رمضان المبارک میں اپنے حرمین شریفین کے مبارک سفر میں "تعلیم الدین" تجویز فرمایا۔

اس نصاب کے کل پانچ حصے ہیں جن میں چار اہم بنیادی مضامین: (۱) عقائد (۲) فقہ (۳) سیرت (۴) اخلاق کو جمع کیا گیا ہے اور ان چاروں مضامین کو طلبہ کی استعداد، عمر اور ذہن کی قوت وصلاحیت کے اعتبار سے تعلیم الدین کے ہر ہر حصے میں مناسب ترتیب کے ساتھ تقسیم کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی جماعت سے پورے سال میں تمام امور کی رعایت کے ساتھ ایک حصہ نصاب طے کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نصاب کو امت کے نو نہالوں کے لیے بہت زیادہ مفید بنائے اور نورانی مکاتب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے اور اس نصاب کے فائدے کو عام فرمائے، آمین۔

اس کے علاوہ ایک نیا اہم کارنامہ اس نصاب کے بارے میں

اس کے علاوہ حالات کو سامنے رکھ کر چند اہم باتوں کا اضافہ بھی ضروری سمجھا گیا، اس میں سے کچھ چیزیں تو عام طور پر مکاتب کے نصاب میں ہی نہیں ہے؛ لیکن آج کے حالات میں اس کی ضرورت بہت زیادہ محسوس کی گئی، ان چیزوں کو بھی ان نصاب میں بڑھایا گیا:

① مختصر اسلامی تاریخ۔

② ملک بھارت کی آزادی میں مسلمانوں کا کردار۔

③ بعض وہ نئے فرقے جو خود کو مسلمان بتلاتے ہیں ان کا کسی قدر تعارف۔

④ دار العلوم دیو بند کا مختصر تعارف اور تاریخ۔

⑤ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں۔

یہ ایک نیا اہم ترین کام جو ہمارے بڑوں کے مشورے سے اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔

عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق خاص مسائل جو لڑکوں کی حاضری میں پڑھانا مناسب نہیں سمجھا جاتا اس طرح کے مسائل کو ایک الگ حصے میں جمع کیا گیا، جس میں عورتوں کی طہارت، نماز اور ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں ضروری مسائل کو شامل کیا گیا اور ان کی گھریلو زندگی کے متعلق اور ان کے لباس کے متعلق کچھ اہم چیزیں اس میں شامل کی گئی ہیں، یہ ایک چھٹا حصہ مستقلاً لڑکیوں اور عورتوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، اسی طرح کا چھٹا حصہ عمر کی منزل میں آگے بڑھنے والے بچوں اور نونہال نوجوانوں کے لیے طے کیا گیا جس میں لباس اور نوجوانوں کی اسلامی زندگی کے متعلق کچھ ضروری معلومات اس میں جمع کی گئی ہیں۔

قارئین سے خصوصی درخواست

اس نصاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ ضروری اسلامی عقائد جو ہمارے یہاں بڑے دار العلوم اور جامعات میں شرحِ عقائد کی شکل میں پڑھائے جاتے ہیں ان تمام کا لبِ لباب اور خلاصہ بھی بڑے محتاط آسان، عام فہم انداز میں شامل کیا گیا اور اس نصاب کی جامعیت یہ ہے کہ ہر ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی ایمانی و اسلامی زندگی گزارنے کے لیے جن بنیادی ضروری معلومات لازمی ہوتی ہے وہ تمام الحمد للہ! ان نصاب میں جمع

کردی گئی ہیں۔

اگرچہ یہ مکتب کے بچوں کو باقاعدہ بطورِ نصاب کے پڑھایا جاتا ہے؛ لیکن امتِ مسلمہ کے ہر ہر مرد اور عورت کو ان چیزوں کا جاننا عمر کے مختلف مراحل میں نہایت اہم اور ضروری ہے؛ اس لیے تعلیم الدین کے تمام رسائل کو بڑی عمر کے مرد اور عورتیں بھی پڑھے اور ہر سال کم سے کم ایک مرتبہ ان تمام حصوں کو گھر میں تعلیم کے طور پر بطورِ مذاکرہ سن لیا جائے تو ایمان اور اس کے متعلق ضروری باتیں اور بنیادی مسائل ہمیشہ مستحضر رہیں گے۔

اردو، گجراتی کتاب کے جدید نصاب کی تفصیل

اردو، گجراتی کتاب کے جدید نصاب کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	جماعت، درجہ	اردو کتاب
۱	پارۂ عم	اردو کا آسان قاعدہ
۲	قرآن شریف پارہ: ۱ سے ۳	تعلیم الدین حصۂ اول
۳	قرآن شریف پارہ: ۴ سے ۱۰	تعلیم الدین حصۂ دوم
۴	قرآن شریف پارہ: ۱۱ سے ۲۰	تعلیم الدین حصۂ سوم
۵	قرآن شریف پارہ: ۲۱ سے ۳۰	تعلیم الدین حصۂ چہارم و پنجم
۶	لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مستقل	تعلیم الدین (چھٹا حصہ)

مذکورہ تمام کتب سے فائدہ اٹھانے کے لیے اردو زبان کا سیکھنا ضروری ہے، اس کے لیے ''اردو زبان کا قاعدہ'' پڑھاتے ہیں۔

اردو قاعدہ کس طرح پڑھایا جائے؟ نیز قاعدہ کے بعد دیگر اردو کتابوں کے پڑھانے میں کن امور کو مدِ نظر رکھا جائے؟ اس سلسلے میں آنے والے صفحات پر چند گذارشات ایک نقشے میں ذکر کرنے کے بعد اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

اردو کا قاعدہ پڑھانے کی مختصر ترتیب

طریقِ تہجی: پڑھنا سکھانے کے لیے یہ ایک طریقہ ہے، اس طریقے میں چار کام کیے جاتے ہیں:

① حروف کے نام سکھائے جاتے ہیں اور ان کی شکلوں کی پہچان کرائی جاتی ہے۔

② حروف پر اعراب لگا کر ان کی آواز سکھائی جاتی ہے۔

③ حروف اور اعراب کی ترکیب سے ہجے سکھائے جاتے ہیں۔

④ ہجے کے ذریعہ پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔

حروفِ ہجا: وہ حروف ہیں جن سے کسی زبان کے کلمات بنائے جاتے ہیں، اردو میں ان حروف کو حروفِ تہجی کہتے ہیں، حروف کے مجموعے کو ابجد کہتے ہیں۔

حروف کی دو قسمیں ہیں:

① مفرد حروف ② مرکب حروف۔

مفرد حروف اردو میں سینتیس (۳۷) ہیں اور مرکب حروف کی تعداد چودہ (۱۴) ہیں، اس طرح اردو میں حروف کی تعداد اکیاون (۵۱) ہیں اور عربی میں حروف کی تعداد انتیس (۲۹) ہیں۔

پہلے مفرد حروف کی شکلیں سمجھائی جائیں اور ان کے نام بتائیں، حروف کی گروہ بندی کے اعتبار سے دو نقشے جلی قلم سے بلیک بورڈ پر بنائیں: ایک عربی حروفِ تہجی کا اور ایک اردو حروفِ تہجی کا، نمونہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

عربی حروفِ تہجی

ا	☆	☆
ب	ت	ث
ج	ح	خ
د	ذ	☆
ر	ز	☆
س	ش	☆
ص	ض	☆
ط	ظ	☆
ع	غ	☆
ف	ق	ک
ل	م	ن
و	ھ	ہ
ء	ی	☆

اردو حروفِ تہجی

ا	☆	☆	☆	☆
ب	پ	ت	ٹ	ث
ج	چ	ح	خ	☆
د	ڈ	ذ	☆	☆
ر	ڑ	ز	ژ	☆
س	ش	☆	☆	☆
ص	ض	☆	☆	☆
ط	ظ	☆	☆	☆
ع	غ	☆	☆	☆
ف	ق	ک	گ	☆
ل	م	ن	☆	☆
و	ہ	☆	☆	☆
ء	ی	ے	☆	☆

عربی اور اردو حروفِ تہجی کی گروہ بندی کے اعتبار سے اس طرح دو نقشے بنا کر بچوں سے کہیں کہ: لائن کے اعتبار سے دونوں نقشے دیکھو اور جو حروف اردو میں زائد ہیں ان کو الگ لکھو (پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ، گ، ے مجہول) جب بچے لکھ لیں تو اب بتائیں کہ: یہ زائد حروف آٹھ ہیں اور عربی کے (۲۹) حروف کے ساتھ یہ کل (۳۷) حروف ہوئے۔ ت اور ٹ، نیز د، ڈ، ر اور ڑ کی آواز کا فرق گجراتی زبان کی مدد سے سمجھائیں۔

نوٹ: دو چشمی ھ مفردات میں شامل نہیں ہے۔

اردو حروفِ تہجی کی شکلیں اور نام

شکلیں	نام	شکلیں	نام	شکلیں	نام
ا	الف	ر	رے	ق	قاف
ب	بے	ڑ	ڑے	ک	کاف
پ	پے	ز	زے	گ	گاف
ت	تے	ژ	ژے	ل	لام
ٹ	ٹے	س	سین	م	میم
ث	ثے	ش	شین	ن	نون
ج	جیم	ص	صاد	و	واو
چ	چے	ض	ضاد	ھ	دو چشمی ہا
ح	حے	ط	طوئے	ہ	ہائے ہوز

خ	خے
د	دال
ڈ	ڈال
ذ	ذال

ظ	ظوئے
ع	عین
غ	غین
ف	فے

ی	یائے معروف
ے	یائے مجہول
☆☆	☆☆☆

کسی ایک طالبِ علم کے پاس عربی حروفِ تہجی پڑھائیں، پھر سمجھائیں کہ: جن حروف کے نام دو حرفی ہیں وہ عربی میں الف کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور اس میں الف مدہ کا قاعدہ ہوتا ہے، یہ بات تو آپ کو معلوم ہے؛ لیکن اردو میں ان حروف کو یائے مجہول کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسے بے، تے، ٹے۔

باقی حروف کی ادائیگی اور آواز عربی کی طرح ہے؛ لیکن عربی میں مدِ لازم کی وجہ سے وہاں مد ہوتا تھا؛ مگر یہاں اردو میں مد کر کے نہیں پڑھیں گے۔

ط، ظ کا نام اردو زبان میں طوئے، ظوئے ہے اور (ہ) کا نام ہائے ہوز، (ی) یائے معروف، (ے) یائے مجہول۔

ترکیبی حالت میں مفرد حروف کی شکلیں

حروف کی چھوٹی شکلیں جو ترکیبی حالت میں ہوتی ہیں ان کا تعارف کرایا جائے:

ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی۔ جب ان حروف کو دوسرے حروف سے جوڑا جاتا ہے تو ان حروف کی شکلیں ایک ہی انداز کی ہوتی ہیں، صرف نقطوں کا فرق ہوتا ہے۔

اسی طرح: ج، چ، ح، خ اور ص، ض اور: س، ش اور: ط، ظ، اور: ع، غ اور: ف، ق، ان حروف کی شکلیں بھی دوسرے حروف کے ساتھ ملنے کے وقت ایک طرح کی

ہوتی ہیں، صرف نقطوں کا فرق ہوتا ہے، اردو کے قاعدہ میں ان شکلوں کو ذکر کیا ہے، وہ تمام شکلیں سمجھائیں اور ان شکلوں کی مشق کرائیں، بچوں نے سمجھا ہے یا نہیں؟ اس کی جانچ کے لیے کتاب میں جہاں جملوں میں عبارت ہے وہاں صرف حروف پڑھائیں؛ تاکہ معلوم ہو کہ بچوں کو حروف کی تمام شکلوں کی شناخت ہوگئی ہے یا نہیں۔

سبق نمبر دو (۲)

اردو کا آسان قاعدہ سبق نمبر دو میں: ج، چ، ح، خ، س، ش، ص، ض، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، پندرہ حروف کی چھوٹی شکلیں دی گئی ہیں، ان پندرہ حروف کی شکلیں ترکیبی حالت میں تبدیل نہیں ہوتیں، صرف چھوٹی ہوجاتی ہیں۔

ان پندرہ حروف کے علاوہ دوسرے سولہ حروف: ب، پ، ت، ٹ، ث، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، ل، ن، ہ، ی کی شکلیں ترکیبی حالت میں کبھی بدل جاتی ہیں، کبھی نہیں بدلتیں۔

سبق نمبر تین (۳)

سبق نمبر تین میں: ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی، ان سات حروف کی شکلیں بتائی گئی ہیں، ترکیبی حالت میں ان تمام کی شکلیں ایک ہی طرح کی ہوتی ہیں۔

سبق نمبر آٹھ (۸)

سبق تین سے لے کر سات تک: ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی، ان سات حروف کی مختلف شکلیں اور ان سے ملنے والے حروف کی شکلیں بتائی گئی ہیں۔

سبق نمبر آٹھ سے اعراب کا بیان شروع ہوتا ہے، طریقۂ تہجی کا دوسرا امر حروف

پر اعراب لگا کر ان کی آواز سکھانا؛ چنانچہ یہاں سے حرکات کا بیان شروع ہوتا ہے اور پہلا بیان زبر کی حرکت کا ہے، ہر حرف پر زبر کی حرکت لگا کر اس کی آواز بتائی جائے، مثلاً بَ (با) پَ (پا) تَ (تا) ٹَ (ٹا) اس طرح تمام حروف زبر کی حرکت کے ساتھ بغیر ہجے پڑھائیں۔

سبق نمبر: نو (۹)

اس سبق میں دو حرفی، سہ حرفی اور چار حرفی الفاظ کی مشق کے بعد چھوٹے چھوٹے جملوں کی مشق کرائی گئی ہے، یہ سبق جزم کے بیان کا ہے؛ اس لیے جزم اور ڈبل جزم کی مثالیں شروع میں دی گئی ہیں۔

اس سبق کا پہلا لفظ ہے: حَقْ ہے، بچوں کو سمجھائیں کہ: اردو میں آخری حرف پر جزم ہوتا ہے؛ چاہے وہاں جزم ہو یا نہ ہو، دیکھو! یہاں قاف پر جزم ہے؛ لیکن اگر جزم نہ ہو تو حَقَ نہیں پڑھا جاتا؛ بلکہ حَقْ ہی پڑھا جاتا ہے، اسی طرح: رب کو بات چیت میں رَبَ نہیں پڑھتے؛ بلکہ رَبْ پڑھتے ہیں۔

سبق نمبر دس میں زیر کا بیان ہے اور گیارہ میں پیش کا بیان ہے۔

سبق نمبر: بارہ (۱۲)، تیرہ (۱۳)، چودہ (۱۴)

سبق بارہ (۱۲) میں مفرد (تنہا) حروف کے ساتھ الف جوڑا گیا ہے اور اس کی مشق آئندہ کلموں میں کرائی گئی ہے، بچوں کو سمجھائیں جیسے آپ الف مدہ پڑھتے ہیں اس طرح یہاں بھی پڑھو، جب کسی حرف کے ساتھ الف جوڑا جاتا ہے تو اس حرف کی آواز اونچی ہو جاتی ہے اور منہ کھول کر نکالی جاتی ہے۔

سبق تیرہ (۱۳) میں واوِ معروف اور واوِ مجہول کی مشق کرائی ہے، جس واو سے پہلے پیش ہو وہ معروف پڑھا جائے گا اور جس واو سے پہلے پیش نہ ہو وہ مجہول پڑھا جاتا ہے؛ یعنی صرف واو کی آواز کے ساتھ پڑھا جائے، پیش کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔

سبق چودہ (۱۴) میں یائے معروف اور یائے مجہول کی مشق ہے۔

بچوں کو سمجھائیں کہ: جس یا سے پہلے زیر ہو اس کو معروف پڑھیں اور جس یا سے پہلے زیر نہ ہو اس کو مجہول پڑھیں۔

بچوں کو سمجھائیں کہ: واو کی آواز گول ہوتی ہے اور جس حرف کے بعد واو آتا ہے اس کی آواز بھی گول ہو جاتی ہے، دیکھو! (و) کا سر بھی گول ہے، پھر سمجھائیں کہ: واو جب حروف کے درمیان آئے تو اس کی تین صورتیں ہیں:

① واو سے پہلے والے حرف پر پیش ہوگا، جیسے: جُوتا۔

② واو سے پہلے والے حرف پر زبر ہوگا، جیسے: فَوْج۔

③ واو سے پہلے والے حرف پر کوئی اعراب نہ ہو، جیسے: چور، بول۔

ان تینوں صورتوں کی امثلہ اس سبق میں ہیں، ان میں سے تینوں صورتوں کی ایک ایک مثال بورڈ پر لکھیں، مثلاً: جُوتا، فَوْج، بول، پھر تینوں کی صورت سمجھائیں کہ: دیکھو! پہلی مثال میں واو سے پہلے والے حرف پر پیش ہے اور دوسری مثال میں واو سے پہلے والے حرف پر زبر ہے اور تیسری مثال میں واو سے پہلے والے حرف پر کوئی حرکت نہیں ہے، پھر تینوں صورتوں میں لفظ کس طرح پڑھا جاتا ہے وہ بتائیں۔

قاعدہ: واو سے پہلے والے حرف پر پیش ہو تو واو کی آواز دباؤ کے ساتھ گول اور لمبی نکلے گی۔

واو سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو زبر کی آواز کے ساتھ گول آواز نکلے گی۔

واو سے پہلے والے حرف پر کوئی حرکت نہ ہو تو واو مجہول پڑھا جائے گا اور واو کی آواز پھرتی کے ساتھ گول نکلے گی۔

قاعدہ: جس حرف پر پیش ہو وہ بھی معروف پڑھا جاتا ہے اور پیش کی آواز پھرتی سے دباؤ کے ساتھ نکلتی ہے، جیسے: اُڑ، دُم۔

''ی، ے'' کی آوازیں

''ی، ے'' جب لفظ کے درمیان آئیں تو ان کی آوازیں تین طرح کی ہوتی ہیں، یہ فرق زیر اور زبر سے ہوتا ہے:

① اگر ی سے پہلے والے حرف پر زیر کی حرکت ہو تو اس کی آواز لمبی اور نیچی ہو جاتی ہے، جیسے: شِیر (دودھ)۔

② اگر ی سے پہلے زبر ہو تو زبر کی آواز کے ساتھ نیچے کی طرف جائے گی، جیسے: سَیر (یعنی چلنا)۔

③ اگر ی سے پہلے والے حرف پر کوئی حرکت نہ ہو تو ی مجہول ہوگی اور ی کی آواز پھرتی سے نیچے کی طرف چلی جائے گی، جیسے: شیر (درندہ کا نام)۔

سبق نمبر: پندرہ (۱۵)

اس سبق میں حروفِ تہجی کی دوسری قسم مرکب حروف کا بیان ہے، مرکب حروف کی تعداد چودہ ہے جو حسبِ ذیل ہیں:

بھ	پھ	تھ	ٹھ	جھ	چھ	دھ	ڈھ	ڑھ	کھ	گھ	لھ	مھ	نھ

یہ دو حروف کے ملنے سے ایک مرکب آواز پیدا ہوتی ہیں، انھیں ہکاری حروف بھی کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے مرکب حروف کی تعداد سولہ (۱۶) بتائی ہے، مذکورہ چودہ (۱۴) کے علاوہ دو زائد حروف: رھ، جیسے: بارھواں، وھ، جیسے: وھیل مچھلی۔

یہ چودہ (۱۴) یا سولہ (۱۶) مرکب حروف اصل ہندی حروف ہیں؛ چوں کہ اردو زبان ہندی، فارسی، عربی سے مل کر بنی ہے؛ اس لیے اس میں تینوں زبان کے حروف موجود ہیں۔

اردو عبارت میں ملحوظ امور

تعلیمِ کتاب میں چار کام خاص کرنے ہیں:

① عبارت خوانی سکھانا۔ ② سبق کا تعارف۔

③ ذخیرۂ الفاظ کو بڑھانا۔ ④ اردو زبان میں بات چیت کا سلیقہ پیدا کرنا۔

① عبارت خوانی میں چند امور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے؛ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ ایک نقشے میں ان کو جمع کر کے ان امور کی کچھ وضاحت کر دی جائے؛ تاکہ بچوں کا اردو عبارت میں لب ولہجہ درست ہو جائے۔

اردو عبارت خوانی میں مدِ نظر امور کا نقشہ

نمبر شمار	امور	نمبر شمار	امور
۱	آواز بلند	۷	تغیرِ لحن (آواز کا اتار چڑھاؤ)
۲	رفتار دھیمی	۸	تسلسل؛ یعنی ایک کلمہ دوبارہ پڑھنے کی نوبت نہ آنے دے

۳	ترکیبی وقفہ درست ہو	9	عبارت میں واحد جمع کا خیال
۴	کامل وقفہ؛ یعنی مناسب جگہ پر وقف	10	مذکر ومؤنث کا خیال
۵	تلفظ اور ادائیگی صحیح ہو	11	صحیح اعراب اور صحیح علامات
٦	لب ولہجہ جملے کے مناسب ہو	☆	☆☆☆☆

اردو عبارت خوانی میں مدِ نظر امور کی تفصیل
ترکیبی وقفہ درست ہو

جملے کے مرکبات میں سے ہر مرکب پڑھنے کی حالت علاحدہ معلوم ہو۔

کامل وقفہ

ہر مکمل جملہ پر جہاں فعل آجائے وقفہ کرنا چاہیے اور جس لفظ کو جس کے ساتھ تعلق ہو اسی کے ساتھ ملانا چاہیے، بے موقع تقدیم اور تاخیر سے سننے والے کو نہ لطف آئے گا اور نہ وہ مطلب سمجھ سکے گا۔

تغیرِ لحن (آواز کا اتار چڑھاؤ)

جس لفظ پر زور دینا ہو اس پر زور دے کر نسبتاً اونچی آواز سے پڑھا جائے۔

لب ولہجہ

لب ولہجہ جملے کے مناسب ہو؛ یعنی سوال، تعجب، افسوس، خوشی، ندا، جیسا موقع ہو ویسا ہی لہجہ آواز سے ظاہر ہونا چاہیے۔

اعراب اور علامات

اعراب ان چند علامتوں کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ حروف کا آپس میں میل ہوتا ہے اور حروف آپس میں ایک دوسرے سے جڑتے ہیں، اعراب کی غلطی سے لفظ اپنی صحیح جگہ نہ رہ کر کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔

علامات: اردو میں جزم اور تشدید وغیرہ کو علامت کہا جاتا ہے اور زبر، زیر اور پیش کو اعراب کہا جاتا ہے۔

تلفظ اور ادائیگی صحیح ہو

ہر لفظ کا تلفظ صاف اور صحیح ہو، تلفظ میں بچہ عجلت سے کام نہ لے اس کا خیال کیا جائے۔

تلفظ اور ادائیگی درست کرائیں

① بچوں کو اردو کے حروفِ تہجی خوب درست کرائیں۔ عربی حروف تو درست ہوتے ہیں؛ لیکن جو غیر عربی حروف ہیں ان میں عموماً بچے کمزور ہوتے ہیں، خصوصاً: ڈ، ٹ، ڑ، ژ وغیرہ، اساتذہ کو چاہیے کہ ان حروف کی ادائیگی خوب درست کرائیں، گجراتی زبان سے مدد لے کر ان کو سمجھائیں کہ: دیکھو!

دال (د) کا تلفظ گجراتی کے (દ) کی طرح اور ڈال (ڈ) کا تلفظ گجراتی کے (ડ) کی طرح ادا کریں گے، اسی طرح (ر) کو (ર) اور (ڑ) کو (ળ)، (ت) کو (ત) اور (ٹ) کو (ટ) جیسا ادا کریں گے۔

② جن لفظوں کے آخر میں ہائے مختفی ہوتی ہے وہاں ہ کی ادائیگی صرف الف کی طرح کرنی ہوتی ہے، مثلاً: پردہ (پردا:પરદા) اور بچہ (بچا:બચ્ચા)؛ مگر بچے وہاں ہ کا اظہار کرتے ہیں: پردَہْ (પરદહ) اور بچّہْ (બચ્ચહ) پڑھتے ہیں جو درست نہیں ہے، اس سے عبارت کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔

③ یائے معروف (ی) اور یائے مجہول (ے) کا فرق سمجھائیں، یائے معروف کی آواز کو دبا کر پڑھا جائے گا، جیسے: لڑکی اور یائے مجہول کی آواز کو دبائے بغیر پڑھا جاتا ہے، جیسے: لڑکے۔

④ واحد اور جمع کی رعایت کرائیں اور نونِ غنہ برابر ادا کروائیں، اکثر بچے ''ہے اور ہیں'' میں فرق نہیں کرتے، عبارت خوانی میں اس کی رعایت ضروری ہے، ان کو سمجھائیں کہ (ہے) واحد (એકવચન) اور (ہیں) جمع (બહુવચન) کی نشانی ہے۔

⑤ واوِ معدولہ میں اکثر بچے غلطی کرتے ہیں؛ یعنی بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جہاں واو لکھا جاتا ہے، پڑھا نہیں جاتا، مثلاً: خواب، خوان، دسترخوان وغیرہ میں واو لکھا جاتا ہے، پڑھا نہیں جاتا، یہ بات بچوں کے ذہن نشین کرائیں۔

غلطی کی اصلاح کا نمونہ

اگر طالبِ علم کسی جگہ ادائیگی میں غلطی کرے تو اس کو بورڈ پر کھڑا کر کے کہا جائے کہ آپ جو ادائیگی کر رہے ہو اس کو لکھو، مثلاً ایک جملہ ہے کہ ''خالد نے چور پکڑا'' طالبِ علم جملہ میں ''پکڑا'' کے بجائے ''پکرا'' پڑھ رہا ہے، اب مدرس اس بچے سے کہے کہ: اس لفظ کو گجراتی میں لکھو، ظاہر ہے کہ وہ لکھے گا: (પકરા) جو غلط ہے، کسی دوسرے طالبِ

علم کے پاس لکھا یا جائے، وہ لکھے: ([illegible]) تو یہ بھی غلط ہے؛ یہاں تک کہ کوئی طالبِ علم صحیح تلفظ لکھ دے: ([illegible]) یا خود استاذ بتادے۔

اس طرح کرنے سے وہ طلبہ جن کے تلفظ فطری طور پر صاف ہیں وہ دوسرا موقع نہیں دیں گے اور دیگر طلبہ بھی چند بار میں درست کرلیں گے۔

اردو کی چند اصطلاحات

الفِ مقصورہ: جس حرف پر چھوٹا سا الف کا نشان لگایا جاتا ہے وہ الف کی آواز دیتا ہے، اس الف کو الفِ مقصورہ کہتے ہیں، جیسے: اعلیٰ، مصطفیٰ۔

ہائے ملفوظی: اس ہ کو کہتے ہیں جو صاف طور پر پڑھی جائے، مثلاً: واہ، شاہ وغیرہ۔

ہائے مختفی: اس ہ کو کہتے ہیں جو صاف طور پر پڑھنے میں نہ آئے اور صرف اپنے سے پہلے کی حرکت کو ظاہر کرے، جیسے: نالہ، ہنگامہ، نامہ۔

واوِ معروف: اس واو کو کہتے ہیں جو پیش کے ساتھ پڑھا جائے، جیسے: نور، منظور۔

واوِ مجہول: وہ واو ہے جس کے پہلے پیش نہ ہو، وہ صرف واو کی آواز کے ساتھ پڑھا جائے، جیسے: شور۔

واوِ معدولہ: اس واو کو کہتے ہیں جو لکھنے میں آئے؛ مگر پڑھا نہ جائے، جیسے: درخواست، خواہش وغیرہ۔

موقوف اور ساکن حرف: کسی لفظ میں ایک ساکن حرف کے بعد دوسرا غیر متحرک حرف آجائے تو اس حالت کا نام وقف ہے اور اس غیر متحرک حرف کو موقوف کہتے ہیں، جیسے: گیند میں نون ساکن کے بعد دال موقوف ہے۔

اردو عبارت، نیز کتاب کے سبق میں ملحوظ امور

سبق کے دوران چند امور کا مدِ نظر رکھنا ضروری ہے؛لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ایک نقشے میں ان کو جمع کر کے ان امور کی کچھ وضاحت کردی جائے؛ تا کہ مکاتب سے اردو عبارت کا محض گجراتی ترجمہ کروادینے کا رواج بھی ختم کیا جاسکے۔

سبق کے تعارف کا طریقہ

سبق میں ضروری امور حسبِ ذیل نقشے میں موجود ہیں:

نمبر شمار	امور	نمبر شمار	امور
۱	تشویق	۶	عبارت کو سمجھانا
۲	نئے الفاظ کا تعارف	۷	خاموش مطالعہ
۳	مشکل الفاظ کے معانی	۸	مطلب فہمی کی جانچ
۴	خاموش خواندگی	۹	بات چیت کا سلیقہ
۵	باآواز خواندگی	۱۰	نقل نویسی

نقشے میں موجود ضروری امور کی تفصیل

تشویق

ایسی بات چیت جو زیرِ درس مضمون کے مناسب ہو اور بچوں میں یکسوئی اور میلان پیدا کرے۔

نئے الفاظ کا تعارف

سبق کے نئے الفاظ بلیک بورڈ پر لکھ کر ان کے تلفظ اور مفہوم اور استعمال پر گفتگو کی جائے ، نئے اور مشکل الفاظ کو بار بار دہرایا جائے ؛ تا کہ ابتدائی درجات کے طلبہ کے لیے اسے یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی

مشکل الفاظ کے معانی بلیک بورڈ پر لکھ کر بتائیں اور ان کے مترادف الفاظ ؛ یعنی لفظ کا ہم معنی آسان لفظ بتایا جائے ، اگر کوئی ہم معنی آسان لفظ نہ ملے تو اس لفظ کو جملوں میں استعمال کریں ؛ تا کہ اس کا مفہوم بچہ سمجھ لے اور دوسری جگہ وہ اس لفظ کو استعمال کر سکے، نیز واحد وجمع پر بھی گفتگو کی جائے۔

خاموش خواندگی

ابتدائی جماعتوں میں جب مذکورہ بالا تینوں امور کے بعد سبق سے پہلے پانچ منٹ کا وقت دیا جائے جس میں بچے سبق کی عبارت خاموش خود پڑھیں اور حل کریں اور باآواز خواندگی کے لیے تیار ہو جائیں ؛ کیوں کہ ان جماعتوں کے بچوں میں اتنی استعداد نہیں ہوتی کہ عبارت کو ایک نظر دیکھے بغیر بلا رکاوٹ پڑھ سکیں ؛ اس لیے نئے الفاظ کے تعارف کے بعد کچھ منٹ سبق کی عبارت کا ان کے سامنے رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

باآواز خواندگی

خاموش پڑھائی کے بعد باآواز خواندگی کا نمبر آتا ہے، اس کی ترتیب اس طرح

ہے کہ ایک طالبِ علم کے پاس سبق کی عبارت پڑھائی جائے، باقی سارے طلبہ سنیں، حسبِ گنجائش چند بچوں کے پاس سبق کی عبارت پڑھائیں، حسبِ ضرورت نمونہ دے کر بچوں کی اصلاح کریں اور نمونہ کی نقل اجتماعی طور پر بچوں سے کرائیں۔

کبھی کبھی استاذ خود سبق کی عبارت پڑھیں اور بچے سنیں۔

تفہیمِ عبارت اور مطلب فہمی کی جانچ

عبارت میں مذکور مضمون سمجھایا جائے، اس کے لیے مثالوں سے خوب کام لیں، اگر مسائل کی کتاب ہو یا کسی کتاب میں فقہی مضمون ہو تو صورتِ مسئلہ بتا کر کتاب کی عبارت سے ہٹ کر اپنے الفاظ میں بار بار سوال کریں، کثرتِ سوال ہی سے بچوں میں مسائل فہمی کی استعداد پیدا ہوگی۔

اور اگر عقائد کا بیان چل رہا ہو تو عقائد کے استحضار کے لیے بھی مذکورہ بالا طریقہ اختیار فرمائیں، عقائد کا ذہن نشین کرانا نہایت ضروری ہے؛ لہٰذا اس کی ہر ممکن کوشش کی جائے، اسی طرح سیرت کی کتاب میں سیرتِ پاک کے اہم نکات سمجھا کر بذریعۂ سوالات معلوم کریں کہ بچوں نے سمجھا ہے یا نہیں؟

خلاصۂ کلام: عبارت کے اہم نکات سمجھائیں اور سوالات کے ذریعہ معلوم کریں کہ بچوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ جماعت بندی کر کے ایک دوسرے سے سوالات کا مکلف بنائیں، محض عبارت کا گجراتی ترجمہ کروا دینا کافی نہیں ہے۔

فقہ کے سبق کے علاوہ بقیہ اسباق میں پورے سبق کو چند اہم نکات کی مدد سے (جو دراصل سبق کا خلاصہ ہو) بچوں کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی جائے۔

اسلامی اصطلاحات

اسلامی اصطلاحات کو بھی سامنے رکھا جائے اور ان سے بچوں کو واقف کرائیں؛ تاکہ ان اصطلاحات سے بچے مانوس ہوجائیں اور زندگی کے مختلف معاملات کے متعلق ان کا استعمال کرسکیں۔

بات چیت کا سلیقہ

اگر کتاب کا مقصود زبان کی تعلیم ہو، جیسے اردو کا آسان قاعدہ یا اردو زبان کی پہلی اور دوسری تو بچوں کے پاس نئے الفاظ استعمال کروا کے جملے بنوائیں جس سے اردو زبان میں بات چیت کا سلیقہ پیدا ہوگا۔

خاموش مطالعہ

زبان کی تعلیم میں خاموش پڑھائی اور خاموش مطالعہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، نیز اس سے مطلب فہمی کی استعداد پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے، خاموش مطالعہ کی وجہ سے خواندگی کی رفتار میں اضافہ ہوگا؛ کیوں کہ خاموش مطالعہ میں ہونٹ بالکل حرکت نہیں کرتے؛ اس لیے کوئی چیز آنکھوں کی حرکات کے راستے میں حائل نہیں ہوتی اور باآواز خواندگی میں چوں کہ الفاظ کا تلفظ بلند آواز سے کیا جاتا ہے؛ اس لیے آنکھوں کو مجبوراً ہونٹوں کی حرکت کے ساتھ ساتھ جانا ہوگا؛ اس لیے وہ جلد حرکت کرنے سے قاصر رہیں گی، نتیجۃً خواندگی کی رفتار میں کمی واقع ہوگی؛ لہٰذا پڑھنے کی رفتار بڑھانی مقصود ہو تو مدرسین کو چاہیے کہ وہ بچوں میں خاموش مطالعہ کی عادت ڈالیں، ایسی عادت بڑی

جماعتوں کے لیے نہایت ضروری ہے؛ تاکہ وہ کتاب سے مستفید ہوسکیں، بلند آواز سے پڑھنے میں خواندگی کی رفتار محدود رہتی ہے۔

نوٹ: خاموش مطالعہ کے دوران بچہ محض وقت گذاری میں مصروف نہ رہے اس کا خیال بہت ضروری ہے۔

خاموش مطالعہ کا طریقہ

سبق کی عبارت ایک دو بچے کے پاس باآواز پڑھانے کے بعد تمام بچوں سے کہا جائے کہ: عبارت کو خاموشی سے پڑھیں اور اس کا مطلب سمجھتے جائیں، اس کام کے لیے مناسب وقت دیا جائے، استاذ پہلے ہی سے جانچ کے لیے سوالات بنا کر تیار رہیں، عبارت کے ہر حصے کے سوالات تیار کریں، مناسب وقت کے بعد اب مطلب فہمی کی جانچ کے لیے بچوں سے سبق کے تیار کردہ سوالات کے ذریعہ جوابات طلب کریں اور معلوم کریں کہ سبق کی عبارت بچوں نے کتنی سمجھی ہے؟

مطلب فہمی میں جو کمی محسوس ہو اس کو دور کیا جائے، اس طریقۂ کار سے رفتہ رفتہ بچوں میں مطلب فہمی کی استعداد بڑھتی جائے گی۔

ہمارے نبی ﷺ کا پہلا صفحہ

نصابی کتاب ''اللہ کے رسول ﷺ'' کے مضامین سمجھانے اور نبیٔ کریم ﷺ کی زندگی کے بنیادی حقائق کو ذہن نشین کرانے میں یہ مشقی کتاب (ورک بک) ان شاء اللہ! معین ثابت ہوگی، نیز بچوں کی استعداد اور عبارت فہمی میں اضافہ ہوگا اور بچے عبارت میں غور و فکر کر کے اس کے اہم نکات کو خود سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں گے۔

طریقۂ تدریس

ذخیرۂ الفاظ کا تعارف:

نصابی کتاب ’’ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ‘‘ کے ہر سبق میں نئے مشکل الفاظ بلیک بوڈ پر لکھ کر طلبہ سے گفتگو فرمائیں، اس کے گجراتی معنی بتائیں۔

سبق کا تعارف:

نصابی کتاب کے سبق کی عبارت مختلف طلبہ سے پڑھوائیں، پھر خود پڑھیں، کوئی بھی بچہ بے موقع وقف نہ کرے اس کا خیال رکھیں۔

سمجھانے کا انداز:

عبارت کے اہم نکات سمجھائیں اور سوالات کے ذریعہ معلوم کریں کہ: بچوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں؟

جماعت بندی کر کے ایک دوسرے سے سوالات کا مکلف بنائیں، محض عبارت کا گجراتی ترجمہ کروا دینا کافی نہیں ہے۔

مشقی کتاب کی معاونت:

مشقی کتاب میں دی گئی مشقوں پر طلبہ سے تبادلۂ خیال کریں، اگر ضرورت ہو تو پہلا سوال حل کروا دیں، دیگر سوالات اسی نہج پر بچوں سے حل کروائیں۔

استاذ کی ذمہ داری:

ہر بچے کی ورک بک ہمیشہ چیک کیجیے اور اس پر تبصرہ و ہدایات تحریر کیجیے۔

تعلیمی جانچ کے رہنما اصول

برائے نورانی مکاتب تعلیمی جانچ کے رہنما اصول

نورانی مکاتب کے بارہ زون ہیں، ہر زون میں تعلیمی جانچ کرنے والے رفقا موجود ہیں، نیز ذمّے دار حضرات بھی بار بار ہر زون کے مکاتب کی ملاقات لیتے رہتے ہیں، مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہر مکتب کی تعلیمی سطح معلوم کر کے آگے ترقی کا مشورہ کرنا اور اساتذۂ کرام کی بذریعہ رہنمائی مدد کرنا ہے؛ اس لیے نورانی مکاتب کی جانب سے جانچ کے چند اصول مرتب کیے گئے ہیں جو آنے والے صفحات پر رقم کیے جاتے ہیں۔

ہدایات برائے تعلیمی جانچ

امتحان یا جانچ کا مقصد بچوں کے تعلیمی معیار کو بلند سے بلند تر کرنا ہے، اس کے لیے ہر بچے کی موجودہ تعلیمی سطح معلوم کرنا ضروری ہے؛ تاکہ آگے ترقی کا مشورہ کیا جا سکے، تعلیمی سطح معلوم کرنے کے لیے رفقا کی خدمت میں چند اہم ہدایات۔ جو ناچیز کے ذہن میں ہیں۔ پیش کرتا ہوں:

① رپورٹ میں زون کا نام، مکتب نمبر، گاؤں کا نام، مدرس کا نام، مدرس کا فون نمبر درج کیا جائے۔

② زون کے مکاتب کے ایک بار نمبرات دینے کے بعد نمبر میں تبدیلی ہرگز نہ کی جائے۔

③ بچوں کے نام پرچوں میں جماعت بندی کے ساتھ ترتیب وار لکھیں، مثلاً: اول قرآنِ پاک کی جماعتوں کے نام، اس کے بعد پارۂ عم پڑھنے والوں کے نام، اس

کے بعد قاعدہ؛ یعنی بچوں کا تحفہ والے اور آخر میں حروف شناسی کے بچوں کے نام لکھیں۔

④ بچوں کے نام ایک بار جس ترتیب سے لکھے جائیں ہر ماہ اس میں ردو بدل ہرگز نہ کریں؛ تاکہ گذشتہ تمام پرچوں میں بچوں کے نام اور ان کی تعلیمی کیفیت آسانی سے معلوم کی جاسکے۔

⑤ ہمارے مکاتب میں سال بھر میں ہر جماعت میں بچے کم وبیش ہوتے رہتے ہیں؛ اس لیے ہر جماعت کے طلبہ کے اسما تحریر کرنے کے بعد چند خانے خالی چھوڑ دیں؛ تاکہ جدید بچوں کے نام ان میں لکھ سکیں۔

⑥ جو بچے مدرسہ چھوڑ دیں رجسٹر سے اور تعلیمی پرچوں سے ان کے نام سال بھر باقی رکھے جائیں، کم نہ کیے جائیں۔

⑦ ہر طالبِ علم کے ایامِ تعلیم اور ایامِ حاضری کا درج کرنا ضروری ہے۔

⑧ مقدارِ خواندگی مکمل وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں، قاعدہ کی جماعت میں بیان لکھیں، نہ کہ صفحات، حروف شناسی میں مجموعہ کا ذکر کیا جائے، کتاب میں نامِ کتاب، صفحات اور بیان سب کی وضاحت کی جائے۔

⑨ ہر جماعت کی انفرادی کیفیت تحریر فرمائیں، جماعت میں کسی طالبِ علم کی کوئی خاص کمزوری ہو تو اس کو تحریر فرمائیں؛ تاکہ مشورہ کرکے اس کو دور کرنے کی کوشش کی جاسکے۔

⑩ مدرسے کا وقت ساعات کی تعیین کے ساتھ لکھا جائے، مثلاً فجر کے بعد سات (۷) سے نو (۹) بجے تک۔

تعلیمی کیفیات سے متعلق اہم ہدایات

قرآنِ پاک کی جماعت کی تعلیمی جانچ اور ترقی کے لیے مدِ نظر امور:

① روانی ہے یا نہیں؛ یعنی آیت کا مطلوبہ حصہ بغیر اٹک یا کسی لفظ کے تکرار کے بغیر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

② تصحیحِ قرآن، اس میں چار چیزیں خاص دیکھی جائیں: [۱] حروف کی ادائیگی [۲] قواعد کی رعایت [۳] قواعد کا علم [۴] صحیح وقف وابتدا واعادہ۔

③ عمدہ لہجہ۔

④ روانی نہ ہو؛ بلکہ بچہ ناظرہ قرآن خوانی میں کمزور ہو تو اس کی دو صورت ہو سکتی ہے یا تو بچے میں قرآنی کلمات پڑھنے کی صلاحیت ہے یا نہیں؛ یعنی بچہ قرآنِ پاک کے کلمات نہیں پڑھ سکتا اس کی وضاحت کی جائے۔

⑤ بچہ قرآنی کلمات کیوں نہیں پڑھ سکتا؟ آگے کے کون سے امور پر بچہ رکا ہوا ہے؟ اور کام کہاں سے باقی رہ گیا ہے؟ اس کی جانچ ضروری ہے، مثلاً حروف کی شناخت اور اعراب میں حرکات، تنوین، جزم یا علامات میں سے تشدید، حروفِ مدہ، حرکاتِ مدہ کے بیانات میں سے کس میں کمزور ہے؟

خلاصۂ کلام: عربی کلمات پڑھنے کے لیے یہ سات امور میں پختگی ضروری ہے:

(۱) حروف کی شناخت مفردات ومرکبات میں، تین اعراب کے بیانات: یعنی زبر، زیر، پیش کا بیان (۲) حرکات (۳) تنوین (۴) جزم کا بیان (۵) علامات: یعنی تشدید (۶) حروفِ مدہ (۷) حرکاتِ مدہ۔

بچہ عربی کلمات نہیں پڑھ سکتا اس کا مطلب مذکورہ بیانات میں سے کسی بیان میں بچہ کمزور رہ گیا ہے، آپ جانچ کر کے یہ بتائیں کہ بچہ کس بیان سے کمزور رہا ہے؛ تاکہ اس کی کمزوری دور کرنے کا پروگرام بنایا جاسکے۔

⑥ اس طرح کی کمزوری دور کرنے کے لیے نورانی مکاتب کے ذمّے داروں نے ایمرجنسی پروگرام تیار کیا ہے، جاری ماہ میں اس پر کتنا عمل ہوا؟ اور بچہ کتنا آگے بڑھا؟ نوٹ فرمائیں۔

⑦ ایمرجنسی پروگرام کے تحت کلمات پڑھنے کی صلاحیت ہوگئی یا بچہ میں پہلے سے کلمات پڑھنے کی صلاحیت ہے؛ البتہ روانی سے قرآنِ پاک نہیں پڑھ سکتا تو روانی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک پروگرام تیار کیا گیا ہے جس کے دو حصے ہیں:

(۱) حلِ آیت (۲) حلِ سبق۔

حلِ آیت میں اصل تین کام ہیں: (۱) حلِ الفاظ (۲) وقف اور ابتدا واعادہ کا طریقہ (۳) روانی کی مشق (۴) قواعد کا اجرا، یہ چوتھا کام مشورے پر موقوف ہے۔

حلِ سبق میں بھی چار کام ہیں: (۱) مشکل الفاظ کا حل (۲) نمونہ (۳) قواعد کا مذاکرہ (۴) روانی کی مشق۔

پارۂ عم کی جماعت میں سبق پڑھانے کے لیے حلِ آیت کا طریقہ جاری کرائیں؛ لیکن سورۂ فاتحہ سے سورۂ بینہ تک سبق پڑھانے کے لیے حلِ آیت کا پہلا مرحلہ بلیک بورڈ کے استعمال کے ساتھ جاری کرائیں، بعدہ حلِ آیت کا دوسرا مرحلہ، قرآنِ پاک کی جماعت میں ایک پارہ یا حسبِ مشورہ حلِ آیت کا دوسرا مرحلہ، اس کے بعد حلِ سبق کا طریقہ جاری کیا جائے۔

اس پروگرام کا مقصد یہ ہے کے بچوں کی آنکھیں ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ کلمات کا ادراک کرسکیں جب بچے کی آنکھیں ایک وقت میں چار پانچ کلمات کا ادراک کرنے لگیں گی تو روانی کی صلاحیت پیدا ہوجائے گی اس کے بعد ہی عمدہ لہجہ پر قابو پایا جاسکتا ہے روانی کے بغیر لہجہ پر قدرت حاصل نہیں ہوگی۔

⑧ رپورٹ میں یہ درج کریں کہ: مدرس ان میں کونسا طریقہ استعمال کررہا ہے اور کیوں؟۔

⑨ سبق کے پارہ کے علاوہ آگے کسی پارہ کی چند آیات حل کرنے کا موقع اور وقت دیں اور معلوم کریں کہ: بچے میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟ تاکہ معلوم ہوسکے کہ زون میں جاری سال میں کتنے بچوں میں ناظرہ خوانی کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے؟

⑩ پارۂ عم اور قرآنِ پاک کے ابتدائی بچوں کو سبق کے کلمات گھر سے حل کرنے کا عادی بنائیں، دیگر بچوں کو خود سبق حل کرنے کا شوق دلائیں اور بچوں کو مدرسہ کے معمولات پر لانے کی محنت کریں، کام کا شوق پیدا کریں اور کام کرنے کا طریقہ سکھائیں۔آپ رپورٹ میں یہ درج کریں کہ: کتنے بچے معمولات پر ہیں۔

قرآنی قاعدہ اور حروف شناسی کی جماعت کی جانچ اور ترقی کے لیے ہدایات

قاعدہ پڑھانے کا مقصد صحت کے ساتھ ناظرہ قرآن خوانی کی صلاحیت پیدا کرنا ہے، کم از کم قاعدہ پڑھنے کے بعد بچے میں قرآنِ پاک کے کلمات پڑھنے کی

صلاحیت ہوجانی چاہیے، محض قاعدہ کے کلمات رٹا دینا مقصود نہیں ہے، **تعلیمی جانچ** بھی اسی طور پر ہونی چاہیے۔

صحت کے ساتھ عربی کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے قاعدہ میں تین کام کرنے ہیں:

① حروف کی شناخت مفردات ومرکبات میں۔

② اعراب وعلامات کی شناخت اوراس کے مطابق الفاظ کی خواندگی۔

③ قواعد کی فہم اوران کا استعمال۔

اگر کوئی بچہ پہلے دو کاموں میں کمزور ہے تو اس کے لیے تیسرا کام اتنا اہم نہیں ہے کہ اس میں ایک سال صرف کر دیا جائے، اکثر یہ دیکھا گیا کہ ایک بچہ اعراب اور علامات کی رعایت سے الفاظ نہیں پڑھ سکتا، پھر بھی نصاب کی وجہ سے قواعد کی تعبیرات رٹانے میں وقت صرف ہوتا ہے اور بچہ اسی کمزوری کے ساتھ آگے پارۂ عم کی جماعت میں آجاتا ہے۔

حروف شناسی کے لیے رہنما اصول

① مفردات میں کم از کم تین کام کرائیں: [۱] کتابت [۲] شناخت [۳] صحت۔ مکتب میں تینوں کام ہورہے ہیں یا نہیں؟ کس کام میں کونسا بچہ کمزور ہے؟ تحریر فرمائیں۔

② اسباق مجموعے کے اعتبار سے ہونے چاہیے۔

③ ہر مجموعہ سمجھانے کے لیے بلیک بورڈ کا استعمال کرائیں۔

④ بچوں نے سمجھا ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے بورڈ پر بچوں کو استعمال

کریں۔آپ رپورٹ میں یہ درج کریں کہ: مدرس بچوں کو حسبِ ہدایات بورڈ پر استعمال کر رہا ہے یا نہیں؟

⑤ نورانی مکاتب میں بچوں پر انفرادی و اجتماعی محنت کی ایک خاص ترتیب بتائی جاتی ہے، جانچ کرنے والے رفقا خاص یہ دیکھیں کہ یہ ترتیب عملاً جاری ہے یا نہیں؟

⑥ مشقی سوالات کی صورتِ حال رپورٹ میں تحریر فرمائیں۔

⑦ مکمل تختی کے بعد ترتیبِ معجمی کا سوال کریں اور اس کی صورتِ حال رپورٹ میں درج کریں۔

مرکبات میں تین کام نہایت اہم ہیں

① حروف کی مختلف شکلیں مثلاً حرف کی ابتدائی اور درمیانی اور آخری شکل بچے نے سمجھی ہے یا نہیں؟

② ان شکلوں کی مشق فی الالفاظ ہے یا نہیں؟

③ تمام مجموعات کے بعد ان کی مشق قرآنِ کریم سے۔

④ مرکبات میں آٹھ مجموعات ہیں جو کتاب ''روضۃ الاطفال'' میں موجود ہیں، سبق میں کونسا مجموعہ چل رہا ہے؟ رپورٹ میں اس کا ذکر ضروری ہے۔

⑤ تمام مجموعات کے بعد بچہ قرآنِ کریم سے حروف کی شناخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی: حروف شناسی کے اعتبار سے بچہ قرآنِ کریم سے جڑ گیا یا نہیں؟ اس سے ضرور واقف کریں۔

بچوں میں ہر بیان کے کلمات پڑھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے اعراب وعلامات سے متعلق ضروری ہدایات

اعراب تین ہیں: حرکات، تنوین، جزم اور علامات بھی تین ہیں: تشدید، حروفِ مدہ، حرکاتِ مدہ، ''بچوں کا تحفہ'' حصہ اول میں حروف شناسی کے ساتھ یہی چھ بیانات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام بیانات میں چند امور پر محنت کرنی ہے اور وہ امور کتاب ''بچوں کا تحفہ'' میں موجود ہے اور اس کی ترتیب آگے کتاب میں ذکر کردی گئی ہے۔

جانچ کرنے والے رفقا یہ دیکھیں کہ: کس امر پر کام ہو رہا ہے؟ اور کس طرح ہو رہا ہے؟

ماقبل امور کی صورتِ حال سے واقف کریں، مثلاً حرکات کے بیان میں پہلا امر حرکات کی شناخت، دوسرا مفرد حرف کی رواں، تیسرا دو متحرک حرف کو ملا کر پڑھنا سکھائیں، نمبر چار تین حرفی کلمات کی مشق ہے۔

کسی مکتب میں مدرس زبر کے بیان میں چوتھے نمبر پر محنت کر رہا ہے تو یہ دیکھیں کہ: بچہ دو حرفی کلمات ملا کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے جب دو حرفی کلمہ ملانا نہیں سکھایا اور سہ حرفی کلمات پڑھانا شروع کردیا ہے تو یہ بچہ کمزور رہے گا۔

گذشتہ بیانات کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کریں، مثلاً جزم کا بیان چل رہا ہے تو حرکات کے بیان میں درمیانی حرف ساکن کر کے پڑھائیں، پھر آخری حرف ساکن کر کے پڑھائیں۔

جزم اور تشدید کے بیان میں کون سی صورت کا سبق جاری ہے؟ رپورٹ میں

درج کریں۔

حروفِ مدہ، حرکاتِ مدہ، لین کے بیانات میں تقابلی طریقہ سے جانچ کریں؛ تاکہ معلوم ہو کہ بچوں نے بیان سمجھا ہے یا نہیں؟

بچے کے اوقات کا صحیح استعمال کرنا ضروری ہے، اکثر مکاتب میں بچوں کے اوقات ضائع ہوتے ہیں؛ لہذا بچوں کو کام میں مشغول کریں، اس کے لیے حلقے بنائیں اور کام سپرد کریں۔

رفقائے کار جانچ کے دوران اس کا جائزہ لیں کہ بچوں کے اوقات کا صحیح استعمال ہو رہا ہے یا نہیں؟ نیز مدرس کو اس کی صحیح ترتیب سے آگاہ کریں۔

بچوں کا تحفہ (حصۂ ثانی)

بچوں کا تحفہ حصہ ثانی میں قواعد ہیں، مثلاً نون ساکن اور تنوین کے چار اور میم ساکن کے تین اور مد کے تین، حروفِ قمری و شمسی، را کے پُر و باریک کے قواعد اور وقف کا بیان ہے۔

مذکورہ قواعد جانچنے کے متعلق ضروری ہدایات

① یہ جانچیں کہ بچوں نے قواعد سمجھے ہیں یا نہیں؟ محض تعبیرات کا رٹا دینا کافی نہیں ہے۔

② اس درجے میں پڑھنے والے طلبہ کسی زبان کو پڑھ نہیں سکتے؛ اس لیے بورڈ پر یا کتاب سے محض تعبیرات پڑھا دینا یا زبانی رٹانا کافی نہیں ہے، اس عمر کے بچوں کو

قواعد سمجھانے کا طریقہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اس کی مدد سے بچے قواعد سمجھ لیں گے اور بچہ یہ بتائے گا کہ: یہ مقامِ اظہار ہے یا اخفا ہے وغیرہ؛ اگرچہ قاعدہ کی تعبیر میں کبھی غلطی ہوسکتی ہے۔

③ تقابلی طریقے سے امتحان لیں؛ تاکہ قواعد کی سمجھ کا معیار معلوم ہوسکے۔

④ نون ساکن اور میم ساکن کے بیانات کے بعد بچوں کو پارۂ عم کے کلمات حل کرنا سکھائیں، جانچ کے دوران یہ دیکھیں کہ بچہ پارۂ عم سے کلمات پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

⑤ وقف کا بیان پانچ حصوں پر مشتمل ہے، رپورٹ میں یہ درج کیا جائے کہ سبق میں کون سا حصہ چل رہا ہے؟ محض وقف کا بیان لکھ دینا کافی نہیں ہے۔

محفوظات کی جانچ کے اہم امور

محفوظات میں چار باتیں دیکھیں:

(۱) حفظِ سور (۲) وظائفِ نماز (۳) کلماتِ اسلام (۴) مسنون دعائیں۔

حفظِ سور میں چار چیزیں دیکھی جائیں:

(۱) صحیح تلفظ (۲) صحیح ادائیگی (۳) صحیح لہجہ تدویراً (۴) حفظ کی پختگی۔

وظائفِ نماز اور کلماتِ اسلام اور مسنون دعاؤں میں بھی چار چیزیں ملحوظ رہیں:

(۱) صحیح تلفظ (۲) صحیح ادائیگی (۳) صحیح جگہ وقف (۴) حفظ کی پختگی۔

نماز کی عملی مشق:

قرآنِ پاک کی جماعت کے بچوں کی نماز کی عملی مشق دیکھی جائے یا سوالات

کے ذریعہ معلوم کیا جائے کہ بچے نماز کا طریقہ جانتے ہیں یا نہیں؟

وضو کے فرائض، غسل کے فرائض، نماز کے شرائط، نماز کے ارکان، واجبات اور سنن کے متعلق حسبِ جماعت سوالات کریں۔

سوالات:

توحید، رسالت، انبیاء، ملائکہ، قیامت، آخرت کے متعلق بھی سوالات کریں، اس طرح کے سوالات سے صحیح عقائد بچوں کو ذہن نشین ہو جائیں گے۔

کتاب:

کتاب سے متعلق ضروری ہدایات ان شاء اللہ! بعد میں بیان کی جائیں گی، فی الحال تین چیزیں ملحوظ رکھیں: صحیح عبارت خوانی، الفاظ کے معانی اور سوالات کے ذریعہ معلوم کریں کہ: بچوں نے کتاب سمجھی ہے یا نہیں؟

مثلاً سوال کریں کہ: میں نے وضو کیا اور نیت نہیں کی تو وضو ہوا یا نہیں؟

کوئی آدمی وضو کرے اور مضمضہ کرنا بھول جائے تو وضو ہوگا یا نہیں؟

بچوں سے یہ نہ کہیں کہ: یہ مسئلہ سمجھائے؛ کیوں کہ سمجھانے اور سمجھنے میں فرق ہے۔